

ایک تھی سارا

سارا شگفتہ کا زندگی نامہ

امرتا پریم



ترتیب

| | |
|-----|--|
| 5 | پہلے اور نئے حروف |
| 6 | چین بازار |
| 11 | پہلکاروں کا قصہ |
| 14 | بھائی کی عورت |
| 18 | انسانی سیدھی کی آواز |
| 23 | گھر کے تین بچوں |
| 33 | دوست کی قسم |
| 39 | ایک اور اہل |
| 44 | خدا کی گلی میں |
| 47 | مسجد کی اہل |
| 54 | نکاح سوچ |
| 60 | مکتبہ کی آواز |
| 63 | ایک بچہ کا احساس |
| 67 | علیہ کا زہر |
| 69 | پہلی بھین کی عورت |
| 73 | پہلکاروں کا قصہ |
| 85 | دھنوں کی گواہی |
| 89 | خدا کا خدا آدم کے نام |
| 92 | بھائی کی |
| 95 | کریم اللہ کوئی دین میں نے نہیں کا نہیں |
| 97 | انسانی سیدھی |
| 99 | اسے خدا |
| 101 | وہ پہلے |

السلام تحفہ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

| | |
|-----------|---------------------------------------|
| نام کتاب | ایک نئی سارا |
| حرف | عہدہ |
| پیشہ | تجربہ کار |
| کیونکہ | 18 مزاحمت دہلا دہلا 7249288 - 7237430 |
| پہلا | کتاب کیونکہ دہلا دہلا 7571642 |
| سودا | زادہ پتھر کے گھر لاہور |
| اشاعت اول | 1979ء |
| قیمت | 94 روپے |

چلتے ہوئے حروف

میں نے آسمان سے ایک کرا ٹوٹے ہوئے دیکھا ہے۔

بہت تیزی سے آسمان کے اکن میں ایک جلی ہوئی گھیر کھینچا ہوا۔۔۔۔۔

لوگ کہتے ہیں تو جی ہی کہتے ہوں گے کہ آسمان نے کل بار ٹوٹے ہوئے آسمان کی گرم راکھ اٹھیں کرے دیکھی ہے۔۔۔۔۔

میں نے بھی اس کمرے کی گرم راکھ اپنے دل کے آئین میں برقی ہوئی دیکھی ہے۔

۔۔۔۔۔

اس طرح اور گروں کے نام ہوتے ہیں 'اسی طرح' ہو گارا میں نے ٹوٹے دیکھا اس کا بھی ایک نام تھا۔۔۔۔۔ سارا کھنڈ۔

اس کمرے کے ٹوٹے دھتے آسمان کے آکن میں ہو گئی اور جلی ہوئی گھیر کھینچا گئی تھی' وہ گھیر سارا کھنڈ کی ظم تھی۔۔۔۔۔

ظم زمین پر گری تو خدا جانے اس کے کتنے خوفے ہوا میں کھسکے۔ لیکن وہ راکھ میں نے ہاتھ سے پھر کر دیکھی تھی اس میں کتنے ہی پتلے ہوئے حروف تھے جو میں نے اٹھا اٹھا کر کھنڈوں پر دیکھے۔۔۔۔۔

میںں جانتی 'خدا نے ان کھنڈوں کو ایسی دھماکیوں دی ہے کہ آپ ان پر کتنے ہی پتلے ہوئے حروف دیکھ دیں' وہ کھنڈ نہیں پتلے۔۔۔۔۔

ان لوگوں کے پاس احساس ہے 'پتلے ہوئے حروف پڑھتے ہوئے ان کے احساسات کتنے کتنے ہیں مگر کوئی کھنڈ نہیں پتا۔۔۔۔۔

فائدہ یہ دھماکیوں ہے۔۔۔۔۔ ہے اسی تو اسے دھماکیوں کہنا چاہیے اگر ایسا نہیں ہوتا تو خدا جانے دنیا کی کتنی کتنی اپنے حروف کی آگ سے جل گئی ہو تھی۔۔۔۔۔

102

105

107

109

110

120

123

125

137

141

144

147

148

149

152

155

158

157

158

160

169

171

173

دھوپ کا گھرا

ایک منٹ

پانچوں سے گری ہوئی دھما

سارا کا ظم دن

سید احمد سے ایک ملاقات

سلاٹیں

سارا کا چل

سرخ گرد۔ سیا گرد

پانچ جات

سليم احمد کے انتقال پر

سارا کا ایک خط 'وہ سب سے ظہر کے نام

سارا کا ایک خط 'ضیاء الحق کے نام

سارا کا ایک خط 'ڈاکٹر سومو کے نام

سارا کا ایک خط 'امیر سلیم کے نام

سارا کا ایک خط 'تروت سلطان کے نام

سارا کا ایک خط 'مشور شاہد کے نام

سارا کا ایک خط 'راہبند کھنڈ بیدی کے نام

خون کی منڈی

سارا کا آخری خط 'علیہ کے نام

ایک قسم سارا 'ایک تھا سید

خود کشی سے پانچ دن پہلے

خود کشی کے بعد

آخری حرف۔۔۔۔۔ ایک شہیت

تیر کی۔۔۔۔۔

وہاں کے سچے ہوئے جسم کی؟
اور انگوٹوں میں جلی ہوئی انگوٹوں کی؟

والا وہاں میں تیسری نظاں

اسپتہ لہ سے بھوک کرنا سچی ہیں

اور اپنا گوشہ کھاتی ہیں

—○—

اس جنا دار سے 'اس سے ایک بھلی لڑکی نے ایک دلی عزت کے نام پر شادی کا
جوڑا اور ایک گھر گھست کر وہاں رہا سارا نے ہوش میں گئے اس لڑکی کی داستان کہیں۔۔۔۔۔
داستان کہیں تک وہ بھلی لڑکی کچھ بچوں کی ماں بن چکی تھی۔ سارا کی ماں بھی۔۔۔۔۔

ماں کے روٹی پکانے کی کھانا سے میرے جسم میں بھوک شامل ہوتی تھی۔

میں نے دھڑکی پر دانے بھونے کی سے بچنا سیکھا۔۔۔۔۔

اور آگ کا رنگ بھونے لباس پر دھبہ لگا۔۔۔۔۔

میں انہیں کچھ یوں دیکھتی کہ شادی چوٹی یا لٹی پٹوں سے اٹلی کو بٹکار سکھادیں۔۔۔۔۔

باپ کی رنگ ایک دوسری صورت تھی اور باپ کی تو دارا تھ گلی تھی۔۔۔۔۔

عزیز صرف اتنا تھا کہ ماں کو انگوٹے پکانے لگی۔ داہلی کھینچی تھی 'گھنٹہ پر دہی
مل جاتی ہے مٹا کر ایسا کبھی نہیں ہوا۔ زندگی تو ایک راستہ ہے 'ایسا راستہ کہ ہر منظر کی
کھینچ جاتی جاتی ہے۔۔۔۔۔

لیکن شادی ایک بات بھول رہی ہوں کہ اسی ایک گھنٹہ پر میری ماں اور میرے باپ
نے اچھے پیچھے کا حد کا حد اور میری ماں گھر والوں کو تھکاتے ہوئے پیچھے سے اپنے راجے کے
ساتھ ہو چکی تھی۔۔۔۔۔

اور اب وہاں دوسری شادی کر چکا تھا۔۔۔۔۔

اس لئے ماں کی بار بھیں ادنی ادنی سے دیکھتی۔۔۔۔۔

میں خاموشی سے کہتی۔۔۔۔۔ سب سے بد وقت تو یہ تھا 'میرا اصل راجھا تو میرے پاس ابھی
آیا ہی نہیں۔۔۔۔۔

لیکن ماں کی ماں نے صرف رکنا سیکھا تھا اس لئے بچوں کو اپنی بھوک میں شامل کر لیا
تھا۔۔۔۔۔

اب انگوٹے سے میں آگ پکانے کے لئے کچھ روکتا اور دارا سے گھر میں آگ پکائی ہی
ہوتی پڑی تھی۔۔۔۔۔

آگ سے زیادہ ماں کے ڈانٹ سچے اور انگوٹوں کو خاموش کر لیتی تھی۔ سو رو رہی تھی
پچھلے گئے ہیں یہ میرے باپ کا دم نکلا ہوا تھا۔۔۔۔۔

یہ گناہ ماں دانے پیار سے نہیں کھاتی اور کبھی کھانا اس صورت کو کو کتنی واقعی جس کو
میرے باپ نے اور بے پروائی پر کھانا کھانا کھانا۔۔۔۔۔

جا بھائی 'میرے پلو کھی کی آگ کہنے ہیں 'لوہی میں پڑا رہا تھا۔ کبھی کھانا پر سے ہیں
مٹی اُڑا رہے تھے اور اب انگوٹے کھاتی پینے لگتا 'ماں بھائی ہی رہتی۔۔۔۔۔

ایک دن ماں دوپہر سے کھاب میں بچیں گھر سے لگی اور پھول پڑنے والوں کا دھک لے
کر آئی۔

میں سب بچیں بھائی پھول پڑا کرتے۔ میں پھول پڑنے والے سوتلی۔ پھول کی عظیم
میں سولی شامل ہوتی ہے۔۔۔۔۔

اور میں پہلی تھی کہ پھول کئی رنگوں میں کھوں ہونے ہیں اور ہر جگہ صدف کی دھجی
کھوں تھی ہے۔۔۔۔۔

پھول پڑنے سے ابھی ہونے کی آگ بھڑکی نہ ہوتی۔۔۔۔۔

ایک روز چاروں نے ماں سے کہا۔ کب تک چلو نہیں دیکھ گا۔؟ میں دھک کے پیچھے
سارے محل سے اچھے کر کے نکلی ہوں۔۔۔۔۔

ماں نے بچوں کی طرف دیکھا تو بھائی میں اچانک بولی۔ اسی لئے 'میرا بھارام
نہ جاسکے گا۔۔۔۔۔ اور پھر سارے بچوں کی فہمائیں۔۔۔۔۔ میں ہو چلا ہائی پر اندر ہی لگی

تھی دیکھا تو ماں کے ہاتھ میں خود سے اور وہ صورت چاہی تھی۔

اب ماں روٹی پکانے لگی تو ہم سب بچے پڑنے کے اور گردنہ کے اور اپنی اپنی ہادی
کا انگوٹہ کر رہے تھے۔۔۔۔۔

میں ہاں سے جھٹ کر بھی روٹی اور آٹری روٹی مانگتی۔

میں آگ کو غور سے دیکھتی۔ اچھا تو یہ بھی زرد رنگ کے پھول پر رہی ہے۔۔۔

میں آنکھ بند ہی سہ میں دعا مانگتی۔ اٹھ کر آج پھولوں والا دن ملے۔۔۔۔۔ کیے کہ

میری پادریاں سوئی سے لٹکیں چاہتے تھے۔۔۔۔۔ دعا قبول ہوئی، پھول والا نہیں آوا۔

بہن بھانجیوں کے پھول پر زرد، سرخ، سفید اور لال رنگ کی انہی قسمی قسمی اور ہاں شاید انہیں

دیکھ کر اپنی دعاؤں یاد کر رہی تھی۔۔۔۔۔

میں چوہے کی ٹرائی ادا تھی۔ چپکے چپکے چوہے چوہے چوہے چوہے کی قسم قسمی

انسان سے بھی بھر رہی تھی۔۔۔۔۔

میں نے دعا سے انکی اندری کے پتے کھولے اور سوکے ٹکڑے دلوں میں

بھر دیے۔ کڑکڑائی توڑ سے لٹاک میں دیکھ میرے بہن بھائی اپنی غلامی کواد سے باہر

لٹکے اور گئے روٹی کی طرح دیکھتے تھے۔۔۔۔۔

"میں سارے ٹکڑے ادا کرنا اور انسان کے دل میں روٹی رکھ دی۔۔۔۔۔" گئے

گئے۔۔۔۔۔ زرد رنگ کے پھولوں کی جھڑ "اس حیرت سے ملتی جلتی تھی جس کا ذکر سارا نے

میرے ساتھ اپنی طاقت میں کیا تھا۔

میں۔ ہاں، چپکے کے بعد بھی کھاری ہوئی

اب میری ہاں بھی کھاری ہوئی۔۔۔۔۔

اب تم کھاری ہاں کی حیرت ہو۔۔۔۔۔

اس "تم" لفظ میں سارا جن سے خطاب ہوئی۔۔۔۔۔ ان میں وہ لوگ بھی تھے جنہوں

نے حیرت کے نام پر جتا بازار سے سارا کے لئے کھ کھست کھستے اور سارا نے سب

کھ کھست انکر دیئے۔

سارا نے دیکھا کہ چرا جتا بازار حیرت میں آیا۔۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔۔ اس وقت سارا

شاید یہ نہیں جانتی تھی کہ ایک دن اس کی نگاہوں کو چھتا ہوا دھتے حیرت میں آجائے گا۔

۔۔۔۔۔

کھاری کی کھری میں سارا کی نگاہیں ایک کھاری ہاں کی جھڑ میں۔۔۔۔۔

چنگاریوں کا مقدر

سارا کا پہلا غم وہ گئے مہینہ میں تھا "اس پر ۲۲ جنوری کی تاریخ تھی لکھا تھا۔۔۔۔۔

اسرا، ہائی میرے تمام سوچ آپ کے

میرے پر غم کی کی تمام بھی پرانی تھی ہے۔ آج دنک بھی مددہ گیا ہے۔ کہتے ہیں، فیصلے

بھی غصوں کے سپر دست کرنا۔

میں نے تو حاصل آج تک نہیں دیکھا۔

یہ کہیں توڑی ہیں۔ جیسے رات بچے کچڑوں میں گھوم رہی ہیں۔۔۔۔۔

جیسے جڑی کوئی آگہ دنک گیا ہو۔۔۔۔۔

میں دعا کے قریب پہلوں پہلی اور انسانوں سے آواز ہو گئی۔۔۔۔۔

میرا نام کوئی نہیں چارنا۔۔۔۔۔ دشمن اسے دستگیر کیوں ہو گئے

میں عورت۔۔۔۔۔ اپنے چاند میں آسمان کا پتہ کیوں لگایں

تک پہیل نے کس کا اظہار کیا

عورت رات میں دعا کی ہے اسرا، ہائی!

آواز اسے سن میں کیوں نہیں دیتا

آگ پر دے دن کو بھڑکی ہے

تک پہیل "میںوں چتا ہے اور سامنے ہے۔۔۔۔۔

میں اپنی آگ میں ایک چاند دیکھتی ہوں

اور اگلی آنکھ سے سو نکالی ہوں۔

لیکن میری رات گھر سے پہلے جاگ گئی ہے۔

میں آسمان بچ کر چاند نہیں نکالتی۔۔۔۔۔

طاہر ہنس نکلا وہ کیا۔۔۔ طاہر اور میں تھا اور میں آملی سے چند نہیں پا رہی تھی اس لئے اسوار کی حد سے چند دلی تھی۔۔۔ میں نے طاہر کا رکھ دیا 'اسوار سے کھل نہو اور نہیں۔۔۔'

اور وہ فری۔۔۔ یہ کہہ دلی تھی 'میں آملی سے کچھ نہیں کہتی'۔۔۔ میری دگوں میں اترنے لگی۔

جوں لگے۔۔۔ آملی فوجوں کی اس دنیا میں 'مارا نام کی لڑی کنوں سے آئی؟ آئی ہے تو اس دنیا میں کیسے جتنے کی؟ چاہا اسے دل میں بیٹا ہوں۔۔۔'

اسوار نے آملی سے بھرے طاہر کو سرکا دیا اور طاہر جتنے لگے۔

'مقام تمام پر تم گھٹ کی لڑائی ہے۔ لگی بھرے نزدیک شرم ایک اور میرا ہے۔' یاد آیا۔۔۔ مارا کی ایک نظم میں ٹھیک ایسی انجیرے کی تصویر ہے۔ 'شرم کیا ہوتی ہے عورت؟ شرم عری ہوئی لیرت ہوتی ہے۔'

اسوار طاہر سے کہے۔۔۔
'شرم کے علاوہ میں شعر بھی کہتی ہوں۔ شہوت میں مہرے ہوئے لوگ لکھے داروین ہیں تو بھرے کھلے جل اٹھتے ہیں۔'

دھوپ میں آگ لگی 'پکڑے کنوں کھلے' پانچویں کے عقد میں آگ طرور تھی۔۔۔۔۔

اسرا ہائی! دل بہت اداس ہے 'سو کپ سے ہات کر۔' آئی کل بھرے پاس دلی شرمیں ہیں اور دلت ہے۔ ہم نے تو آپ کی صہت میں کھارے کھارے اور مسعود کی مانی بھلی۔۔۔۔۔

موسم کی قد میں بھڑا لہاسی کیوں رہے! میں صدوں کی ہاں ہوں۔ میری رات میں داغ صرف چاند کا ہے۔۔۔۔۔

آجھیں لکھے کیوں ٹاپتی ہیں؟ کیا انسان کے جسم میں ہی سارے راز رہ گئے؟
دنا زہر وہاں سے تو خداوند کے یہاں چکا ہوا ہے 'اور بھرے دکھ پر خداوند نے کھاکر میں بنایا ہوں۔'

مٹی بولی نکلتی ہے موسم کی۔ کچ ہے کائنات کے ملائے پر ہر چیز وہ جانے کی 'وہ صرف دلت ہو گئی۔'

میں اپنے دہب کا ٹیال ہوں 'اور عری ہوئی ہوں۔۔۔۔۔'
میں نے شرم کے طاہر کو ایک طرف دکھ دیا اور اس طرف شرم کر اپنے کو کہا کہتی ہوں۔۔۔۔۔ 'اکڑ شرمک بھرے پاس آگ'۔۔۔۔۔ اسی طرح کہا۔۔۔۔۔ 'اکڑ سارار بھرے پاس آگ' اس وقت سارا کی ایک نظم کاغذ سے اڑ کر بھرے دلی میں سٹپے لگی۔۔۔۔۔
ابھی عورت نے صرف روز دلی سیکھا ہے۔

ابھی بڑا دل سے بھولوں کی نکاری ہی نیکی ہے۔
ابھی کناروں نے صرف مسعودوں کو کھانا ہی سیکھا ہے۔

عورت اپنے آسمانوں سے دلوں کر لیتی ہے۔
بھرے لکھوں نے بھی دلوں نہیں کیا۔
اور دلت خدا نے لکھے سلام کیا۔۔۔۔۔

اور اس وقت بھرے حد سے لگے۔۔۔۔۔ 'دیکھ مارا! آج خدا سے مل کر میں نہیں سلام کرتی ہوں۔'

جھانجھر کی عورت

سارا گھنٹہ کی غم کا ایک جہاں ہوا گھرا میرے سامنے تھا۔
 "میں نے قاتل کی گڑیاں کھولے کھولے میرا دل اٹھے گا ہے
 ہر گھوڑا پیر کا میرے دل میں بھر گیا چلتا ہے
 پھر اپنے سانس جتا کھن میرے لئے کھڑا ہے
 میرا سب سے بڑا گھوڑا ہے کہ میں عورت ہوں
 وہ ان کے ساتھ گناہ نہیں لاتی
 وہ میرے خلاف ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔
 اور گھار میں گئے ہوئے لوگ گئے جاتے ہیں
 کہ کچھ گناہے پاس ہے
 سہ تو یہ ہے کہ جاتے وہاں۔۔۔۔۔
 شرم کے بھائی سے واسطے کو دھڑا ہے
 میں اپنے واسطے نہیں ہو سکتی
 اور وہ تختہ سے زیادہ وسیع نہیں ہوتے۔۔۔۔۔
 ہے؟

میں کہہ کہی پر نام کے ہاتھوں
 کیا عورت کا دل سے زیادہ کوئی وطن نہیں؟

ہاں آج وہ ہی لکھنؤ سے واپس ہے۔ ایک وطن پر حق تھا سے اور ایک وطن فرائی
 تھا ہے۔ جس میں سے ایک تھا کہ وہ عزت کی راہ سے دیکھیں ہے اور دوسرے تھا کہ
 عزت کی راہ سے اور کہ۔۔۔۔۔ سارا کی غم 'یہ جہاں ہوا گھرا' ایک جلتے ہوئے سوال

کی طرح کمریخ کے سامنے کھڑا ہے کہ ان کے چہرے سے کی زمین پر آکر ان کے دل کو
 ہی ان کا وطن قرار دے دیا جاتا ہے۔ تم ان کی بات کب کر کی؟
 تاریخ خاموش تھی۔ اور میں عورت کی داستان کی ہے اپنی میں کھولی ہوئی تھی کہ
 اسے میں سارا کی غم کا ایک گھرا میرے پاس آیا اور کہنے لگا۔۔۔۔۔

میری قبروں سے کئی گھنٹوں نے گئے تھا کہ دیا ہے

نکلیں۔۔۔۔۔ میں ان کا لاکھ نہیں ہو سکتی

میں کوئی دیکھیں بھولی میں بھر رہی ہوں

ایسا تھا ہے پانی میں کیل ٹھوکر رہی ہوں

ہر جہاں جاتے گی۔۔۔ میرے گناہ "میری عورت

یہ شہر کی کوئی کس نے چاہی ہے امر آ رہی

انہوں ایک نوکر کیوں نہیں کرتی ہے؟

بھوک ایک۔۔۔ اور کچھ ایک ایک

دیکھنے کے لئے صرف چاہتا تھا کہ میں دیکھوں

سودہ کے لئے ضروری ہے

عورت کے لئے زمین ضروری ہے

وہ دانتے دانتے لوگ کہاں گئے

یہ کوئی گھر ہے؟

کہ عورت اور عزت میں کوئی فرق نہیں ہو رہا۔۔۔۔۔

میں نے جھوٹ کی ہے "اکیلی نے

اب اکیلے آگن میں رہتی ہوں

کہ آوازوں سے بڑا کوئی جوت نہیں

دیکھا میری سرحدوں "لکھن رہی وہ اوسٹے پاس؟

گھر رہی ہوں

کبھی میں دوسروں میں جلی تھی

کبھی اسڑ میں جلی جاتی ہوں۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔

[illegible]

میں نے سچ ہی تم کو بتا دیا تھا۔۔۔۔۔ ہمارا ہجرتی آنکھ سے ہمیں کیا مراد ہے؟ ہجرتی
آنکھ تو دوزخ کی آگ میں جھول رہی ہے۔

وہ اس کی دلی قہقہہ کہنے لگی اس وقت جاتی آگے سے میری مراد شور سے ہے۔
 لیکن میرا دل! تم غیب! کہن ہو! رہی شور سے جاتی آگے کا ثواب جاتی آگے میں اس کی
 نہ ہوئی کہ وہ جھوٹا ہی کہے تھا۔۔۔۔۔ میں نے جب جاتی آگے کے ثواب سے آگے کوئی
 نہ کوئی گت میں نہ لے ہوئے جانہ دیکھے۔۔۔۔۔ دیکھ کر منہ ہی نے میرے ہاتھ دنگ
 نہیں تھے بلکہ اور منہ کر دے تھے۔۔۔۔۔ مانتے نہ کر میں تھا جانی میں ہی قادر میں
 یہاں میں جاتے الہ کر میں ہی کہن تھی۔۔۔۔۔

ایکے کا چہرہ بھرے ہوئے کپڑوں پر لٹھیں دھاکوں سے جڑا کٹن مل گیا ہے۔۔۔
 دھوکوں کو پتہ کی بات تو سن لیں! انھیں دیکھا کہ جیسی کھلی انھوں کو پتہ کی کوٹھالی کی جا
 رہی ہے۔۔۔۔۔ میں نے اسی کٹر کھٹ میں اپنے بچپن کے نور ہائی کے ہی جلا دیے۔
 میں نے کہا: کٹاٹی جی جی بھائی کی موت ہوئی ہے۔۔۔۔۔

۱۰۔ پرائس ی دی کہتے ہیں۔۔۔ اور گتے بھی نہیں ہیں سب گتوں کو اپنی کہیں
سمجھتی ہیں، مگر وہی قسم کو صرف ایک عنوان سمجھتی ہیں۔۔۔

جہت سے لگا۔ خدا کا علم کو طوائف سمجھنے والوں کے لئے کیا کہیں؟
 وہ بولی۔۔۔ میں ایسی خدا کی مری ہوئی لکھن کوئی کی۔۔۔ خدا کا مراد ہوا حضور۔

۔۔۔ اگر نظم کو طواغیت کہا اور سمجھا جائے گا کہ یہ تو ہماروں کی صورتی بنی ہوئی ہے۔۔۔۔۔

بنی ہوئے نظم ہی چاروی ہے اور نظم اپنی بنی ہوئی ہے۔۔۔۔۔

ملا کہ میری جی تھی تھو سے مجھ کی کئی جہ ۔ کھڑی دیر میں حلقہ جی کے باپ نے
تھ میں قرآن پاک لے کر تھو سے دعا کی تھا کہ میرے ہر جی کو اوروں کا ۔۔۔ اس
نے نوایں میں اب قرآن کو آنا ہی ہوں کہ وہ اپنی عظمت کب دیکھائے گا
اس واقعہ کی تفصیل اس نے ہر میں لکھی ہے۔۔۔۔

[illegible]

ہاں انکار کا یہ راستہ ہے، مارتھ اور وہ بھی اتنی کے بھرے جسم پر نفل چ جائے اور
سب مارتھ جانوروں کی طرح ہم اسٹی کرنا، جیسے میں روز کی کھڑا ہوں۔

خیر، انکلی ہی بات تھی۔ ہمارے یہاں کا طور ایسا ہی ہوتا ہے اور یہی کوئی ایسا
 ہوتا ہی ہے۔ خیر، کتنے دنوں میں یہی بات فراموش ہو چلی کہ انکی تھکاتے سہا کرتی۔۔۔
 تو خیر کے رنگ ہزاروں سے ملے جاتے ہیں۔۔۔۔

ایک سچے کو دوسرے چاہتی اور چاہتی وہ چھوٹی کہ وہ اپنی آپ تم نہیں کیا نکلتے ہو۔۔۔ آپ میں سبزی چوب غریبی کہ پہلی سچ دیکھ کر سب کچھ چاہی سچ ہو گئی تھی تو میں نے کلاس میں کی کتابیں غریب میں اور چھوٹا شیعہ کرنا۔۔۔ کوئی پاس کی تو ضرور کے بار کے چاروں پہلی چانگ میں ڈھکی گئی۔۔۔۔۔ آپ چھوٹی کو دیکھ کر کھنکھارنا کہہ گئی ڈھکی پر چاہتی اور پھر چوب کو مل کر چانگ کی چوڑی گئی۔۔۔۔۔ آپ مجھے فریادی۔۔۔۔۔ میرا خیال اور بھی بہت ہی غور میں چھڑا دیا ہے تو چھوٹی اس وقت کی کواری سوچنے نے بہت برا بنا تھا۔۔۔۔۔ چانگ مجھے برا نہیں، بلکہ چانگ تھا کہ کسی کو تو نہیں کیا چانگ۔۔۔

نہیں ایک دوسری جگہ پر نہیں لکھی کہ اگر کسی اس وقت میرا ہوا تو اس وقت

۵۵ رات۔۔۔۔۔ ۵۶ رات۔۔۔۔۔ تو اسی رات کو وہ کہنے کہنے سے اواز
 آئی۔ آئی! آئی!۔۔۔۔۔ میں نے دیکھا ہوا شوہر زندگی بھر پہلی بھانگی کے ساتھ ہم ستر
 ہوا چلتا تھا جس جاگ کر اپنے کہنے میں گئی اور اپنی اگلی سارے بچے کو اٹھا لیتی اور کہا۔
 سوتے چڑھتا بچے کے ساتھ سو۔ تم کہیں کی زندگی بڑا نہیں کر سکتے۔
 اسی رات مجھے غلطی ہو گئی۔

انسانی صحیفہ کی آرزو

میں نہیں جانتی کہ کبھی سارا نے بھی میری طرح اس برادری کی دنیا کی ہوگی یا نہیں جس برادری میں کوئی نظم کو اپنی دستانہ میں نے ضرورت کی ہے۔۔۔۔۔
میرے افسانوں میں کی "قصہ میں ایک برادری ہی قیصر کی اور دیکھ۔۔۔۔۔ کوہ کے
کھیت میں سارا کی نظم کو اپنی ہے اور کہ رہی ہے۔۔۔۔۔
اگر واقعی کائنات کو سوال پوچھا جائے گا
تو جواب ہے پورے کائنات

میں میرے کے لئے کار نہیں انسانی چاہتی ہوں
اور کائنات کے لئے انسانی نہیں۔۔۔۔۔

میرے اس قصہ کی آنکھیں ہر باتیں سب وار آتا کہ ایک دن انسانی صحیفہ کی ایک
میں سارا کہ اس دنیا کی ایک برادری میں کہنا چاہتے۔۔۔۔۔ "سب صاحب" یہ شخص ہائی کج
ہوتا ہے۔ میں تو اس ہی ہوں اور وہ ہائی کج۔ اس لئے اقبل کرتی ہوں کہ یہ ہے اس
میں کے نہیں ہیں۔ ان بچوں کا باپ کوئی دوسرا ہے۔ برادری کے اجازت دے کہ میں یہ
ہے ان کے اصل والد تک پہنچ سکوں۔۔۔۔۔"

اور جتنے ہی افسانہ سارا نے لکھے تھے "سارا نے وہ سب بچے لئے تو برادری کی
طرف سے سارا کو اپنے بچے مل گئے۔۔۔۔۔
اور وہی بچے "قرآن" ہوا تھا کہ سب ان کے باپ نے کہہ دیوں کے لئے داگ لئے
تو ہر باتیں نہیں گئے۔۔۔۔۔

اور کسی بھی برادری کا افسانہ کبھی نہیں جانے پائے گا کہ کائنات کے لئے سارا انسانی

صحیفہ کیوں چاہتی تھی۔۔۔۔۔

اور وہ برادری نہیں نہیں یہ سارا کی نظم کو ایک شخص کو اپنی ہائی ہائی۔ اور ہائی کے
کہ اپنی نظم لکھنے والی تو اس میں ہر کجی "یہ افسانہ نہیں ہو سکتی۔۔۔۔۔ اس کے افسانہ کی
کو اپنی کون دیکھ کہ اس کی نظم کی خوب کجی ہے۔۔۔۔۔

میں اپنے افسانہ سے جس کو کافہ صاحب لیں
پھر کجی نظم کو کجیہ ہائی ہائی

انسانی صحیفہ کی آرزو کرنے والی سارا نے اپنے افسانہ کی راسخلی سے نکلا۔

"اس کجی میں جس رہی۔ سب بچیاں کجی کر دیکھا کرتی تھی۔ کجی کجی سے قسم ہار
کائنات میں چاہتی تھی۔ اس تو برادری پتا کرتی تھا ہار نہیں لگا کرتی تھی۔

اس کجی کا ایک واقعہ ہار کجی ہے۔ کجی کا رات کے آٹھ بجے میرے افسانہ نے لکھے آٹھ
افسانہ رہی کہ وہ صاحب کا افسانہ ہو گیا ہے۔ میں افسانہ میں شرکت کے لئے چاہی کرتے
کجی۔

میرے شوہر نے نکلا۔ تم ہائی میں شرکت نہیں ہو سکتی۔ کجی افسانہ میں ایک کجی
مر گیا ہے۔۔۔۔۔

میں نے نکلا۔۔۔۔۔ زیادہ افسانہ کی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔ میں تو ضرورت نہیں کی۔
پھر اس نے باپ سے لکھے افسانہ کہ میں ہے ہائی ہو گئی۔ سب لکھے ہائی کا تو
دانت کے دانت رہے تھے۔۔۔۔۔

میں نے دانت بچلائی اور بچائی ہائی اپنے والد کے ہائی تک ہائی اور میرے
پہن کر دے تھی۔۔۔۔۔

کجی ہائی کجی۔ شہر صاحب نے لکھے پھر باپ سے ہار۔

میں ہی کیا چری سوانہائی صورت کے ساتھ ہی ملوگ کرتی ہے۔ بس نہیں نہیں
دیکھا کہ داگ ہائی جاتا ہے۔۔۔۔۔

ہم تو ہی اس کی آنکھیں ہیں۔۔۔۔۔

اور کجی میں کہ صورت تو کجی ہیں ہائی ہیں۔۔۔۔۔ میں ہے چہرہ۔۔۔۔۔ کجی کجی
کجی نے اپنی کجی کو افسانہ ہے۔۔۔۔۔

کجی کی تو چری ہائی کا دانت ہائی کجی ہے ہار ہے۔"

سوان کے معزز لوگوں پر سارا ایک قریبی عورت کی طرح پہلے اسی اور پھر دوسری اس نے معزز لوگوں کو غائب ہو کر لکھا۔

آپ کے سفید کپڑوں پر ابھی موسم نہیں آتا صرف ایک سفید داغ بڑھ رہا ہے جو چائے میں تیار ہونے والوں میں آپ سے ہونے لگا ہوا ہے۔

اور اس نظم کے طبع اس نے مجھے حسیں سے لکھا۔

”جب وہ پہلی بار مجھ سے ملے تھے میں نے کہا تھا ’میاں والی‘ تو میں سو سے زیادہ پریشان ہوئی تھی۔ میں پہلی میاں والی پہنچی۔ پہلی رات ’کب کب‘ میں نے اس کے گھر اور میرے پاس ایک دوسری جگہ نہیں تھا۔ اگلا پتہ تھا کہ پتھر سوان کے قریب گھر ہے۔ میں پہلے تو پتھر سوان کے گھر سے گزری ہوئی اور کہا۔۔۔۔۔ اسے پہنچنا تو میرے ساتھ ہے اور آج میرے لئے تم دعا کرنا‘ آج میں کوئی دعا نہیں مانگی گی کہ انہیں دھماکا سے جانی ہوئی ہیں۔

پھر بڑی مشکل سے گھر آیا۔ میں نے وہاں کھنگھڑا اور سے میرا غریب لکھا۔ کیا؟ تو یہاں بھی پہنچ گئی تھی۔

میں نے کہا۔۔۔۔۔ وہاں پہنچا میں یہاں بھی پہنچ گئی۔۔۔۔۔
کی لئے آئی تھی؟

مجھے میرا حق مرود اور میرے لئے دعا

تم اس چال کھلو ہو کہ تمہیں حق مرود چاہئے اور بچے تو تمہیں دیکھتے تک کا حق نہیں دے گا۔۔۔۔۔

میں نے کہا۔۔۔۔۔ اچھا، اور میں حق مرود پہنچ وصول کر کے رہوں گی۔ میں ہر کام کی۔۔۔۔۔

رہا بہت ہو چکی تھی۔ رہنے کے لئے کوئی جگہ نہیں تھی ’انٹون‘ سے ایک اجڑی ہوئی ٹی گئی اس پر سوار ہو گئی کہ کون میاں والی میں د کوئی دیکھ پتا ہے د کوئی اور ساری۔۔۔۔۔

رہا بہت میں غراب ہو گئی اس میں صرف میں ہی پہلی عورت تھی۔ میں سوچ رہی تھی۔

۔۔۔۔۔ آپ میں کس جگہ؟ پارٹی بہت ہو رہی ہے۔۔۔۔۔

یہ جگہ ایک رستہ تھی۔ مجھے ایک معزز نظر آیا میں نے اسے دایا اور کہا۔ یہاں کوئی قریبی رستہ؟

اس نے کہا۔ وہ تو یہاں سے تھی سبیل کے قریب ہے۔

میں نے کہا۔ میں تمہیں یہاں سوچے ہوئے کی تم مجھے ’انٹون‘ تک پہنچاؤ گے۔

اس نے میرے سے کہا۔ آپ شری لڑکی آتی دور تک پہنچ جائیں گی؟

پھر ہم پہلے پہلے ’انٹون‘ تک پہنچے تھے۔ ’انٹون‘ پر بہت جانا تھا کوئی بھی نہیں تھا اور غریب یہ تھی کہ اس علاقہ میں لوگ جی دھانڈے عورتوں کو اٹھا کر لے جاتے ہیں اور پانچ سو روپے کی خاطر بڑوں کو لٹی بھی کر دیتے ہیں۔۔۔۔۔

میں رستہ ہاؤس کے اندر چلی گئی اور اندر سے کھڑی لگا رہی تھی کوئی دار خوف محسوس نہیں ہوئی میں نے اپنے اپنے کھانڈے اور مجھے بند کر دی۔

کراچی پہنچی۔ شہر نے ہر مکان میرے نام کیا تھا اب پھر تھا اسے جی دھانڈے سے جانی کھانا اور ایک لاکھ روپے میں اسے فروخت کر دیا۔ رقم وہاں کس میں دیکھی اور میاں والی کا تحفہ لکھا۔۔۔۔۔

ہوائی بڑا میں صرف پانچ لاکھ لکھا۔ ’میاں والی‘ چاہیگی ’دودھانڈہ‘ لکھو۔ اس نے کہا۔ اور اٹھا۔

رقم میں ایک ہوئی میں دیکھ آئی تھی۔ میں نے کہا۔۔۔۔۔ غریب صاحبہ! میں نے تم سے دیکھا حق مرود وصول کر لیا ہے۔

وہ مسکراتا ہوا اٹھا اور چلتے ہی میں نے آگلیں میں قدم رکھا۔ وہ کوئی تھے اور دونوں کے ہاتھوں میں رانٹیں تھیں اور وہ مجھ پر تانے لگے تھے۔۔۔۔۔

شہر نے کہا۔۔۔۔۔ رقم کہاں ہے؟

میں نے کہا۔۔۔۔۔ سو روپے پائی کر رہ۔ رقم لے لو اور بچے دے دو!

وہ لگا۔۔۔۔۔ یہ تمہاری بھول ہے۔ شرافت سے رقم دے دو! اور تمہارا جسم دیکھ کر میں سے بھلی کہوں گا۔۔۔۔۔

میرے لئے میرے اور اگر جسم دے تھے لیکن میں انہیں پتا ہی نہیں کرتی تھی۔ ان میں سے ایک قریبی دروازہ تھا تو میں وہاں سے باہر نکل گئی اور یہاں میں تیزی سے

بھاگے گی۔۔۔۔۔

گولہوں کی بارش چھا رہی تھی بھی کوئی سنسنائی میرے دہانوں اور بھی دہانوں اور بھی سر سے گزر جاتی۔ اسے میں ایک ہیپہ دلی اور کسی نے لگے اٹھا کر گاڑی میں پھینک دیا اور ہیپہ گاڑی سے پٹنے لگی۔

لگے اور کوئی دکھ نہیں تھا سوائے اس کے کہ گاڑی میں ایسے بچوں کو لگے سے لگتی۔۔۔۔۔

میں دو دہی تھی کہ اچانک میرے سر پر کسی نے ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔ چلیا میں پوچھ گئی میں نے دیکھا۔۔۔۔۔ لگے چھانے والا ایک دیگر ہے میں نے اس کا سبب بہت شکریہ ادا کیا۔ بکھرے میری رام کہانی سننے کے بعد کہ۔۔۔۔۔ چلیا ہم پہلی لوگ اداوار سے لوہار عزت کو نصیب دیتے ہیں۔ تم کیوں ڈنکیں بولی ہو؟ اور میں خاموشی سے عزت۔۔۔۔۔ عزت۔۔۔۔۔ عزت۔۔۔۔۔ کہہ رہی رہی۔۔۔۔۔

گجبرے کے تین پھول

سارا کی نظم کا ایک کڑا ڈاک سے ۲۲ "مٹی" کا کھٹا ہوا اور پتہ کی جگہ کھٹا ہوا تھا "ایک تہہ اسپتال کراچی۔۔۔۔۔"

کیا سارا اسپتال میں ہے؟

میں ٹھیک سے اوروں چاہ نہیں پاتی۔ ایک انداز سے سے سارا کا نام چاہا اور اسپتال کا نام اور لگا۔۔۔۔۔ نظم کے صرف میری آنکھوں میں پانی کا قطرہ تھا وہ دہے ہے۔۔۔۔۔ چپ چاپ نظم والا کاتھ سموز کی طرف بڑھا دیا "انجن دیکھا۔۔۔۔۔ اس کے ہاتھ میں بھی ایک کاتھ ہے دوسرے طائفے سے لگا ہوا ہے چہتے ہوئے اس کا چہرہ اتر گیا۔۔۔۔۔ وہ بولے۔۔۔۔۔ سارا کا کاتھ ہے ۳۳ "مٹی" کا کھٹا ہوا۔۔۔۔۔ وہ اپنا تہہ اسپتال میں ہے۔۔۔۔۔ گھسیں ہے۔۔۔۔۔

"۳۳ مرزا بہت بڑا ہوں" الیکٹریک سے طالع ہو رہا ہے۔ "اصحاب پر بہت برا اثر چڑا ہے۔" بھی بھی ہاتھ کا پچھتے ہیں۔ زبان لاپٹی ہے۔ اب شاید قسم بھی سفودی کی حالت میں ہے۔ دارو میں کوئی کسی سے نہیں مل رہا۔ سب گجبر رہے ہیں۔ میں ہاتھ پیار سے خاموش بیٹھی ہوں۔۔۔۔۔

ابن تالی ہیں کہ جب لکھے ۵۵۵ پڑا تو سب ہوش ہو گئی۔ اس کے بعد ٹھیکیں ماریں اور چار روز تک کسی کو بچاؤ نہیں تھی۔ رات کو خطا اور بہت بہت خطا۔۔۔۔۔ اور تو اور رات بھر لگے لگی ہوں۔ میرے بھولے لگی ہوں افسانہ لکھتے ہوئی کہی ہوں۔۔۔۔۔

جاننے کیا لکھتے تھیں تھی اور کیا لکھ رہی ہوں۔۔۔۔۔

رہ رٹ چکی تو رہائی رہ رٹ چکھا تھا۔۔۔۔۔ آکھو ۵۵۵ طغیانی ہو سکتا ہے۔

”معتق تو جانتے تھے کہ ایک بار حج کا فور سے دیکھنے کی۔“

یہ کہیں دانی تھی ہے کہ وہاں ہی نہیں ہوا۔۔۔۔۔

وہیں تو تھے کتنے؟۔۔۔۔۔

سوٹ کی میں نے بہت باغی کھائی ہے

پھر تو یہ سن ہے۔۔۔۔۔

لگتی ہے کیا لاکھ ہے کہ میرے حواس کھولے جا رہے ہیں

ہاتھ ختم کیا تو حواس کیسے کھول کی۔

ہر روز داتا پر دھتکے دیتا ہے وہ تھک لیتا

اور ڈاکر پاگل ہو گئی تو لوگ انعام کس رکھا کریں گے؟

میرے کتے پر خاصو نہیں لگے دیتا

خاصوئی میں جی لوڑ صحت کا کیا سوال

وہیں تو میں نے لکھا شہزاد کیا تھا

یہ کیسے ہوا۔۔۔۔۔ کیسے۔۔۔۔۔

لوگات کی بچی ہوں اس لئے دانی ہوں

میرے ہاتھ کاٹا ہوا لٹکانے کے قابل نہیں تھے

کیا ایسا ہی لوگ فراموشی کہنے جانتے ہیں؟

یا تو راست چال رہا ہو گا

یا بھرا قدم چال رہا ہو گا۔۔۔۔۔

لیکن۔۔۔۔۔ سوچو ہی غصت بہت بڑی ہوئی ہے۔

دیکھو لوگ کھانا کھا ہاتھ میرے ہاتھ میں چھو لگے ہیں

ہرچہ کہہ لیتا میری ہی تو بات تھی

ہر سواری گر، دھوا ہی تو میرا سڑکا

کھانے کی آبی میری تو باگی تھی۔۔۔۔۔

کمرے میں ایک کالی کی گھوم رہی ہے

امراں تو بیٹھے سے لیاوا لگاوا رکھیں ہے

میں تو ڈاکر کی ”لیکن وہ بہت مشہور تھی۔۔۔۔۔“

سارے مریضوں کی قوت باغی ہوئی۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دارو دیا ہے نہ باگی کہہ کر لکھ بھڑا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پھل تو کھیں لوگ چنے دے رہے ہیں ”دیکھتا تو یہ کرا کون ہے؟“

دھتکے ہو رہی ہے۔ دے اریں آگھوں سے ہی چائیں تو اور دھتکے ہوئی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لٹکائی حمار قرعہ کا سوال کر رہی ہوں

یا تو میں دکان کی یا میری لٹکے دکان کی

آگھی بہت کہہ رہی ہوں ”کوئی بات کہنے کے نہیں ہے

وہیں دکان دیکھو ہو رہا ہے“ انکڑے لٹکے سے منع کیا ہے۔۔۔۔۔

گھر والے بھی منع کرتے ہیں۔۔۔۔۔

وہ ہاتھ اور قلم کا نمونہ نہیں جانتے

کان آوری شب آنے کا کہہ دہی کی

میری ہوائی تم دکانوں میں خودی انکڑوں کی۔۔۔۔۔

پھر وہ میرا حساب لے گا اور میں اپنی کتاب دے دوں گی۔۔۔۔۔

اس دن مٹی میں ڈال لی ”آسمان کے ہاتھ سے

عرش کر جانتے گا۔۔۔۔۔

میں نے اسی لٹکیوں امر کی ہیں جنس ہر کہ قرآن میں شیطان کا ذکر ہے۔۔۔۔۔

آسمان اور زمین میں کتنا فرق ہے

کتبوں والے لٹکا تو جانتے ہی نہیں۔۔۔۔۔

سو ”سنا پڑے کے بعد اللہ ہی ہے گا

یہ عبادی آپ کو اسے کرکت ہے گی ہے

ہڈا ہے وہ قوتی کے میں ہاتھ پوسٹ لے لے پھر نے ہوں۔۔۔۔۔

سوٹ کے بھگدے پچھتے دھتکے اور مجھ ہے

جیسی کیا دیکھی چھڑاں۔۔۔۔۔

پھر افسانے سے منگتا تو رات بھر

شعب کی لاشی سے ہمیں یاد تھا کیا ہے۔۔۔۔۔

سفر کیا چاروا ہے "لیکن گہر کو نہیں دہرا سکتے

پہلے تو آگ کے کھن سکڑوں کی کہ وہ لیاؤں کیس جنتی ہے؟

کوئی کی پلاس دی نہیں "دشمن بھلائی ہے

اس قدر لوگ مرے ہیں "میں کی چوری سے سمندر

کون سے دہا ہو چاہے گا۔۔۔۔۔

وہ ہو رہا ہے "اگر کر دوا کھائیں

تو وہ دہی تو پھر کھائیں گی۔۔۔۔۔

تھوڑی۔۔۔۔۔

فلا سنا تو میری خواہش تھی۔۔۔۔۔ سارا ہو گا وہ کوئی سمندر وہ نہیں کی چوری سے دہا

نہیں ہو گا۔۔۔۔۔ لیکن وہ جنتی اور محبت کا میرا سمندر میری جیسی مری کی چوری سے ہو گا

چاہے گا۔۔۔۔۔

اس وقت میرے سمندر میں ایک طوفان ہوا ہوا۔۔۔۔۔ کیسے اچھال ہیں۔۔۔۔۔ وہاں میری کو

پاکی کھو کر پھیلنے والے "اچھال کے کارکن پاکی قرار نہیں دیتے چاہے۔۔۔۔۔

اسوڈ کی توڑ اس طوفان پر طاری ہو گی۔۔۔۔۔ وہ سارا کی حکم چاہ رہے تھے۔

میرے تھیں پھل پڑا ہے۔۔۔۔۔

میری ہاں کے "اسم لب دشمن پر گرتے گئے ہیں

اور لوگ بے تحاشہ پھٹنے لگے ہیں

میرے ہاں موت کے اور بھی سات دہائی ہیں

اس سات دہائی کو بھی چہ نہیں سکتی

اور ان کیا ہوئی ہے

کہ میرا ہاتھ دیکھ دیا ہے

میری فیصلے کے دھماکوں سے داستانیں بھی چاہیں گی

دہا میری۔

کہ میرا کو سمندر اواس تھا

میں آخری لفظ سے "اچھال کی۔۔۔۔۔ کا وہ دیکھ کے گئے

بہت تھیں تو رات چہ ہو چاہے

تو "طوفان کتب کو زخم دیکھتا

میرے کتب پر پھولوں کو دہرا سکتا

کہ لہا تو لفظوں کا کھڑے ہوتا

از چاہے "وال اکھیں کہیں نہ کہیں ہر دہی ہوئی ہیں

پاکی میں نہیں "اچھال اس کا قدم تھا

ہر میرے کو میں داخل ہو گیا تھا

لاش میں آنکھیں نہیں چاہے کہ وہ سکتی

کہ سب سے زیادہ فضول فریج آنکھیں ہوئی ہیں

وہ کھ میں چلتا رہا "چلتا رہا

اور میں تنگ سکتا تھا

موت کے گئے جہاں بھی تو "طوفان دہا

مٹی جانتی ہے۔۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ میں مٹی میں دفن ہواں

میرے ساتھ "ضیافت کرنا

میرے داستانوں کی بھلی کھجے محال کرنا

کوئی میں "اچھال دی اہل تو سکتی ہے

پلاس نہیں بجا سکتی

اور جہاں "جہاں جہاں

تو "دہا کے تہوار ہیں۔۔۔۔۔

دہائی تو پہلے سے وہ مٹی ہوئی تھی

عجب تو صرف "دہا پر افرام لگاتے ہاں کی۔۔۔۔۔

وہ پوچھے گا۔۔۔۔۔ "میں کس "پاکی کی ہوئی آئی ہے؟

وہ سمندر میں کہ سوال کرے گا

میں باگی ہیں اسے صبر کروں گی
 "مٹی اور خدا میرے جسم سے نکلیں گے
 اور میں تم سے تم باتوں کی
 کہ تو نے ہونے کھولے کبھی کبھی باتوں میں فائدہ پاتے ہیں۔۔۔۔۔
 خدا نے موت کا قریب دور دور قرار دیا ہے۔۔۔۔۔
 میں نے تمہارے لئے سفید چرخوں پر کڑھائی کی ہے
 سولی یا قریبوں میں رہ گئی یا اٹھیں
 کس کس کے ہاتھوں پر انھیں دیکھ دوں
 اور کس کس کو اٹھائی نہ کروں
 میری طرف بھوکے؟
 میں نے بہت اسی بات کی ہے
 یہ میرے ہاتھوں سے کیجے کر لے
 چاہے۔۔۔۔۔ میری گری ہوئی انھوں پر بھی
 لوگوں نے قیام دیکھ کر سوار کئے۔۔۔۔۔
 کون میرے نام کی ہوئی دیکھ کر بھوکا رہتا ہے؟
 کون دیکھ کر کھانا دے کر گزار دیتا ہے
 میرے گھر کے کتے تین بھول جاتے ہیں۔۔۔۔۔

قلم لٹتے ہی میرے دامن میں قدیم ہاتھوں کی ایک کوئی کوٹ پھنس گئی کہ یہ وہ
 آسمان میں گر پڑا ہوا ہے؟ یہ میرے ہاتھوں کی دھوئیں کا قہر خاک ہوتے ہیں؟
 جہاں وہ باتوں میں پھٹتے ہیں؟ انہیں پر دیکھتے رہتے ہیں کہ انہیں کسی بات کی کوٹ کب ملے
 گی۔۔۔۔۔

۴۔۔۔۔۔ سارا کے گھر کے کتے تین جاتے ہیں۔۔۔۔۔ خود سارا کے کتے تین جاتے
 ہیں اور اس سے بچنے کے ہیں۔۔۔۔۔ انہیں بات کی کوٹ ملی ہے بات کی کوٹ نہیں ملتی۔۔۔۔۔

اور وہ بچے ہیں نے کبھی دیکھے نہیں۔۔۔۔۔ وہ بات کے میرے ہاتھوں میں پھٹتے ہوئے
 بھی دیکھ لے اور اسی میری دیکھیں؟ کسی گھر میں جاتے ہوئے میرے ہاتھوں کی صورت میں

ہیں۔۔۔۔۔

سارا کی قلم ایک شکاری ہوئی کوٹ کا دور غصی کے لوگ ہاتھ قریب دے رہے تھے۔
 یہ قلم نہیں، ایک سولی قلمی، ہر بات کے سفید چرخوں پر کڑھائی کرنے کرنے کر رہی
 سارا کے ہاتھ میں ازکی قلمی اور قلمی چرخوں کے چرخوں میں مل گئی قلمی۔۔۔۔۔
 اسی قلمی ہوئی سولی کا دور بعد میں سارا نے اپنے قلم سے کتے کر لے لیا

۔۔۔۔۔
 "میرے سے لے کر بے خبری تک کا سفر میں ہوا ہے۔ ہوا ہی تو ہوا ہے۔ خلق
 کے بعد میں بات کے گھر نہیں، کبھی ایک ایک وہ عورت کا ایک کتہہ کر لے لیا۔ کتہہ
 کتابیں تھیں میرے پاس "ذکر کے لئے" اور ایک ہاتھ نہیں قلمی۔۔۔۔۔
 اس عظیم وہ لے ایک تو لکھ بڑھاتا یہ تو ہر قلم کو مل جاتا ہے۔ لکھیں اس کی سب
 سے عظیم بات یہ قلمی کہ اس نے ایک انجیل عورت کو نکال کر لے لیا، وہ کہ عام طور پر
 انجیل عورت کو نہیں ملتا۔۔۔۔۔

انہوں نے بچے لکھ سے بچنے لئے قلمی، میں روز گھر کی بھری میں سے بھاگ کر چلوں
 کو کچھ کر دانیں اٹھائی قلمی، ہوا ہر طاب دیکھیں یہ بتا رہا ہے میں نہیں انہیں پھٹنے کے بعد بھی
 انجیل ہوئی "ذکر" سے لڑنا ہوئی قلمی۔۔۔۔۔
 رات سے پھٹے ہاتھوں آئے تو رات گئی ہے۔ سورج اپنے چہرے سمیٹ رہا تھا جیسے
 انجیل دانا اور احوال نے قلمی ہو۔۔۔۔۔

آسمان کی کچلی سے ہوا لہاں لہا جاتا تھا، دیکھ کر بھی ڈھونڈنے لگا۔ قلمی کی کچلیوں
 انجیل عورت کو انکار داتی ہیں کہ خواب پڑھنے لگے ہیں۔۔۔۔۔

صبح دھند دیکھ نہیں قلمی

دھند ہوئی نہیں باقی

آسمان میں کئی رات بھوک کو ڈھونڈ رہی ہے۔

طرابلس کی کچلی گزری میرے کانٹے کھاتی ہے اور میرے کپڑوں کا رنگ ہاتھ ہوتا ہے

۔۔۔۔۔

دھندوں کی کوئی جوتی سے میری عورت کے پیر لگے رہتے تھے۔

جوتی کے بجائے میں نہیں، ٹھوک دی نہیں۔

بھرے دکان کی پرانی قربے دہان کی علی علی جاتی کہ انہوں اس سے زیادہ سوخت کر دیا
نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔

بھئی دکان کھولنے والی اور بھرے ہوئے سے بھئی ادا کی گئی بھرے بچوں کے پاس
اور نہیں گئی۔ ان کے کپڑوں سے سورج نے فضا چا لی تھی۔ بچوں کے پاس سورج کا
آغری رنگ بھی نہیں۔۔۔۔۔ اور ہمارے بچوں کی جھیلی پر سورج کا نور نہ تھا۔۔۔۔۔

آواز۔۔۔۔۔ سوئی کی دکان کی طرح ہوا کو دھکے لگی

بھر۔۔۔۔۔ گھن کی طرح بھرے چاند کو دیکھا

کھٹی کے آگے سے کبھی سورج بھڑکا ہوا ہے؟

ہو بچوں کا گرم دھن بھی منہ ہے۔۔۔۔۔

میں باب بچوں سے ملنے جاتی تو دیکھتی کہ بچے بہت آواز سے آواز سے آواز سے آواز سے
بات نہیں کر سکتے۔ وہ بچوں کو اٹا داتا اور اٹا داتا کہ لگے اپنے کھے ہوئے بچے دیکھ کر
بہت افسوس ہو کر ان کے دلوں میں یہ بات اٹھ اٹھ گئی کہ قصوری میں تھوڑا ہے یہ معاملہ
ہے اور پھر مہوں کے ساتھ قصور گھڑائی ہے۔

بھرے جانے۔۔۔۔۔ بھرے بچے اپنی سوجھی پاں سے بہت یاد کر سکتے ایک بچہ کہ
میں بہت بھڑکا کر ایک انگ کہ میں نے کئی اور کہا۔۔۔۔۔ دیکھا لگے ایک بار میں کہنے لگا
اس نے ہی نہیں کہا۔

پھر وہ بھی بچاؤ میں رہے۔ گھن اور وہ آواز کے بارے کر سکتے ہیں بھانگ کیا۔

وہ سال تک کہتے ہیں چاکر کھٹی دیتی رہی۔

آواز چلی۔۔۔۔۔ ایک کہتے ہیں میں اور دوسرے میں بچوں کا باب کھڑا تھا۔ وہ

۔۔۔۔۔

بچ صاحب! میری بوی وہ بچوں ہے۔ دوسرے مہوں کے ساتھ گھن جاتی رہتی ہے۔۔۔۔۔

بچ نے ہمارے سے کہا۔ جان دو۔

میں نے کہا۔۔۔۔۔ بچ صاحب یہ شخص بالکل جال دیا ہے نہیں تھوڑا بھی نہیں
اور وہ بچوں کی اس لئے اقبال کوئی نہیں کہ یہ بچے اس شخص کے نہیں ہیں۔ ان بچوں کا
باب کوئی نہ سزا ہے۔ صراحت لگے اس بات کی اجازت دے کہ یہ بچے ان کے اصل دھن

بچ بچا سکتا۔ بچوں کا باب یہ نہیں ہے اس لئے ان بچوں پر اس شخص کا کوئی حق نہیں
ہے۔

بھول بھرے حق میں ہو گیا۔ میں بچوں کے ساتھ گئی اور بچے یہ کہہ کر کے کراہی پٹی
اٹکی۔

اٹکے حرم میں بچے باب سے باتیں ہو چکے تھے اور اپنے باب کو یاد کرتے تھے۔ مجھے
بہت دکھ ہوا تھا پھر بچوں کے ہاتھ سے باب سے باتیں ہو گئے ہیں بچوں کو اسکول میں
داخل کر دیا۔

اور چچا بازار میں مرقی میں کپڑوں کی دکان کھول لیہ بچے اسکول سے سیدھے دکان پر
آہاتے اور میں دکان پر ہی بچوں کو پھانسا کرتی۔

ایک روز بھرے دکان پر بچوں کا باب گیا۔ بھرے چھبر نے گوارا نہیں کیا کہ اسے
عزت نہ دیں۔ بھائی ٹوٹی دلی سے اسے اور اسے کی دعوت دلی اور کہا۔ آخر تم بھرے
بچوں کے باب ہو۔ آؤ بچوں سے مل لو۔

وہ اور غیبت پر اٹھا میں نے بچوں کو کہہ میں تمہارا پورا اور کہا پکا اور پاتی بھی
تھوڑا بہت ہوتا ہے۔

میں کہتے ہیں جانا ملنے گئی تو اس کے ہاتھوں میں قرآن تھا اس نے قرآن اٹھا کر
کہا پھر روز کے ملنے بچے لگے وہ وہ چند روز کے بعد میں دکانی کپڑوں تک دیکھو میں
نے قرآن اٹھا دیا ہے اور پھر اس کے پاس کوئی کتابی تھا وہ اٹھ گئی وہ تو وہ بھی کر لے۔
میں نے کہا۔۔۔۔۔ باب تم نے قرآن ہی اٹھا لیا ہے تو بقیہ کتابی تھا وہ اٹھ گئی کس
کام کی۔ لگے قرآن پر اعتبار ہے۔

امرئ! میں خود بچوں کو بازار پر سوار کرانے گئی اور انہیں اودھان کہا۔

کھٹی نے گھور گھور بچوں کو دکان سے کر لیں کیا۔ وہ سب ہوئے کہ آئے ہیں اور نہ
میں لافٹ کرتے تھی اب لگے دیکھا یہ ہے کہ قرآن کیا ٹیبلہ کرتا ہے۔۔۔۔۔

امرئ! میں باب بھی بچوں کو یاد کرتی ہوں تو بھرے ہاتھوں سے ہوا پٹے لگتا ہے۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ یہ بات مجھے ہے کم نہیں۔ میں اپنے بچوں سے یہ بات کہتے کرتی ہوں باب ان
کا نام لیتی ہوں تو میری کتہ میں درد ہونے لگتا ہے۔۔۔۔۔

میری ساری رات بٹے چاند کو دیکھتی رہتی ہوں اور سوجھی دھن ہوں کہ یہ آواز

اور میرا کہ ہے تجھے مر گیا۔۔۔۔۔
 خرافات ہوتے ہوئے ہیں جنہیں کائنات بھی
 کہہ سکتے تھے میری چھاتیوں سے پر گئے
 اور تو ہمارے ہار گیا
 چار برس میں تو میں چاروازی تھی وہی
 اور تو میری قلم میں سو آ رہا
 میں ایک مشرقی خرافات ہوں
 اس نے طلب تک جنہیں 'خوار' کہانی دلائی
 میں نے اس لئے نہیں کہ میرا خاص صرف مشرق ہے
 تم سوتے نہیں بوسے میں، دکھ نہیں ہوئی
 میری قلم میں کون سا کلمہ اس کے بدل گیا
 کہ وہاں بھی چاہوں تجھے مرنا چکی ہوں
 میرا خاص کتب پر ہوتا ہے
 اور میرا خوابی غم کہانی ہے۔۔۔۔۔
 میں نے تاج تاج کر بھانج کر رکھی
 تو سب کا موتی وہ رہا کہ۔۔۔۔۔
 تمام دلوں نے تو نہ کر دی
 جوتے کا لعل خاص کا دلچسپ کھا گیا۔۔۔
 آج کھ لڑائی کہ میں تو لڑائی، راستہ تھی
 اور تجھے سارے ہی لڑنے والے ہو گئے۔۔۔۔۔
 میں نے تم سے کبھی جن مر نہیں داتا
 میں اتنی طوائف دلائی ہوں
 کہ میرا جن مر لوگ یوں ہی دے دیتے ہیں
 کئی قبیلے۔۔۔۔۔ یہ ضرور ہوتا ہے
 جسے ہاتھ پہنات ہو گئے۔۔۔۔۔
 میری نگاہ اور کھلی یہ سارا ہی

اس وقت کہاں تھی
 جب چار لکڑیوں کے انڈوں میں میری لڑائی۔۔۔۔۔
 میری نصرت تو میرا کہ لڑائی نہیں کر لی۔۔۔
 میری لڑائی کو کبھی لڑائی کہے گی
 میرا آخری مر مر گیا ہے
 جس سے میں کب تک باقی ہوئی تھی
 اب میری بے قابو کے لڑنے میں گئے ہیں
 جن سے میں اپنی راستوں کھول کی۔۔۔۔۔



اور سارا نے وہ داستان کہہ کر مجھے ایک لڑائی صورت میں بھیجی۔۔۔۔۔
 امرتا جنہیں روز تک کہنے آجاتی ہوں، لکھن پھر کہاں چلا۔ یہ تو میں نے جنہیں
 دلائی نہیں کہ میں نے شادی کیے شہر کی۔۔۔۔۔
 تم سے پہلے اس پہلے کہنے کو ایک شہر، میرے ساتھ چلی چانگ میں سروس کرتا
 تھا۔ میں بہت پہلا ہوئی تھی۔ گھر سے اس تک کاروائی دینی مشکل سے وہ کیا تھا اور
 پہلے گئے کا پہلے فرق میں تھا، وہ ضرور پہن تھا کہ شہر لوگ دے دے لوگ ہوئے
 ہیں۔۔۔۔۔
 ایک شام شہر صاحب نے کہا، مجھے آپ سے ضروری بات کہنی ہے۔ پھر ایک
 دن شہر میں تھا، وہ دل۔ اس نے کہا۔۔۔۔۔ شادی کر دی؟
 وہ میری طاقت میں چھوٹی لے ہو گئی۔
 اب کاغذ کے لئے پہن نہیں تھے، میں نے کہا تو میں نہیں تم قرض لو، کوئی نہیں
 میں قرض لے لیتی ہوں۔
 چونکہ میرے گھر والے شہر نہیں ہوں کے میری طرف سے کوئی بھی لینے آتا، ایک
 دوست سے میں نے لوجھل بڑے، مانگے اور ضرور کہہ، اس کی لڑائی ہو گیا کاغذ
 صاحب نے جنہیں کے ہمارے محتاج کا اب بھی نکھار لیا تو ہمارے پاس جو روپے تھے، دینی
 ہم بڑی پر، مانگے تو وہ مانگے تھے۔
 میں انہیں کی وہ جن میں کھ گھٹ کاغذ میں بھیجی تھی۔۔۔۔۔ ان سے کہا۔

میں سوار ہوئی۔ ڈاکٹر نے کہا شاید صحت سے میں اپنی قانون کو شکلی ہوں۔
 ڈاکٹر نے مجھ سے کہہ دیا میں ڈاکٹر چوگر بھرے کپڑوں سے طوق پھٹک چکا تھا۔
 میں جس سے اتنی اور ڈاکٹر کے ہاتھ میں پانچ دھپا دھپا رکھتے ہوئے چل گئی۔
 گھر؟ گھر!!! گھر پہنچی۔۔۔۔۔

گھر میں صدمہ دیکھا ہوا تھا۔ کئی سے بھی زیادہ اجلا۔۔۔۔۔
 میں نے اپنے صدمہ کی قسم کھائی۔۔۔۔۔ صبر میں انھوں کی خاموشی میں کہوں گی
 میں خاموش کھڑی رہی!

اور صدمہ وہی ہونے سے پہلے ہی میں نے ایک قسم گھر پر
 لیکن تیسری بات بھروسہ حتی مجھے کوئی خاموش نہ کے۔ شاید میں بھی اپنے بچے کو کھلی
 دے سکوں۔

اسرا! کچھ چاندی طرف سے خاموش خاموش کی آوازیں آتی ہیں! لیکن وہیں تک کھلی کے
 پہنچے چہرے نہیں ہوئے۔۔۔۔۔

میں پھر بھی اس سے جس انداز سے بے لطف رہی اور وہ مجھے زہر مار کر رہا نہیں ہے
 اسے بھی نہیں کہا کہ صدمہ کسے سے بھرے ہوں سے 'ایک دوسرا پلنگہ لگی ہے۔۔۔۔۔'
 میں خدا سے زیادہ خاموش رہی۔۔۔۔۔

اب وہ بھرے ساتھ ساتھ 'ایکے گنا' چھ بڑا پھر کوئی بے کھلی چہرے والا ہے۔۔۔۔۔

پتلیوں 'کھلی اور پتلیوں کی کھلی' خدا جانے کھلی میں ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ یہ کھلی
 کب اور کس دور میں انسان کی نسل پر قابض ہو گئی۔۔۔۔۔

میں صدمہ اتنا جانتی ہوں کہ سدا کی دوسرا سطح چوں جیسی طور پر حتی اور میں
 منہ پر ہوں کہ کوئی توجہ کر اسے کھلی کھلی کے گناہ پر دے دے گئے۔۔۔۔۔

ایک اور ایجنٹ

میں گھر پہنچی ہوں تو ایجنٹ ہاتھ آتی ہے۔۔۔۔۔

اور سارا بے اس ایجنٹ کی راجتیں گھر کر گئے تھیں۔۔۔۔۔

میں نے تو قریب سے کر ایک اسٹریٹ ہوم کھولا۔ چونکہ شاعر صاحب کی گھڑا کو میں
 نے بھی دیکھا تھا۔ سوچتی تھی۔۔۔۔۔ اس لیے ایجنٹ صبح کے ساتھ دن گزار دیں گی۔
 کہ اچانک ایک واقعہ پیش آیا۔ شاعر صاحب اپنے ایک دوست شاعر کو گھر لائے اور
 غدارانہ کردار اور کہا۔ اب تو میری رہی بھی خاموش کرتی ہے۔۔۔۔۔

خیر! میں کام سے فارغ ہو کر شام کو گھر آئی اور شام تک کھلی ایجنٹ شاعر کہا ہے اور
 حلالہ بازی ہوئی رہتی۔

چوہاں چوں ہی گھر گئے۔۔۔۔۔

ایک شام دوست شاعر صاحب تھکے لائے اور پہلے مجھے آپ سے ایک بات کرنی
 ہے۔ لیکن پہلے آپ قسم لیاں کہ برا نہیں دلائیں گی۔۔۔۔۔

بہت خد سے پھر میں نے قسم کھائی۔ اس نے کہا

میں آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔

میں نے کہا۔۔۔۔۔ میں شادی ختم ہوں۔ بھلا میری اور تمہاری شادی کیسے ہو سکتی
 ہے؟ اور آئندہ سے مجھے یہ بات مت کہنا۔

خیر! بات کو میں نے نہیں میں چل دیا۔ ایک بھی دوست حتی وہ بھی ہمارے گھر آتی
 تھی۔ وہ مصیبت کی نگاہ بھانپ گئی۔ ایک روز مجھ سے ملاقات میں کہنے لگی۔ سارا تمہیں وہ
 شاعر کیا لگا ہے؟

ایک روز اس کی والدہ نے کہا۔۔۔۔۔ تم نے مجھ سے بھڑائی بھیجی کیا ہے۔
 میں نے کہا۔۔۔۔۔ میں نے آپ باپوں کو غور سے دیکھا ہے میں آپ کو آپ کا بچا
 دیکھ کر کھنکھاتی ہوں۔

پھر مٹم میں نے شام کو سب کو اکٹھا کیا اور شاعر صاحب سے کہا۔۔۔۔۔ مجھے اسی وقت ملان چاہئے۔

اس نے کہا۔ ۔۔۔۔۔ ہفتی نہیں دوں گا۔ میں تو تمہاری کھال اوچڑھوں گا اور
مردانہ ج کاغذ بھی روکھا۔

میں ہر لمحہ سے جاگ رہی تھی۔ میرے لئے یہ بات بڑی مشکل کی غمی دیر بھی جا نہیں سکتی
تھی اور میں نے اپنے لیے چوتھوں چوت کرنا شروع کر دیے۔

وہ مجھے پھونکا تو مجھے میرا کانا لگنے لگا۔ میرے دل میں کئی دلیخاں اتر گئی ہیں۔

ایک روز میں نے ایک دوست سے گفتگو کیا۔۔۔۔۔ میں کچھ خارج کرانے جا رہی ہوں میں نہیں چاہتی کہ تمہارا کتہہ ٹوٹن ہوگی دیکھو میں دوست ہے۔

اور تھے ہاتھ بیکہ دھواں بھٹک کر ایک پلیدی ادا کر کے پاس پہنچ گئی اور پھر صاف کرنا۔

فہمہ بہت ہی عظیم ہے۔ سارا جی ہنسی لے لے رہی۔ شام کو اعلیٰ نور کمرہ میں تھی۔

اسکے لیے بہت سی تدبیریں بنائیں گے اور پورا ملک جاری ہو جائے گا۔

اور خود کو بے گناہ قرار دے کر توبہ و استغفار کرتے ہیں۔

خبردار! اگر تم نے کچھ جانا تو یہ ہے کہ "میں" کو "میں" کے لیے چاہئے۔

میں نے یوں پالش کئے۔ اور ہاتھ دھائی اس کے بعد یہ ہوا جی۔ میرے گھٹنے

.....

اس تحریر میں اللہ ہی اٹھا اٹھو ہو کہ اللہ ہی پاگل ہیں کے لئے سے چلے گئے۔

پھر ایک روز میں نے اپنے ساتھی سے کہہ کر ان کے پاس چلا گیا۔ اس نے کہا کہ میں بھی جاتا ہوں اور میں نے کہا کہ میں بھی جاتا ہوں۔ اور وہاں سے واپس آئے۔

پھر وہی "حقوں سے میں نے خلقی ماحصل کی۔"

یہ ایک اور اعلیٰ قسمی "ٹھکانہ" کے نام پر ملانے کے لئے تھا۔۔۔۔۔

اور بس وہ مجھے کی جگہ سر کے نیچے پر ایسا دکھ کر سہلی ڈال گئی جس سے تمہیں لالچ ہو پڑے۔۔۔۔۔

میرے پاس بھی لے آئے ہیں!

مجلس شورای اسلامی

— — — — —

بچے کی پہلی سجد سے پہلے ہاتھ ہے

Vibrio—6 species

1961-03-03

که هم در نظر می‌گیرد که ...

— 1998 —

1000

مجلس شورای اسلامی

| Category | 18-24 | 25-34 | 35-44 | 45-54 | 55-64 | 65+ |
|----------|-------|-------|-------|-------|-------|-----|
| Total | 15 | 25 | 20 | 20 | 15 | 5 |
| Male | 15 | 25 | 20 | 20 | 15 | 5 |
| Female | 15 | 25 | 20 | 20 | 15 | 5 |
| Male | 15 | 25 | 20 | 20 | 15 | 5 |
| Female | 15 | 25 | 20 | 20 | 15 | 5 |

1997, 1998, 1999, 2000, 2001, 2002, 2003, 2004, 2005, 2006, 2007, 2008, 2009, 2010, 2011, 2012, 2013, 2014, 2015, 2016, 2017, 2018, 2019, 2020, 2021, 2022, 2023, 2024, 2025, 2026, 2027, 2028, 2029, 2030, 2031, 2032, 2033, 2034, 2035, 2036, 2037, 2038, 2039, 2040, 2041, 2042, 2043, 2044, 2045, 2046, 2047, 2048, 2049, 2050, 2051, 2052, 2053, 2054, 2055, 2056, 2057, 2058, 2059, 2060, 2061, 2062, 2063, 2064, 2065, 2066, 2067, 2068, 2069, 2070, 2071, 2072, 2073, 2074, 2075, 2076, 2077, 2078, 2079, 2080, 2081, 2082, 2083, 2084, 2085, 2086, 2087, 2088, 2089, 2090, 2091, 2092, 2093, 2094, 2095, 2096, 2097, 2098, 2099, 2100, 2101, 2102, 2103, 2104, 2105, 2106, 2107, 2108, 2109, 2110, 2111, 2112, 2113, 2114, 2115, 2116, 2117, 2118, 2119, 2120, 2121, 2122, 2123, 2124, 2125, 2126, 2127, 2128, 2129, 2130, 2131, 2132, 2133, 2134, 2135, 2136, 2137, 2138, 2139, 2140, 2141, 2142, 2143, 2144, 2145, 2146, 2147, 2148, 2149, 2150, 2151, 2152, 2153, 2154, 2155, 2156, 2157, 2158, 2159, 2160, 2161, 2162, 2163, 2164, 2165, 2166, 2167, 2168, 2169, 2170, 2171, 2172, 2173, 2174, 2175, 2176, 2177, 2178, 2179, 2180, 2181, 2182, 2183, 2184, 2185, 2186, 2187, 2188, 2189, 2190, 2191, 2192, 2193, 2194, 2195, 2196, 2197, 2198, 2199, 2200, 2201, 2202, 2203, 2204, 2205, 2206, 2207, 2208, 2209, 2210, 2211, 2212, 2213, 2214, 2215, 2216, 2217, 2218, 2219, 2220, 2221, 2222, 2223, 2224, 2225, 2226, 2227, 2228, 2229, 2230, 2231, 2232, 2233, 2234, 2235, 2236, 2237, 2238, 2239, 2240, 2241, 2242, 2243, 2244, 2245, 2246, 2247, 2248, 2249, 2250, 2251, 2252, 2253, 2254, 2255, 2256, 2257, 2258, 2259, 2260, 2261, 2262, 2263, 2264, 2265, 2266, 2267, 2268, 2269, 2270, 2271, 2272, 2273, 2274, 2275, 2276, 2277, 2278, 2279, 2280, 2281, 2282, 2283, 2284, 2285, 2286, 2287, 2288, 2289, 2290, 2291, 2292, 2293, 2294, 2295, 2296, 2297, 2298, 2299, 2300, 2301, 2302, 2303, 2304, 2305, 2306, 2307, 2308, 2309, 2310, 2311, 2312, 2313, 2314, 2315, 2316, 2317, 2318, 2319, 2320, 2321, 2322, 2323, 2324, 2325, 2326, 2327, 2328, 2329, 2330, 2331, 2332, 2333, 2334, 2335, 2336, 2337, 2338, 2339, 2340, 2341, 2342, 2343, 2344, 2345, 2346, 2347, 2348, 2349, 2350, 2351, 2352, 2353, 2354, 2355, 2356, 2357, 2358, 2359, 2360, 2361, 2362, 2363, 2364, 2365, 2366, 2367, 2368, 2369, 2370, 2371, 2372, 2373, 2374, 2375, 2376, 2377, 2378, 2379, 2380, 2381, 2382, 2383, 2384, 2385, 2386, 2387, 2388, 2389, 2390, 2391, 2392, 2393, 2394, 2395, 2396, 2397, 2398, 2399, 2400, 2401, 2402, 2403, 2404, 2405, 2406, 2407, 2408, 2409, 2410, 2411, 2412, 2413, 2414, 2415, 2416, 2417, 2418, 2419, 2420, 2421, 2422, 2423, 2424, 2425, 2426, 2427, 2428, 2429, 2430, 2431, 2432, 2433, 2434, 2435, 2436, 2437, 2438, 2439, 2440, 2441, 2442, 2443, 2444, 2445, 2446, 2447, 2448, 2449, 2450, 2451, 2452, 2453, 2454, 2455, 2456, 2457, 2458, 2459, 2460, 2461, 2462, 2463, 2464, 2465, 2466, 2467, 2468, 2469, 2470, 2471, 2472, 2473, 2474, 2475, 2476, 2477, 2478, 2479, 2480, 2481, 2482, 2483, 2484, 2485, 2486, 2487, 2488, 2489, 2490, 2491, 2492, 2493, 2494, 2495, 2496, 2497, 2498, 2499, 2500, 2501, 2502, 2503, 2504, 2505, 2506, 2507, 2508, 2509, 2510, 2511, 2512, 2513, 2514, 2515, 2516, 2517, 2518, 2519, 2520, 2521, 2522, 2523, 2524, 2525, 2526, 2527, 2528, 2529, 2530, 2531, 2532, 2533, 2534, 2535, 2536, 2537, 2538, 2539, 2540, 2541, 2542, 2543, 2544, 2545, 2546, 2547, 2548, 2549, 2550, 2551, 2552, 2553, 2554, 2555, 2556, 2557, 2558, 2559, 2560, 2561, 2562, 2563, 2564, 2565, 2566, 2567, 2568, 2569, 2570, 2571, 2572, 2573, 2574, 2575, 2576, 2577, 2578, 2579, 2580, 2581, 2582, 2583, 2584, 2585, 2586, 2587, 2588, 2589, 2590, 2591, 2592, 2593, 2594, 2595, 2596, 2597, 2598, 2599, 2600, 2601, 2602, 2603, 2604, 2605, 2606, 2607, 2608, 2609, 2610, 2611, 2612, 2613, 2614, 2615, 2616, 2617, 2618, 2619, 2620, 2621, 2622, 2623, 2624, 2625, 2626, 2627, 2628, 2629, 2630, 2631, 2632, 2633, 2634, 2635, 2636, 2637, 2638, 2639, 2640, 2641, 2642, 2643, 2644, 2645, 2646, 2647, 2648, 2649, 2650, 2651, 2652, 2653, 2654, 2655, 2656, 2657, 2658, 2659, 2660, 2661, 2662, 2663, 2664, 2665, 2666, 2667, 2668, 2669, 2670, 2671, 2672, 2673, 2674, 2675, 2676, 2677, 2678, 26

ایک بار ملوانے اپنے دوست کی قسم کھائی تھی کہ وہ انہیں گلے کی۔ دوست کی قسم

ہر ایک کو اپنا حصہ نصیب ہو گا۔

Week 11: The American Revolution

$\frac{d}{dt} \left(\frac{1}{2} m v^2 \right) = \frac{1}{2} m \frac{dv^2}{dt}$

اگر وہی دیکھ لیا تو اس کے ہاتھ جھڑکے۔۔۔
 "تمہیں کھانا کھانا؟ جانتے تھے؟"

ایک اور عمارت میں رہا تھا "میں نے چاہا۔ وہاں سڑک کے پار تھا ہے؟" وہ۔۔۔
 "میں نے اسے دیکھا ہے۔ گاڑی میں بیٹھ کر دیکھا۔" وہ۔۔۔ اس نے اسے دیکھا ہے۔
 "میں نے اسے دیکھا ہے۔" وہ۔۔۔ اس نے اسے دیکھا ہے۔

اس نے اسے دیکھا ہے۔ اس نے اسے دیکھا ہے۔ اس نے اسے دیکھا ہے۔
 "اس نے اسے دیکھا ہے۔" وہ۔۔۔ اس نے اسے دیکھا ہے۔

میں نے اسے دیکھا ہے۔ اس نے اسے دیکھا ہے۔ اس نے اسے دیکھا ہے۔
 "میں نے اسے دیکھا ہے۔" وہ۔۔۔ اس نے اسے دیکھا ہے۔

میں نے اسے دیکھا ہے۔ اس نے اسے دیکھا ہے۔ اس نے اسے دیکھا ہے۔
 "میں نے اسے دیکھا ہے۔" وہ۔۔۔ اس نے اسے دیکھا ہے۔

میں نے اسے دیکھا ہے۔ اس نے اسے دیکھا ہے۔ اس نے اسے دیکھا ہے۔
 "میں نے اسے دیکھا ہے۔" وہ۔۔۔ اس نے اسے دیکھا ہے۔

تھوڑی سی۔۔۔ سارا کھانا

مسجد کی اینٹ

بھور بڑا ہوا تھا۔۔۔

وہ شامی قہقہے اس کے گرد ایک اور دکان میں تھا۔ شامی قہقہے اس کے گرد ایک اور دکان میں تھا۔
 "میں نے اسے دیکھا ہے۔" وہ۔۔۔ اس نے اسے دیکھا ہے۔

وہ دکان میں تھا۔ اس بھور میں تھا۔ اس بھور میں تھا۔
 "میں نے اسے دیکھا ہے۔" وہ۔۔۔ اس نے اسے دیکھا ہے۔

اس نے اسے دیکھا ہے۔ اس نے اسے دیکھا ہے۔ اس نے اسے دیکھا ہے۔
 "میں نے اسے دیکھا ہے۔" وہ۔۔۔ اس نے اسے دیکھا ہے۔

وہ دکان میں تھا۔ اس بھور میں تھا۔ اس بھور میں تھا۔
 "میں نے اسے دیکھا ہے۔" وہ۔۔۔ اس نے اسے دیکھا ہے۔

اس نے اسے دیکھا ہے۔ اس نے اسے دیکھا ہے۔ اس نے اسے دیکھا ہے۔
 "میں نے اسے دیکھا ہے۔" وہ۔۔۔ اس نے اسے دیکھا ہے۔

وہ دکان میں تھا۔ اس بھور میں تھا۔ اس بھور میں تھا۔
 "میں نے اسے دیکھا ہے۔" وہ۔۔۔ اس نے اسے دیکھا ہے۔

اس نے اسے دیکھا ہے۔ اس نے اسے دیکھا ہے۔ اس نے اسے دیکھا ہے۔
 "میں نے اسے دیکھا ہے۔" وہ۔۔۔ اس نے اسے دیکھا ہے۔

وہ دکان میں تھا۔ اس بھور میں تھا۔ اس بھور میں تھا۔
 "میں نے اسے دیکھا ہے۔" وہ۔۔۔ اس نے اسے دیکھا ہے۔

اس نے اسے دیکھا ہے۔ اس نے اسے دیکھا ہے۔ اس نے اسے دیکھا ہے۔
 "میں نے اسے دیکھا ہے۔" وہ۔۔۔ اس نے اسے دیکھا ہے۔

تجربہ کاروں کی طرف سے تجویز کردہ

و عودت کے اس مقصد انہیں اپنے مسوکار اور پیروکاروں کے واسطے دعا کی

لوگ میری خاموشی سے بھی پھر نہ ملے۔

سو میں نے سمندرِ عظیم کو دیا

مورچیں و کچلیں سے مائل نظر آ رہی ہیں۔۔۔۔۔

لگا۔۔۔۔۔ بچوں سے مائل ہونے والی مورچوں کی کمانچ میں یہ دہلی صوبہ سارا نے لکھا

ہے۔۔۔۔۔ جس پر کچلیوں سے مائل ہونے والی مورچوں کی راستی ہے۔۔۔۔۔

قلم کے ایک ایک حرف کو ایک ایک پھر مگی تھی۔

ہم سب خدا کو پھوڑ دیتے ہیں

کیا سوت آفری خدا دے گی؟

خدا نے قرآن لکھا

میں نے انسان لکھا۔۔۔۔۔

قلم چاہتے ہوئے پہاڑ پر چھوٹے میں چمک گیا۔۔۔۔۔ مائل سارا کی صورت میں ایک سہو

حق 'قولی ہوئی سہو' جسکی اینٹیں لوگوں نے چاقی حق۔۔۔۔۔

انگوں سہو، قولی ہوئی سہو میں بھی کیا جاسکتا ہے۔

کیا۔۔۔۔۔ یہ سہو سہو کو قولی ہونے کو کہہ سارا کی قلم کہہ رہی تھی۔

امریکا شہر ہے تم ہو!

یہ وہ پھولوں بگڑ رہی ہے۔

وہ مائل۔۔۔۔۔ انہی سے ایک صورت مری رہی ہے

دھرتی پر بہت سے موسم وہ لگے ہیں

تم سے خدا بھی۔۔۔۔۔

فصلوں کی رات پر ارب پاتا نہیں کرتے

زریں سولی سے پانک دی ہے اس صورت کو

انہی کا لکھنا ابھی باقی ہے اس پر

کیا خبر یہ لوگوں کو لکھا دکھ ہو پورا کا

ملاطوں سے جھانکنا تو موسم بہت کئی لگا

اور سلیم 'تم اور میرے بچے

میرے ساتھ تھو ہوا

میری سلاخ قلم اور میری قلم سلا

اور سلیم ایک بہت امن میں شہر ہے پانکوں کا 'میں نے غریب کی گرد سے لپٹی

ہوئی سلاخ' بہت کے کنگے ہی پھول لکھوں کی صورت میں رہنے اور اس صحت کے اقرار

میں ٹپل قلم اس نے سارا کو بھی وہ حق کا خوف دیا اور لکھے بھی۔ سارا کی قلم میں اپنے

بچوں کے اور میرے نام کے ساتھ اسی کا نام ہے۔۔۔۔۔

سارا نے چمک پچکا۔ کہ اس کے ٹوٹنے لپے چوں کے ساتھ 'میں کے حق چوں سے

کوئی کھڑا ٹوٹ سکتا ہے' وہ صوبہ اس کے بچے ہو سکتے ہیں 'یا اس کے یہ دوست۔۔۔۔۔

وہ دونوں دھڑ دھڑا دے دے دے میں سارا نے یہ بھی لکھا تھا۔

'کسی دن اس جسم کی ہر گھ سے گل جہاں کی

توہ سے انصاف کوں مانگا ہے

یہ کون لوگ ہیں امریکا اور آگ کو تل سے پھوڑا کھ دیتے ہیں

میری سلاخ سے رات اور سورج اکٹھے اڑ گئے ہیں۔۔۔۔۔

طبیعت بہت غراب ہے 'راستہ پھر لے گئی ہوں۔۔۔۔۔

بہن تحسین طاق کون ہے 'میں سے ہائیں کون

سو ہوئے سے ہی لیا کروا

انہی تکلیف تو تحسین دے ہی گئی ہوں

میں گھنٹی دھون کی۔۔۔۔۔ موت کی دھنگ تک۔۔۔۔۔

میرا کھٹ تھا کہ وہ اپنی انہی کی راستی 'سلیم دار اپنے قلم سے لکھے۔ جواب میں

اس کا کھ تھا۔

امریکا طبیعت بہت غراب رہتی ہے۔ کہ تو خود نوشت قلم دار بھیج دیا کہوں؟ اور پھر

وہ جہیز دھڑ کی تاریخ میں لکھا گیا۔

امریکا کسی وقت بھی دودھ نہ پاتا ہے ایک سینے سے نہیں سولی۔ انسان اسی وقت لکھتا

ہے جب اس کے پاس اس کے عقود کوئی راست نہیں ہوتا۔۔۔۔۔

میری لکھا وہ ہے عیبی سے ہوئی 'اس نے قلم مرعبر طاق کرتی رہی۔۔۔۔۔

مخلک سے گھنٹی ہوں کچھ بھی تو نہیں تھا میرے پاس۔ قلم کی ٹوک دل میں ڈولی دلی اور

و شعور کھینچ ہوں۔ اس لئے انگریز کی ذرا بددی جہاں ہوں۔۔۔۔۔
 ابھی تو میں نے قلم کو پکڑا ہی نہیں سیکھا تھا۔ میری کھینچ پڑ گئی تھی
 مجھے کوئی آنکھوں کے دھواں لگے ہیں۔۔۔۔۔
 مجھے انسانوں سے خوف آتا ہے
 میں اپنے سڑکوں پر جاؤں تو؟
 انسانی سمجھ کس کی ہے؟
 افسوس! "پڑھنا اور مجھے چھاپ دینا۔۔۔۔۔"

شادی مارا لکھتے

مارا کچھ قریب سے اور کچھ بہ زنجی سے اپنی زندگی کی داستان کھینچ رہی اور مجھے
 بھیجی دیتی۔ وہاں پاکستان میں مارا کی کوئی نظم شائع نہیں ہو رہی تھی۔ یہاں ہندوستان
 میں میں وہی نظم ہی اس کی نظم شائع کرتی "مارا کو شافی ہوئی۔ اور ہر شاکست ہوئی تھی اس
 کو یہاں انگریز کی صورت میں چھاپا دیکھا تو مارا کو یہ بہ خوشی ہوئی۔۔۔۔۔
 اس کی ایک بہت بڑی کڑواہٹ تھی کہ اس کی کتاب شائع ہو اور اسی لئے وہ اپنی زندگی
 کی داستان لکھ کر مجھے بھیجی دیتی۔ ساتھ ہی وہ نوٹس دیتا کہ تاریخ میں اس نے کچھ کچھ
 لکھا۔

اسرا! اوروں کے طور، پاک میں کوئی انسان نہیں جس سے وہ بدانت سکون۔ میں
 اسے بہت شک بھی نہیں کرتا تھا۔ اس کے طور، کئی اور کے سے ملے کر دل نہیں چاہتا
 کھینچ کے ہر کی کئی ہے ایک خاموشی دے گئے ہیں اور کو میں دیتی ہو۔
 میرے پاس ہاتھ کو بہ نہیں کیا تھا کہ پہاڑوں میں نہیں کرتا۔۔۔۔۔ لگا ہے کہ یہ بھی
 میرے ہی کا شوق کر رہا ہے۔ اگر دائیں ہاتھ کو بھی کچھ ہو گا تو کھینچ کی کیسے؟
 دیکھتا ہوں کہ لکھنے کا ہے۔ انگریز شاک لکھنے کی وہ بہ ہاتھ پر یہ اثر چاہا ہے۔ لکھ
 ہو جائے گا۔۔۔۔۔

اب تک مجھے انکس شاک لگے کچھ ہیں۔ کبھی کبھی تو کھینچ کی خاطر سے بھی لکھا
 وحشت ہونے لگتی ہے۔ نہیں میں ایک بڑی طرح کھینچ ہوں۔۔۔۔۔ یہ خاموشی دیتی
 ہوں کہ میں کھینچ ہوں۔۔۔۔۔

کالا سے بھرتے والے دنوں سے کب بھرتے ہیں! لگا ہے کہ میں قلم اور کالہ ہو کر

بھرتی ہوں اور انسان بھول رہی ہوں کچھ میں اپنے واسطے ہاتھ کی پھینک چکا کر۔ طوری
 بنی ہوئی۔۔۔۔۔

بہتر صرف ایک انگریز چھاپا ہے اور کھینچوں کی موت ہی لگی ہے اگر مرا زندگی نہ
 چھپ جائے تو کم از کم شریک کے دوا میری اپنی قبر کا کھینچ لکھا ہوتا چاہئے! نہیں فرشتے میری
 کھینچ میں نہ کھینچیں!

کیا کھینچوں؟ کچھ دنوں ایک صاحب نے کہا۔ مارا تو پابند کھینچ ہے اسی لئے اس
 کی صورت ہے اور سوای کھینچ اسے دیا دیتے ہیں اور کھام کھاتے ہیں۔۔۔۔۔
 مجھے لکھنے سے فرصت ملے تو صورت کی طرف دیکھوں!

ایک صاحب نے کہا۔۔۔۔۔ "توب میرے پیرا ہوتا ہے" میں نے کہا "کیونکہ میں
 بہ چھری ہوں اس لئے میری قلم بہ صرف بہ چھریوں کو بولنے کا حق ہے۔"
 تاؤ! انسان میرے میرے ہو جائے تو کچھ نہیں سکتا؟

میں صاحبین کا ذکر مارا سنا ہے اس خط میں کہ "انہیں کا ذکر اس نے بعد میں جب اپنی
 داستان کھینچ، تکمیل سے دیا۔

ایک تنہا ہی جنگ میں ایک بہت کچھ اس طرح تھا۔۔۔۔۔ مارا اپنے جسم میں اور
 اپنی شادی میں تیز پڑا کرتا۔ یہ شخص ایک کھلی تھی میں نے پڑھنا ہے کہ میری کو پھینک کی
 صرف اتنا تھا۔۔۔۔۔ "صاحب! میں تو بہ چھری کھینچ ہوں مجھے کیا علوم کہ کھیر اور میر
 کے کہتے ہیں۔ اس لئے میری قلم بہ صرف بہ چھریوں کو بولنے کا حق ہے۔

پھر ایک دن ایک شاعر نے کہا۔۔۔۔۔ "مارا چھا کر"

مارا کو اس قاتل جاننا سے بھی پھر لکھا۔۔۔۔۔

پھر ایک نواہ دیا۔۔۔۔۔ "میں نے کچھ نہیں" اور وہیں سے اپنی دہائی چھینک
 لکھا۔

کسی اور نے کہا۔۔۔۔۔ "میں جال کی بھلی ہے" میں تو نہیں کہہ چکا۔ اب تو نہیں۔
 یہ عالم "کہ کرے" یہ کہوں کے پڑھنے سے "موت کے پڑھوں سے" بھول کھینچوں سے
 "اپنی پچھتائے" اپنے قلم سے بھی پھینک دیا دیتے ہیں سو سوائی کے اچھی فہمی سکون کا یہ
 ملے ہے۔۔۔۔۔

سنگا سورج

سارا کا اٹھ اٹا۔۔۔۔۔

امیر کا سانس روز پہلے میں نے سونپا۔۔۔۔۔ سارا بی بی! بہت ہو چکی بہت سی آنکھیں ٹاپ ہو گئیں۔ شوک دے یہ سہما تو امیر کا میں نے ایک خط نہیں لکھا اور ایک خط اپنی رخصتی پر لکھا وہ خط میں نے اسی کو دیا۔ یہ رکھ لیں۔ صبح امیر سلیم آئے تو اسے دے دیا۔۔۔۔۔

وہ چچی گھسی نہیں ہیں۔ انہوں نے اقرار بد سے خط لکھ لیا اور تمہیں تم خط لکھا تھا میری چا بہ۔۔۔۔۔ میں نے چالیس گولیاں کھائیں اور اسی کے پاس سوچی۔۔۔۔۔ آگہ بیکینی تو لکھا۔۔۔۔۔ علاج پتال کے صرف دارا تک پہنچی ہوں۔

بھول اسی کے۔۔۔۔۔ گھے تھی روز بعد ہوئی کیا تھا۔۔۔۔۔

بسم بہت دگ رہا تھا۔ امیر سلیم بہت ناراض ہوئے۔ خیر گراس تو کون کی؟ انہوں کی انہیں پہننے میں ہمارے میں مہرور ہوں تو وہی ہر پہنے میں نے اسی سے کہا اسی میں نے امیر کا خط لکھا تو وہ تو دے دیں۔

خیر ہوئی کہ دونوں خط اسی نے اپنے اقرار بد میں لکھ دئے ہیں ایک اور کہ کاٹھ میں لکھتے ہوئے رہیں۔ کون ہوئی ہے امیر! کئی؟ ہر وقت امیر! امیر! کئی ہے۔۔۔۔۔ تو روز اسے خط لکھتے ہیں۔ ایک خط اسے نہیں ملے گا۔ تو اس کے غراہنے میں کون کی ہو جائے گی۔۔۔۔۔ یہ تو گوت ہے۔ "تمہارا کیا ہو۔۔۔۔۔ تو تو پاگل ہے۔ جانے کیا کہنا ہے تجھے اس شاموں نے" ان کئی زبانوں میں نے "ارے کئی میں تیرے ہاتھ پر انگار کو نہ رکھتی تھی۔ تو اس کا مطلب ہے کہ تجھے اتنا لکھتے اور چھٹے کے لئے تھوڑے دیکھا تو؟ تجھے ہو کیا کیا ہے؟ مسہ چھو کر اتار۔۔۔۔۔ کون غلامان کے پیچھے چلی ہے۔ ارے

بی بھی سانس گھر بھڑو رہی ہے۔ تجھے ذرا سی خیریت نہیں؟ کیا کیا باتیں کھین رہی ہو! اور اس پر خود کئی کر کے ہر ذمی میں کو سلاطین کے پیچھے رکھنا چاہتی ہو؟

ہاں امیر کا خط تو دھوپ ہے۔ ہمارے پھول اس کے رنگوں میں؟ اس وقت تو گھے نہیں؟ وہی ہے۔۔۔۔۔

اسی دونوں خط اقرار بد سے ہاتھ سے نکلی ہیں۔ چلو قرر کی انہیں اسی تو خیر ہوئی۔ دیکھے اداک کا یہ نظام گھے بہت اچھا تھا۔۔۔۔۔

تساری۔ سارا گلند

اس خط پر کوئی تاریخ نہیں۔ وہاب میں میں نے غپ کر جانے کیا لکھا ہو گا؟ ادا کا خبر ہے کہ سارا سے پیچھے کا اقرار داک ہو گا کئی اس کا خط لیا۔۔۔۔۔

امیر! میں تم سے پیچھے کا وعدہ کرتی ہوں! اگر تمک کو پتہ نہ چلے۔۔۔۔۔ دیکھو؟ وہ میں تک ادا لے جا ہے۔ کیا رنگ دگتا ہے یہ رنگ سارا کہ بدن کی تہ بھیلی غور ہوئی ہے۔۔۔۔۔

تم نے اس صحبت سے گھے تو کیا ہے؟ اس کے لئے میرے تمام خط تھوڑے گئے احرام میں سر جھکاتے ہیں۔

تم بھی نہیں چاہتیں کہ میں تمک کی تہ سے لکھوں؟ تو چلو یہ تھوڑ اور سہی۔

دیکھوں کی دہائی! بدن کا رنگ پتلا چٹا جا رہا ہے۔ تمک گھے لکھ رہا ہے۔ میرے اطراف کالی بھینیں کالی جا رہی ہیں۔ ایک سنگ تیل پر میرے سانس لکھے جا چکے ہیں اب تو جھپٹا رہا ہوں۔

تمک کو احوال سے چلی تھی امیر کا تم نے بھی کہہ دیا مسہ چٹا! چلو آج دہانہ پر میرا اقرار بد لکھ دیتا۔

طبیعت بہت گراپ رہنے لگی ہے۔ لکھتے لکھتے خط بھول جاتی ہوں! کئی تو میں بھی ہوا ہے کہ ہاتھ کاپ دے رہے ہوتے ہیں! کوئی لکھنے کو چلا رہا ہو گا ہے ہر پہ چٹا ہے کہ خط کا جھپٹا سے پڑا ہے۔

کالی آنکھ کی گواہیں آتی ہیں۔۔۔۔۔ سارا! سارا! کون ہے؟ چاہتی ہوں۔ کتا گوشہ کی دکان پر بھٹک رہا ہے۔

کئی کئی کی چاہتا ہے۔ چلو یہ تو زبان کون! کچھ مسواقی لکھتے ہیں دیکھ نہیں سکتی۔ یا

تو صلیب ہوتا ہے یا نہیں ہوگا۔

لہذا اور بھی خاموش ہونا چاہا ہے۔۔۔۔۔

تجارتوں اور مہموں سے مناکار کرنے کی وجہ سے گمراہی والے بھی حرکت کرنے لگے ہیں۔
آج کوئی کول دیا ہے کوئی نہیں جانتا۔

کتاب لبرل تک پہنچ رہی ہے، دیکھ کر کیا ہوگا ہے، کسی نٹ ہاتھ پر گنوا کر رہا ہوگا۔

امروز کو سلام - بچوں کو بڑا

تصاری - سارا لکھتے

میں جانتی تھی کہ سارا کی ایک دست بڑی قسا ہے۔ اپنی انھوں کو کتابی صورت میں دیکھتے اس لئے ایک کاپی ہوئی کہ اب لبرل میں اس کی کتاب شائع ہو رہی ہے۔ لیکن پھر میں لکھے احمد شمیم سے پتا چلا کہ سارا نے یہ ہزار یا اس سے زیادہ رقم کسی کو دی تھی کتاب شائع کرنے کے لئے۔ لیکن یہ کتاب مجھے نہیں دے اس کی رحم دلی ہوئی۔۔۔۔۔

اب لبرل صوفیہ کی تاریخ میں لکھے سارا کا کلام۔۔۔۔۔

اسرا!

دماغوں نے میرے بچوں کے دلوں میں غارت کا بیج بو دیا ہے ایک دن میں نے اسباب بننے کی آنکھوں میں غارت دیکھی تھی۔ لکھے تھیں کہ کیا کیا صحرا چڑھا کر کھ سے غارت کرے گا؟ میں یہ سوچا نہ کہہاں کی کیا میری آوازوں کا گون میرے بچوں کو بھی رہا ہوگا۔

میں کے لئے میری آنکھوں میں آنسو نہیں، دماغوں میں کوئی دعا نہیں، کیا وہ مجھ سے اپنے گلے پکڑ چکے ہیں؟ ہاں اسرا! روایت اور ہوسا کی کا زبرد غارت کے پالنے میں پہلے گئے ہیں۔۔۔۔۔

غارت کا میں تو میں نہیں بھیجے سے سخت آتی ہوں۔۔۔۔۔

کال میرے گلے میرے پاس ہوتے ہوئے میری انہیں آج کے اکھڑوں میں رہنا سیکھتی۔

اب کبھی میں بچوں سے ملے جاتی ہوں تو ایسا لگتا ہے جیسے میں بچوں کے دل میں کی جڑ چھو رہے ہو۔۔۔۔۔

پیدا خوف ہے میں کے دل میں وہاں کیا ہے کہ تصاری ہاں ٹھہر مہموں سے مناکار کرتی ہے، حرکت کرتی ہے۔

اب سارا خوف، غم کی حرکت ہے۔۔۔۔۔

ابھی میرے بچوں کا قہر میرے گردن سے پھرتا ہے۔۔۔۔۔ جیسے جیسے دانت بگھے تو میرے دسے کا ڈھانے کی آنکھوں کا کھنکھائی جاتی ہے۔۔۔۔۔

اسرا! میں نہیں کہنے لگے آنکھوں سے زیادہ کھنکھائی ہوں اگر بچوں نے ہاتھ ہو کر "ہاں" کے ساتھ کوئی اور لفظ کہا تو سارا تو اپنی قبر میں بھی نہیں اتر سکے گی۔۔۔۔۔

انسانوں کے دماغ دھوتے دھوتے میرے تو ہاتھ کالے پڑ گئے ہیں اسرا! میں میرے دلوں جاگ گئی ہوں۔۔۔۔۔

خاموشی میرا دل چبے لکھوں میں سوتو سے زیادہ شور مچاتا چلائی ہوں۔

میں لکھے صورت سے زیادہ خصوصیت ہوں، لکھیں بنا، چاش ہوں!

کبھی کبھی اپنی قانون نگار جاتا ہے تو چاہتے کیا کیا کچن رہتی ہوں۔ پہلے دنوں وہ الیکٹرک ٹیبلٹ لگے تو پھر طبیعت کچھ ٹھیک ہوئی۔۔۔۔۔

اس سے تو موت بڑھ رہی ہے۔ لیکن خدا اپنے فکر کو اپنی تسلی سے نہیں چھوڑا۔

میں لہو کی دیوار سے ایک ٹوٹا ہوا کھلا ہوں۔۔۔۔۔

ایک اور بات۔۔۔۔۔

اب میں سے لگا آواز لگ رہی تھی تو کہتے ہیں کھنکھائی ہو گئی۔ میری ہنس نے دلی انھیں کی اور ہار بیٹھ گئی۔ اسکا میں ہی آتشیں میری ہنس سے بولیں۔ کافہ باہر پھٹک کر آتے تھے میں بھاری عزت غراب کرتی ہے "ان کا تھوڑا کا جھوٹ۔"

ہاں اسرا! میرے کہنے میں بھی دلی لگتی ہے "ای عا دیتی ہیں اور کہتی ہیں تم لکھے اور دوبارہ لکھ نہ لکھا کرو۔"

اور پھر میں کافہ سے زیادہ خاموشی رہنے لگتی ہوں۔۔۔۔۔

اب میں کس - سلام میں آتی اسرا!

چا دیکھو تو غارت ہے "اور میں" میری بچا چ ایک کو بھی کرنے کے لئے پھوڑا دیتی ہے۔۔۔۔۔

لکھتی کہتے ہیں۔۔۔۔۔ ہاں! ہے "روزانہ ہوتی میں انسان کا میں کھ سکنا۔۔۔۔۔"

گھر والوں کو اور اس نام لدا سوچائی کو لکھ سے یہ طاقت ہے کہ میں اپنا گھر نہیں بہائی۔۔۔۔۔

لکھن میں کہتی ہوں۔۔۔۔۔ اسی چاندی دیوایی تو بڑا دہن عورتوں کی پادری ہیں اور ہر اپنے ہی جسم میں سر جاتی ہیں لکھے گدوم سے زیادہ انسان کی طاقت ہے۔۔۔۔۔

میں زیادہ درد کبھی چاہوں 'بھری ہاں کے شوہر سے وہ شہیاں کہیں اور بھری ہاں سے ساتھ سال دو کر گزار دیں۔ یہ قتل کی کوئی سے قسم ہے کہ عورت اور مرد کے عالم میں ستر ستر ہی گزار دیں؟

جانتا کہ اسلام میں ہے کہ اگر عورت کے دل میں کچڑا ہے تو ہر ضلعی حرام ہے۔

اور ایک حدیث میں ہے کہ ہر کے باہول میں پانے سے بھی اپنے گھر نشوں میں سر جاتے ہیں۔۔۔۔۔

امریکا کوئی بندہ کوئی سہرا کوئی گرجا ایسا نہیں جہاں اپنے کپڑوں سے عورت دھو سکوں! میں کہتے ہیں اپنی اتوار بھول گئی ہوں میرے چاند پانگی پانے سے نہیں بچ سکتے میری ماںوں میں سوچنا لاپ رہا ہے میں آنکھوں میں پانی دی گئی ہوں۔۔۔۔۔

امریکا میں جہاں کسی سے نہیں ملتی۔ امر مسلم سے بھی کھار طاقت ہوئی ہے۔ بہت لوگ لکھ سے ملنا چاہتے ہیں لکھن میں اور ملنا پوند نہیں کرتی! یہ جھوٹ کا پتہ لگے لکھ دانا چاہتے ہیں۔

میں اپنی گھر مانی رہتی ہوں اور بہت اداس ہوئی ہوں تو سمجھ کے کہارے ہار کر چلے جاتی ہوں اور ہر ستر سے باہر نہیں کرتی رہتی ہوں۔

خداوند کی کتابوں تک کو لکھ سے درد دینے کی آکاید کی جاتی ہے۔ کہیں وہ بھی گھٹنا شروع نہ کر دیں!

دیکھو! امریکا کتنی گھٹائی ہے! کبھی کبھی تو انہوں کو لکھ کہ یہاں روٹی رہتی ہوں۔۔۔۔۔

ہاں کی لہ سے آزاد ہوں! اور مدح کسی نے دیکھی ہے! وہ تو گھوڑا رو گیا ہے امریکا میں چلی چاہوں گی۔ ہاں کے مسکن میں زیادہ دل دینے سے مدح کو دنگ لگ جاتا ہے۔

امریکا میرے بچے ایک دن قصارے پاس آئیں گے ان لوگوں سے کہہ۔۔۔۔۔

قصاری ہاں خدا سے بھی زیادہ تم سے محبت کرتی تھی! کہہ کہ اس نے تو خدا سے زیادہ خاص تھی چکدی تھی۔۔۔۔۔

امریکا میں تب بھی پوند لگائی ہوں! مٹی اپنا منہ قبر کی طرح کھول دیتی ہے اور موت تو روز میرے دل میں تھن دھرتی ہے۔

میں داغ اردوں سے اکڑا اکڑ کر گر رہی ہوں۔۔۔۔۔

امریکا میں تم سے دکھ سنا سیکھ گئی ہوں! درد میں تو ہاتھوں سے گری ہوئی دعا تھی۔۔۔۔۔

اصول کو سلام! بچوں کو چار

قصاری - سارا گھٹو

گنبد کی آواز

سارا باغی میں بھی علم کئی تھی اور اردہ میں بھی۔ زیادہ اردہ میں۔ پاکستان میں اس کی نظروں کا مجموعہ شائع نہیں ہو رہا تھا۔ اس لئے حالات کا تقاضہ تھا کہ اس کی نظروں کا ایک مجموعہ میں جلدی سے جلدی شائع کر دوں۔

کتاب کو جلدی شائع کرنے کا میرے پاس ایک ہی ذریعہ تھا کہ میں اپنے اپنے پرکاشن سے شائع کر دوں۔ اور اپنے پرکاشن سے شائع کرنے کے لئے چری کتاب کا باغی میں ہوا داری تھا۔ اس لئے میں امروہ کی حد سے سارا کی نظروں کا مجموعہ کا اور اس کی داستان کا ترجمہ کرنے لگی۔۔۔۔۔

کتاب کو اپنی طور پر میں نے چار حصوں میں تقسیم کیا کہ پہلے حصے میں اس سے کی گئی میری بات بیت شامل ہوگی، جو باغیوں سے سارا کا تعلق کرانے لگی۔ دوسرے حصے میں اس کی نظروں کے تیسرے حصے میں اس کے علاوہ چوتھے حصے میں اس کے علم سے لکھی ہوئی اس کی داستان!

یہ سب میں نے سارا کو تھا اور باغی کی کہ اپنی داستان میں جو کچھ بھی اور لکھا جاتا ہے۔ لکھ کر بھیج دے۔ میں بہت جلدی اس کی کتاب شائع کر دوں گی۔

باغی میں ۵ ستمبر ۱۹۹۵ء کی تاریخ میں سارا کا خط آیا۔۔۔۔۔

امرا!

تم نے اس محبت سے میری حوصلہ افزائی کی ہے میں اسی محبت سے اپنے سارے دنیا تسداری لکھی میں تیرے کرتی ہوں!

امرا! میری امرا! یہ سب تو تسداری محبت ہے۔ خود میں تو باغیوں سے گری ہوئی دیا ہوں۔۔۔۔۔

پس امرا! اب کوڑا کو مرگے گنبد میں تیرے دینا چاہتا۔

میرے گھر تھی وہ تو دیکھو میرا گھر بھی۔ کبھی کبھی تو اپنی قانون ہی کچا جاتا ہے۔ اپنی قانون میں کہ میں دھت کو کپڑے اکثر دیتی ہوں اور جانتے کیا کیا تو حق واقعی ہوں۔ ہر دوسرے تیسرے روز یہ اور جاتا ہے۔ میرے لئے یہ صورت حال بہت افسوس ناک ہے۔ میں باغی نہیں ہوتا چاہتا۔ ابھی تو میں نے بہت سے کام کئے ہیں۔

دن کی سب جان کرنا کے بچے میں ایک۔ کئی دھڑکی ہے۔ سنگ مرمر کے پتھروں میں مرمر اکھیں، دنہ باغی۔

دین کاشت کرتی ہوں تو پھر کہہ دیتی ہوں۔۔۔۔۔ تو یہ دین بھی تسداری! یہ موسم بھی تسداری!

یہ میں کیسے پر دے لاتی ہوں امرا! کہ ملی اپنا مد فہریتا کھیل دیتی ہے۔

امرا! حالات کچھ ٹھیک نہیں ہیں، باغیوں میں لاہور کھڑے میں تیرے سوا کچھ ہی ہوتی ہے۔ ایک تو پاری نے لکھ دیلا دیا رکھا ہے۔ انسانی میلے کے بارے میں ابھی ذرا لکھا ہوں۔ اور پاکستان میں وہ کتاب پھپھ بھی نہیں نکلتی۔

لکھ رہا ہے۔۔۔۔۔ یہ کتاب پچھنے کے بعد میری سوا چھائی سے کم نہیں ہوگی لیکن لکھ کوئی پروا نہیں جانتے ایک ایک دن میں کئی بار سنا ہے چ جاتی ہوں۔ پردوں کی تو سے کتاب مل جانتے تو کفارہ کوئی کرے۔

کاش لکھ ایک سال صحت پالی کا مل جانتے تو میں اپنے کام ختم کر دیتا۔ یہاں کئی بہت ہے۔ میرے بہت سے خطوط سفر ہو جاتے ہیں۔

میں نے اپنی آپ اپنی کی گئی نظروں اور اس کی جس اگر نہیں تھی تو دوبارہ لکھ کر بہت کر دوں!

صحت ٹھیک دیتی تو غور بہت داستان کوئی کی پھر میں اپنی امرا سے ڈیڑھوں باغی کر دوں گی۔

امرا! میری دہ سے تو سارا زندہ ہے۔ دوت میں تو باغیوں سے گری ہوئی دیا ہوں۔

تسداری اپنی۔ سارا شکستہ

۱۹۹۵-۹-۵ بروز منگل

سارا کا یہ خط چھ کر

ایک چمچ کا اتاس

دعائوں، فاضلوں اور مصلیوں سے اچھا دن کو چراقی ہوئی ساری ایک ظم میرے
اس بارگاہ۔

امیر! آفر کس سے دانی کروں!

انسان وہ ہے جو وہی کو بھی ایسا داری سے قلعہ کرے!

ایک بات پر سوچنا پڑے گا۔۔۔۔۔

میں تو کونسا نہیں تھا جانتے گا۔

سداغ ڈاٹو!

کو تھکا کا غامضوم سامنے آئے گا

لفظ بنا کرم طور ہوتا ہے

یہ ردی پند نہیں کرتا

یہ تقسیم ہوتے ہیں

تو لفظ ظم لیتا ہے۔۔۔۔۔

اور اس کی بھی مراد تھی۔۔۔

کچھ لکھے مکان سے اندر۔۔۔۔۔

تو میری سوزھی سوزش خوشبو داخل تھی تھی

جانتے دانیوں نے لایا۔۔۔۔۔

انسان بھی لڑائی میں تھکتا ہے تھکتا ہے تھکتا ہے

اور توجہ کرتے واسطے تھک رہے تھے۔۔۔۔۔

یہ ساری دلائل سکھوں پر تھیں

میری پریشانی لاہور تھو کی دعاؤں سے نکالے گی

دعاؤں، فاضلوں، مصلیوں

فاسکے گرد سے بھرے ہوئے تھے

اور ستر کی سٹی پٹ تھی۔۔۔۔۔

اور میں "ٹانے والے کی تمام قسطیں پوری نہ کر سکی تھی
ٹانے والے نے تارا۔۔۔۔۔

کہ تم اپنی بیٹی تھیں
کہ تمہارے گھر پر کھوپڑیاں لٹکا دی تھیں
تم اپنی لپک ہو۔۔۔۔۔

کہ خدا کی طرح لوگ تم سے انکار کر رہے ہیں
اور تم سے ایک قد عاز شروع ہو رہا ہے۔۔۔۔۔

اور بھری آواز اپنی پاپیہ دی گئی
کہ میرے لب چلے تو لوگ ہنستے۔۔۔۔۔
تھر تھری کھانسی مجھ سے بہت طویل تھی
روز لٹا کر گئی۔۔۔۔۔

ٹانے والے نے تارا۔۔۔۔۔
کہ میں پردہ کوں کے پاؤں سے پیچہ چرائی رہی ہوں
میں نے یہ پیچہ بھی فروغ نہیں کئے
خیرات کر دی۔۔۔۔۔

میں نے سول کے پیچہ سے مڑیاں بھری تھیں
اس لئے پاس مجھے منگی پڑی۔۔۔۔۔

ٹانے والوں نے تارا۔۔۔۔۔
بھری کوکھ سے پیرا ہونے والے
مجھ سے مجھ سے

اور بھری تکی پٹی ملک ویر کر دی گئی۔۔۔۔۔
تھر تھری صلوں سے ڈالنے کوڑے ہو گئے

تم۔۔۔۔۔ عموں میں اہار جانتی
اور دھری ہوتے ہی ہاتھ کر دی جاتیں۔۔۔۔۔

ٹانے والوں نے تارا۔۔۔۔۔
کہ خدا تمہارے ہیں ہے

اب سے سترہ سے قریب رہتے ہیں
مجھ کے بچے دور تک نہیں کھیلے

اب کی ماہیں انہیں جاتی تھیں
کہ کھیل سے زیادہ گیدہ منگی ہوتی ہے

بہت میں تھیلے میں شعر جاتی ہوں
تو لوگ کہتے ہیں۔۔۔۔۔ بہت وسعت فقط ہے

انہیں کوں ڈانٹے۔۔۔۔۔

وسعت ہونے کے لئے کتنا چھوٹا ہونا چاہتا ہے۔۔۔۔۔
ٹانے والوں نے تارا۔۔۔۔۔

تھوڑی سی کھانسی رہی ہے
اور دوا کی قال شبی تک چار کسے میں آتی ہے

اس کا دیکھ یا تو نہیں ہوں
یا کسی بھی طائفے کی کوئی ایک قبر۔۔۔۔۔

ٹانے والوں نے تارا۔۔۔۔۔
کہ ناگ منی کے تھوڑے بہت سے سانپ چھوڑ گئے

نیکوں میں اپنی زہریلی ہونگلی ہوں
کہ اپنے من کے گرد نہیں لٹکتی

مور اپنے پاؤں دیکھ کر رو رہا ہے
میں اپنے اشکوں دیکھ کر رو رہی ہوں

۔۔۔۔۔
ابھی کھینچوں کی اجرت ابی تھوڑی بھوک ہے

ہوتی کے نوٹس پر ایک کھلی تھوڑی جالی ہے
اور سطر لٹکا کر دیا جاتا ہے

۔۔۔۔۔
ٹانے والوں نے تارا۔۔۔۔۔

مجھ کے بچے کے بہت سے بچے ہیں

[illegible]

میں بھی پہلے ہی اس کی طرح سوچا کرتا تھا
 کہنے والے کو مبارکباد دیتی تھی
 اور جانے والے کو افسانہ کہتی تھی
 اور سب سے پہلے ہی بات کی لچھڑ ڈھانڈھتی تھی

میں نے ہمارے تعلق کے لئے
 افسوس سے کہتے ہیں۔۔۔۔۔
 یہاں پر وہ ایک اور بار
 یہاں پر وہ ایک اور بار
 یہاں پر وہ ایک اور بار
 یہاں پر وہ ایک اور بار

[illegible]

11/6/20

[illegible]

ایکٹرک شاگ گھنے کی وجہ سے انہی تک طبیعت ٹھیک نہیں جاتی تھی تو ایک ڈاکٹر
 انہیں امریکا لے گیا وہاں ڈاکٹر نے انہیں دیکھ کر اتنی ہی ہنس پڑی کہ انہیں ہنس کر کہہ دیا :۔
 تم نے جس طبیعت سے مجھے لایا گئے ہیں اس کے لئے بہت عرصہ پہلے ہے۔ میرے
 ہاتھ بہت کاچھے ہیں۔ اسلئے تکلیف بھی دینے لگی ہے۔ کاچھے ہاتھوں سے تمہیں لایا گیا ہے
 لیکن
 ایک بار ہے جو میری طبیعت میں شریک رہتی ہے۔ ہائی تو سارے لوگ نہ انہیں جانتے
 تھے :۔

قلم راسخ ہاتھوں میں دھبہ جاتی ہے۔ دلوں پر سونے والی نئی کی نئی باتیں لکھتی ہیں۔ بہت جلد ہے اور اس لیے بھی بہت غراب ہو گئی ہے پھر روز پلٹے تو کسی کو بھی نہیں پہچان رہی تھی۔ ابھی اس کے کہیں نہیں جا سکتی۔ راسخ بھول جاتی ہیں۔

یادوں کی وجہ سے کتاب بھی چھپ نہیں پائی اس صوفیہ پر لکھی جاتی ہے۔ اپنی تمام کام تو ہو چکا۔ جسے ہی طبیعت ذرا ٹھیک ہوئی اپنی امیرا کے پاس ضرور رہے۔ سچاں سچاں کی۔

پہلاں کا درد تو چلوں کے پاس ہی ہوتا ہے۔

آگ کا رنگ میرے چہرے پر ہے لگا ہے امرا! میں پاگل ہوا نہیں ہاں امرا! ایک
ابن قضا، وہ بھی ساتھ چھوڑ دیا ہے۔

میں پتا ہے " رنگہ دی گئی ہے۔۔۔۔۔
 کی ہوئی دھڑوں پر چڑھنے سے چھٹاں کھڑی ہو جاتے تھے۔

سپاہوں سے لوگ مرنے لگے، نہ مرے ہوئے لوگوں کے جھمٹے بیچ دیکھ کر ہمیں اچھی آنکھوں کو بھی دکھانا ہوتا ہے۔۔۔۔۔

میں نے دیکھی میں چار ٹلو گلی کی ہیں، لیکن موت نہیں آتی، لڑائی میں ہمارا تو ایسا امرت بن جاتا ہے۔

اچھی بے پناہ پہلے میں نے اپنی بے حتی کتاب "آنکھیں" مکمل کر لی تو میرا دلکھ دہانے کی سوچیں۔ ہزاروں سے زائد قریہ کر گئی اور پھر اپنی بچی ہی بھاری دوست امرتا پر دم کو دیا نکھار، اپنی تسکین ہے۔

اس رات اسی نے مجھے جانے کا کردی اور میں نے جانے کے ساتھ زبردستی ہی لیا۔ اور ایک پھر وہاں دیا نکھار کہ میں خود گلی کر رہی ہوں اس دنیا کو تھوکر دینا چاہتی ہوں۔ میں نے وہ خط لایا کہ وہاں "اسی چاک پائیں۔" وہ چاک بھی نہیں ہیں۔ انہوں نے دیا دیکھ لیا اور میں نے کہا۔۔۔۔۔ "وہ خط مجھ سے پہلے کھل کر دے دیتے گا۔"

سوچنا کی گزشتہ صورت نے سنی تو چار بھاری کی آنکھ سے زبردستی اور دیکھا۔۔۔۔۔ سنی کے ساتھ وہ وہ بے گئے اور زمین گرد ہو رہی ہے۔۔۔۔۔ اس نے انکار کو کوئی چھوٹی سے دیکھا۔ صورت نے اپنی آنکھوں سے پوچھا، میرا نام کیا ہے۔۔۔۔۔

"آنکھیں" میں پڑھتے کا کہیں لگ چکا تھا، نہیں۔۔۔۔۔ کہہ رہا تھا وہاں ہر صبح میں سے اپنا راستہ بدل دیا تھا اور اس کا خاصی صرف ایک زمین دو گیا تھا اس نے "خا" کہا۔۔۔۔۔ اسے عورت! میرا ستر کوئی دیتا ہے کہ کھڑا نام تو نہیں "خا" ہے۔

خا نے جلدی جلدی اپنے قوم پہنچے اور نکھار، واقعی تو قریہ کہہ رہا ہے۔ زمین دیکھنے سے پہلے میرا نام چار بھاری نہیں "خا" تھا، میں صبح میں سے عورتی ہوں اور دیکھا ہوں۔ صبح میں سے ہی دھن کی گھڑیوں میں قہہ کرنا کیا ہے۔

عورت سوچتے گئی۔ عورت کی ذرا سب سے چار کھلی سے چلی نہیں ہوئی۔۔۔۔۔ اور قہیوں کے موسم سے اس کا دستور ہوتا ہے۔۔۔۔۔

میرا کے رات میں ہر کھٹے کے خا سے لڑاؤ دے دیا ہوا ہے۔۔۔۔۔ خا نے سوچنا پھر 17 چھوٹی سے کہنے لگی۔ دلی مسور کی دال کے ساتھ اچھی لکھی

ہے "تم تو انکار کے ساتھ بھی اچھے نہ لگے۔۔۔۔۔" میں چار آنکھوں میں دلی کرنا دے۔۔۔۔۔

کچھ تو میں اتنا ہی کہہ رہی اپنی تاریخ بھول جانے کی۔ اور نکھار میری آنکھ کے زبردستی بھوک صرف ایک نوٹ ہی لکھی کی۔

کہیں سمجھتے ہو اپنی دال کا کہیں کرتے ہو بہوں کی چار کھلی؟

کھانا کھانا پہلے اپنے لکھی کے قسم لیکن تم اپنا خط نہیں جانے۔

تم کیا جانو کہ چلی کیسے لکھی ہے۔۔۔۔۔

بھائی کی سنی میں مسور کی سوانہ کی کرتے ہو؟

تم اپنے دال سے عورت کو نہیں آپ سمجھتے۔۔۔۔۔

کہ عورت اپنی سرگ کے دلی لکھی ہے۔۔۔۔۔

اپنی دیا سے نہیں۔۔۔۔۔

تم وہ قوم نہیں ہے، اس وقت میں ہے۔۔۔۔۔

وہ قوم "وہ عورت چاروں کے دالکھے!"

گھر میں اگر دیکھ کی اپنی دلی قسم "تو دونوں کی آنکھیں انکار دے چلی ہیں" عورت دال کے

انکاروں پر ہی وہ دونوں بٹے جھٹکتے تھے۔۔۔۔۔

بائسوی کی سنے اس کے قسم لکھی تھی

اور سنی کی دیا تھے وہ دونوں!

اور میں۔۔۔۔۔ میں تو انھوں سے گری ہوئی دیا ہوں۔۔۔۔۔

سارا گفتگو

سو یہ قسم ایک بچی بھتی عورت۔۔۔۔۔ سارا گفتگو

میں نے سحر کے چالے سے کھی دیا طہیر کا زہری لایا۔۔۔۔۔

دیا کے اسی میں بہت سی کتابیں ہیں وہ لوگوں نے بیٹوں میں لکھیں۔ صرف نظر

یہ لڑکوں کے قصے میں شامل ہو جا! بھروسہ ہے۔ بچے والے بھی انہیں جانتے ہیں۔ بھئی انہیں لڑکی سڑکوں پر گھومتی رہتی ہے۔ جانتے کھانے چاہتی ہے، اور جانتے کھانے سے نفرتی ہے۔ میں جانتے دیکھ جانتی ہوں!

میں بہت جگہ سوچتا تھا۔ ہر ایک روز میں خود ہی دھوپ کپ رہے تھے کہ میں نے
 محسوس کیا۔۔۔۔۔ اسی پہلے پہلے کہیں بھرتی ہیں اور چار چار لکھ لگتی ہیں۔

میں نے اسی سے کہا: اگر اسی میں قصداً کتا بن کر ۴۲

بھئی بھائی بھائی جال رہے گی۔۔۔۔۔ عجب اعلیٰ فنکار ہیں بھائی۔

میں نے اس کی طرف اشارہ کیا۔

کچھ سال ہو گئے تو انھوں نے غور سے ہمارے قافلے کو دیکھ کر کہا کہ تم لوگ یہاں سے جاؤ۔ یہاں سے تم لوگ نہیں جاسکتے۔ لیکن

یہی قسمی مرضی ہے! انہیں ہوا ہے چاروں بھی قتلہ لکھنے سے ہوا میں آئیں

۴۰۔ اے اہل ایمان! تم کو اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں ان سے انکار نہ کرو۔

.....

”اگر وہ یہاں صورتِ تحریر ہے تو اسے گولی ماری جا رہی ہے۔“

۱۰۰ - "پہلے پہلے پر پانچویں" -

”اگر وہ بدرفتار پیدا کرے۔ اسی سے عزت ہو جائے گی۔“

مستطور فاصلہ اور اس کی پیمائش کے لیے یہی ہے۔

پہلو سے تھکے ہوئے غلاموں کی طرف سے

موت و حیات ہے اور انہی موتے ہائی کہ وحیات سے تیار ہوا زندہ ہوں۔ میں اپنی ہوں۔

تاکہ اس سے کوئی سوء فہم نہیں کہ تم ایک کھیتی پر سوا سو روپیہ خرچ کر رہے ہو۔

... ..

”مقامہ کوڑی کی طرح، تھوڑا علم تو قصیں کو مٹی بنی نہیں رہا لیکن چاہئے کہ

[illegible][illegible]

ہو بھی کسی زمین کی تہہ ہوں میں نہیں جانتی سارے جہان کے

مفتی محمد امجد علی نے لکھی ہے کہ: اے خالقِ ہائے

نہیں وہی گا! انہیں یہی کہنی ہے۔ کیا ہے بچے مرگے آیا ہوا۔ لیکن

اگر وہ اپنے کسی سر پر کاروبار کرنا چاہے تو اس کے لئے اس کے پاس ایک خاص قسم کا سرمایہ ہونا چاہیے۔

فیروز شاہی مشکل سے غلام حاصل کی اور پھر سے سولہ سالہ بچہ کو اس کا

یہاں میں پھر اسی کے گھر آئی تو اسی نے اپنی بہن سے ملنے کہا کہ آج آؤ گے۔

یہی۔۔۔۔۔ کھل رہے تھے میں کھول لی انہی نے بھی فکری ہی نہیں لی۔ یہ کھول
 کھول رہے تھے کہ کھول رہے تھے۔۔۔۔۔

اور خانی قراچہ میں ایک اور ذیلی گیمیں تھی۔

یہ سارا کی چڑچڑاہٹ کا نتیجہ تھا۔ رات بھر وہ سو نہ سکی۔

میں ہائی فلیش کو اس قسم میں چھڑوں کے اعلیٰ معیار اعلیٰ معیار ہائی فلیش ہے۔

جانتی ہو گی کہ چار فوج کی سی سی سی سے پہلے کئی ڈی جی ہو گئے۔

کی قبر پر پہنچے۔ اس وقت اس کی قبر میں انکار کیا تو قبر سے مٹی نکل آئی۔

میں بھرت سے پہلے ہیچا "بی بی سون کی۔۔۔" بار بار دہلاتا ہوا کہ:

لکھن میں نہیں جانی بھٹ اور داک بھری پھاڑی سے کب سے ہو رہا ہے۔ کئی
شری دروازے سے جس کی اسٹریٹس کو دیکھ سکتے ہیں۔

میں کہہ نہیں سکتی، بھئی! آجیسی مرگئی ہیں، باب ہی تو بھری ہیں مرگئی ہیں۔۔۔

[illegible]

کہاں ہے ماں؟ نہ میری آنکھوں میں، نہ میری لاکھ میں، نہ میری لاکھ میں میری لاکھ میں

152. $\frac{1}{2} \times \frac{1}{2} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{8}$ \therefore 152. $\frac{1}{2} \times \frac{1}{2} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{8}$

اس لئے میری اہی ایک کافہ چھائی کر رکھا کرتی ہوں اور تمہاری تمہاری دم کے بعد
جائے کا پورا میری میری ہو گیا۔

میں نے بھی اٹھ کر پانی نہیں پیا۔ اب کوئی ہے امرت؟
بھئی سہا، اچھی تو بھئی اسی کی تھی انھوں میں دھن ہو گئی۔

میرے دلوں "میرے دیوانے" میری ماں کے دل پر بستے رہے۔ میری اہل خانہ سے میری ماں کے گہرے پوتے بن گئے تھے۔۔۔ وہ میرے اہل خانہ کے چھری دار گھریلو تھے۔

اسرا! یہ بھی دیکھ اپنے پیوں کے دم نہیں دکھائے شہرہ۔ ہاں وہاں رہا
بھئی ہاں بہت عظیم صورت تھی۔۔۔

یہی وہ ہیں، انھیں کہتے ہیں کہ وہ خود کو ہی جھوٹا سمجھتے ہیں۔۔۔

اس پر کڑی غصہ سے جواب دیا ہے۔ اب ہر حالتوں کی شکل بدل جائے گی۔

امروز میں اس وقت کو بھرنے میں ہولی۔ بھرنے میں کہہ کر اس وقت سب الجھنے سے
آنے لگے۔

امرتا بھئی ای مرگئی۔۔ کیا یہ سچ ہے؟ مجھے یقین نہیں ہے! امرتا
ای سورج سے زیادہ سچ وہ کہتی تھی۔۔۔

ای۔۔۔۔۔ بھئی ای۔۔۔۔۔ بھئی ای کی۔۔۔۔۔
میں پھر میں سے لڑا، اس نکتے کی۔

۴۴

کھانوں کی کٹائی بھی عرصہ کو آتی ہے۔۔۔

میں نے اپنی ماں کو کہی تھی کہ میں یہاں سے نہیں ہوں۔

یہ جتنا ہی بڑا ہے، تو خدا کا جلا ہوا انسان صرف اپنی جتنی بڑائی ہے۔

_____ **U. S. DEPT. OF JUSTICE**

”میرے ہاتھ میں دھنچک ہے۔ جانیجی لڑی بھگتا ہوا۔ ایک کسے یہ مکان میرا ہے۔ میرا کسے“ یہ مکان میرا ہے۔ آخر اسے ہتھی لے کر لپٹ کر دوا اور ہاتھوں میں جاکھانوار

تجربہ کر لی۔ میں سوچتے تھی۔ میں اب کہیں جاؤں گی؟ کسی نے نہیں سنا کہ میں کہیں جاؤں گی؟

ہوائی نے مجھے تعالیٰ میں کہا۔۔۔۔۔ قلنا! اب انسانوں کے اپنے بڑے بڑے قیام
 کو اس گھر میں نہیں آئے۔

میں نے کدہ بھائی صاحب! اپنے ہی ایک تودہ کے طائر ہمارے گھر کو آنا چاہا۔
 تو نور کسی سے طاقت نہ پانے لگی۔۔۔

----- کون سے پرانے گڑے کھانے کی بات ہے۔۔۔۔۔
سوچتی ہوں امریکا کی کھانا؟ یہی ہیں سرگرمی امریکا

آئیں کہیں میرے کپڑوں کا رنگ بدل دے!

بہرہ نگار کے ذہن کو بہرہ دہان کا افسانہ ہے۔
وہ ہے ہی ہمارا افسانہ تو کون دوسرا نہیں؟ جانے کیا کیا تصنیف جاری ہیں۔

انہوں نے پڑھایا پھر ہمیں قہقہے آئے۔
میں جھپٹ کر لے کر آگے کر لی ہو۔

ہمراہ کبھی چار چار اختیار ہے مہری کتاب چھاپنے کا غیور شائع کریں۔ نگہ بست
بست غمیں۔ صحت ہوگی۔ نواب جلدی دیا۔ میں بست لوائی ہوں۔

۱۰۰ - "میں نے اپنے والدین کو بڑی محبت سے سب سے پہلے سے ہی سزا دی تھی۔"

یہ خدا کے لیے ایک نوبت تھا۔۔۔ ذرا فریاد دینے دینا چاہتا تھا پہلے۔۔۔ میرا دامن
اس راحت کام نہیں کر رہا۔ تم لوگو! کتاب چھاپ دو۔ میں کئی اعتبار سے غصہ دیتی ہوں۔

یہ نکلے ہوئی بھی شرم محسوس ہو رہی ہے اور آپ سے زیادہ تم سے بہت کئی
 ہوئے ہیں۔ (پیشانی پر ہاتھ رکھ کر) یہ سب کچھ دیکھ کر مجھے ہنس آ رہی ہے۔

$$f(x) = f(x^2)$$

ہمارا تم سے کوئی تعلق نہیں۔۔۔۔۔

مجھ سے پہلی نے یہ بھی کہا۔۔۔۔۔ میں اپنی تو اور بات تھی۔ تصادمی آزمائشوں ' منکریتوں ' واپس برداشت کے ہونے تھے۔ میں کے حوصلے کے بعد تم ہمارا کیا خیال کر گی۔ جس میں تو نور باگن پرن کے دور سے چلتے ہیں۔۔۔۔۔

میں پھر آگن میں آکر بیٹھ گیا کہ کمرے سے گواہی ملتی ہیں۔

۱۔ میرا خیال ہے گفتگو کو پاگل خانے داخل کرنا دیا جائے ' یہاں سے یہ بھی نہ نکل سکے اور کافہ قلم پر پابندی لگا دی جائے۔

۲۔ خاتون کو تو اس نے افساد کی سریشیاں دیا دکھا ہے۔

۳۔ ہمارے میں کو اس نے بہت دکھ پہنچائے ہیں۔

۴۔ یہ کب یہاں سے جاتے گی۔

میں نے اپنی آنکھیں اٹھائی اور چاند میں دکھ دیں ایک ایسی کہیں افسانہ ' میں کے گھر کو دل میں دکھا اور چل چلی۔

جہاں کہاں ہے؟ تو یہ سوال کرتے ہیں۔۔۔۔۔ کسی شاعر ' عجب کے کمرے؟ تو کل کے افسانہ میں یہ گھر چمکے کی سارا گفتگو آج کل افسانہ شاعر ' عجب کے دوا دے رہی ہے۔۔۔۔۔

کہیں جہاں؟ رشتہ داروں کے یہاں؟ لیکن میں نور میں تو اکیلے رہتے تھے۔ ہمارا کوئی رشتہ دار نہیں تھا۔ انگوٹوں نے تو میرے شہر بھی دیواروں سے کمرے ڈالے تھے کہ دیواروں پر بھی یہ لکھا ہوا نہ رہیں۔

میرے ہاتھ میں کپڑوں کی ایک کڑی بھی تھی جس میں میری ماں کے وہ پیرے تھے جو زائد رہ گئے۔۔۔۔۔

میری آنکھیں اٹھی یہ میں تو آنسو انہیں دھاب دیتے ایک تیرا اور بھی تھی۔۔۔۔۔

اس نے تو کھ کھ کر سارے خاتون کو دوسرا کر دیا ہے اب تم لوگ بھی یہ ہم کرنا کہ افسانہ میں لکھا وہ کہ سارا گفتگو سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔

میں کی کوکھ سے گرتے ہوئے تھکے پہلے تو بھی نہیں کہ تھکے۔ میں نے کہا ہر طرف سے کی زبان کچھ کر رہی جانتے میں اپنی ایک دوست کے یہاں چل آئی۔ ڈوبے سلطان کے یہاں۔۔۔۔۔

میں نے کہاں جہاں سے دوستی ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ لیکن میرا چاہیے میں تک

تو میرے آنسوؤں کو حوصلے دیتے۔ پھر میں ہوتی اور ان آنسوؤں کی نظروں۔

مجھے دکھ ہے جیسا کہ میں تیرے کھلونے توڑتی رہتی ہوں میں آج بھی کھلونے توڑ رہی ہوں جیسا کہ اور اس وقت تک کھلونے توڑتی ہوں گی جب تک افسانہ ہوں نہیں ہو جاؤں۔

تم نے میرے اور اپنے دو مہمان ایک مکان میں دیا ہے۔

اگر دو مری حیل جاننے کا ارادہ ہے تو مجھ سے آنکھیں لے جانا میرے ہاتھ لے جانا میرے قدم لے جانا میرے ہاتھ لے جانا میرا کی چاہتا ہے میرا کھانا میرے دست و پاؤں۔

میرا لکھا آگن میں بھی گفتگو کے انداز کے ساتھ۔۔۔۔۔

میرا مشرق کا مہمان یہاں سے کئی دور دے گیا ہے کہ خدا نے میری ماں کا نام پکارا ہے۔ میں نے اپنی اٹی سے بہت سی باگیں کھلی ہیں۔

پہلے میں مٹی کو ماں سمجھا کرتی تھی لیکن اب سے موت میرے دل پر اتاری ہے کوئی چہرا ہوا نہیں ہوا۔۔۔۔۔

اب سے موت میری ماں کے ساتھ بچا ہوا کر رہی ہے ' میری ماں مجھ سے ہوتی نہیں۔۔۔۔۔

اب اس نے بھی نہیں کہا۔۔۔۔۔ گفتگو تھی! مجھے مجھے تیرے ہاتھوں میں درم نہ تھا ہے۔ موت گھر۔ سوچا اپنی تمام رات گفتگو رہتی ہے۔ توڑی رہ کر ہم کرے۔

وہ کوڑا ہو مٹی کے عجب میں کھ رہی تھی ہے۔

اور مٹی اپنے ہاتھ کھولے کھ پر جان لگا رہی ہے۔

مشر کے روز مٹی موت سے بیدار ہو گی

اور بچے جانتے ہیں کہ ازل سے بچے کوئی ماں نہیں ہونے گی۔۔۔۔۔

اب میں اپنی پہنچوں سے کہہ کر ڈال کر رہی گی۔۔۔۔۔

لو کہ یہ بڑے بزرگ کی کوئی نہیں رہتی۔۔۔۔۔

سورج خاک چھان پر اپنا خون بہانے لگا ہے۔۔۔۔۔

رات میں اپنا دم کا کرتا ہے ' روز مرہ ہے۔۔۔۔۔

میرا بھوتا تعلق مجھ سے نہیں دکھانا لوگ سڑ سڑاں کھڑا دیتے ہیں ایک ساتھ ' لیکن دل میں فن کے کینہ ہوتا ہے یہ کب اسلام لے گیا ہے کہ تم جبر کے وقت زونگی کھاندا۔

اگر عورت کو یہ لوگ ایک ہی جگہ پر مرکب جاتے کہہ رہے ہیں تو اسلام میں خلاق

جی۔۔۔۔۔

”میری بات یہ کہ تم میرے پاس رہو۔ جیسی دولت مانگو، میں مانگوں گا۔“ بھگت سنگھ نے بھگت سنگھ کی بات پر تمہیں ہلکی سی ہنسی دکھائی۔ تمہاری باتوں کا تمہیں کبھی یاد نہ آئے گا۔ تمہاری باتوں کا تمہیں کبھی یاد نہ آئے گا۔ تمہیں کبھی یاد نہ آئے گا۔ تمہیں کبھی یاد نہ آئے گا۔

میں نے کہا۔۔۔۔۔ تمہاری باتوں کی وجہ سے لوگ ہمارے گھر سے کھاتے ہیں اور میری کھانا نہیں کھاتے۔ میں تمہارے ساتھ چند روز ہی گزار سکتی تھی، پھر مجھے یہ کام نہیں تھا۔ مجھے کسی جاگیر کی ضرورت نہیں۔ تم مجھے گھر نہیں دے سکتے اور یہ تمہاری باتوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔ میں وہ عورت نہیں ہوں جو لوگوں کے گھر میں سکیں۔ میں نے اپنے گھر میں رہنے کی دعوت دینے پر کہا، تم مجھے دولت کے سحر میں نہیں آؤ گے۔ میں نہیں آؤں گی۔۔۔۔۔ تم اپنی باتوں کی وجہ سے مجھے مانگو نہیں دے سکتے۔۔۔۔۔ میرا تم سے کوئی تعلق نہیں۔ آج کل مجھے ہمارے گھر کی کوئی بات یاد نہیں آتی۔

کئی دنوں کے بعد وہی بات بھگت سنگھ نے کہی کہ شاید عورت اب مجھے یہ چاہ رہی ہے۔

پھر میں انکاری رہی۔۔۔۔۔

پچھلے دنوں امرتا اب میں بہت چار تھی۔ فلم ایجنٹ میں داخل تھی، پھر کراچی ایجنٹ میں داخل رہی۔ ایک تو بھاری فوج سے عزم کی وجہ سے۔

جاگیردار کو خبر ہوئی کہ میں فلم ایجنٹ میں داخل ہوئی تو کہا۔ مجھے لوگوں کی بولی تھی، بولنے کے لیے تمہارے اس ایجنٹ کا طریقہ کوئی دے گا میں اس نے کیا ہوں کہ تمہیں پتہ کی ضرورت ہوگی۔۔۔۔۔

اور خوں کے قہر سے میری دگوں میں عزت کر رہے تھے ایک دم پانی، ان کی طرف میری دگوں میں چلے گئے۔۔۔۔۔

”لوگوں کو مجھے پتہ نہ تھا کہ کسی قہر نے نہ ہوا۔“

پھر ”لوگوں کے قہر سے میری دگوں میں آئے۔“

میں نے جاگیردار کو دیکھا اور کہا۔ ”انگلینڈ میں طعن ملتے کر رہا ہے۔“ مجھے کوئی غم نہیں

تھا۔

پھر میں نے قدر سے ”انگلز کو توڑا دیا۔“ ”انگلز اور اس قبیلہ کے گھر سے کمرے کی طرف دوڑنے لگے۔ میں نے ”انگلز سے کہا۔۔۔۔۔ اس جاگیردار سے کہو کہ یہاں سے ابھی اس وقت چل جائے۔“

”انگلز نے اسے اسپتال سے نکال دیا۔ اس نے ”انگلز کو توڑا کا بہت شکر ادا کیا“ اور اب بھی شکر ادا کرتی ہوں اور کتنی ہوں ”انگلز کو توڑا میرے گھر کے بعد شاید پھر کوئی سارا گفتگو تمہارے پاس آئے تو اس کے ساتھ بھی یہی سلوک کرنا۔“

”اسپتال سے گئے دو روز بیت گئے کہ جاگیردار کی بھلی میرے پاس آئی۔“ ”فایا۔۔۔۔۔“

”اس واقعہ سے چار دن اور قہر میں رہ کر رہی ہے اور تم سے ملاقات چاہتی ہے۔“

میں نے کہا۔۔۔۔۔ ”نہی اس سے ملاقات کر سکتی گی دو سوسے دوڑ میں عبادت کر رہی دوڑاؤں کو توڑا۔“ ”دیکھا کمرے میں کوئی سوراخ نہیں۔“

”دوسرے کمرے میں جاگیردار سوراخ تھا۔ ایک کوئی اور سوراخ تھا اور اس نے دو سوسے

میرے کہا۔ دو سوسے کمرے میں چلے جانا۔“

میں نے جاگیردار سے پوچھا۔ ”مجھے پتہ نہ کہ ہمارے گھر کی کیا ضرورت تھی؟ اس نے

ایک ہنگام بھری نکاس کی اور کہا۔ اب تم اس کمرے سے باہر نہیں جا سکتی۔“ ”مجھے حالتوں کے کچھ نہیں یاد آتے ہیں؟“

میں نے کہا۔۔۔۔۔ ”حالت؟“ ”میری مٹی اس خوشبو سے غافل رہی ہے۔“

”اس نے پھر پوچھا۔۔۔۔۔ ”دو سوسے؟“ ”میں نے کہا۔“

”میں نے کہا۔“ ”میں نے کہا۔“ ”میں نے کہا۔“

میں جا کر کھڑے گی تھی۔

خدا! کیا میرا پیغام بھی تب کسی کھڑے پر گئے گا جب میں کسی گندری ہوئی نسل کی کوئی اور چاہوں گی۔

شاید یہ آخری پیغام صرف ہمت کا حوالہ ہوتے ہیں "کسی حد کے لئے کسی تک نہیں رہے گا" یہ صرف موت کی ضرورت ہوتے ہیں۔۔۔۔۔

اگر اس پیغام کو مہائی کا کھڑا نہ تھا "یہ تھی پانی کے دم و کرم پر رہتے ہوئے اسے صدی بیت گی تا جب کبھی کھڑے پر گئے گا ہمت کی نسل اس حقیقت سے واقف ہوگی کہ کبھی اس طرح بھی کھتیاں ادھنی تھیں" اور نگاہوں کی مہائی اس طرح سے فرق ہو جاتی تھی۔۔۔۔۔

میرے بچوں کی ہری دلدی - بیلوں "کوسوں تک بچا ہوا پانی میں گی" جب ہر کسی کی تلاش ایک دوسری طرح ہوتی ہوئی اس میں ملے گی اور میرے بچہ کی ہمتی بچے گی تا پانی میں بہتار پڑے گئے۔۔۔۔۔

میرے جاگر میں جن کی کھتیاں ادھنی ہیں "ان کا جنازہ کوئی نہیں اٹھا سکتا لیکن جب معاشرے کے دوسرا میں کوئی کھتی ادھنی ہے تو اس کی اول اٹھائی جاتی ہے۔۔۔۔۔

دیکھ! یہی باتوں پر مبنی تھی ہے اور کچھ دوسرے واسطے پانی کی ہر مہر جی موت کی طرفی میں افس دہی ہے۔۔۔۔۔

تم لوگو کو تم کہتے تھے اور کچھ حوالہ۔۔۔۔۔ لیکن دیکھ! کبھی ہمت تھا جب حوالہ خدا کے ہمت سے کھتا پڑا تھا اور کیا وہ ہمت ہے جب حوالہ کو تم کے ہمت سے کھتا ہے۔۔۔۔۔

طوائف اٹھتے رہا ہے۔۔۔۔۔ ہمتی کی تہا کھن چاہ گمنا کی طرح اٹھ رہی ہے اور میرے سر پر اودھمی ہوئی کھاری والی چڑی۔۔۔۔۔ آسمان میں نکل کی طرح پتک رہی ہے۔۔۔۔۔

سارہ کا چہ تھا کھان "کہتے ہیں" اس کے ہوائی و حواس میں نہیں ہوا تھا اسے ہانگی خائے سے آئے وہ تھیں روز ہوتے تھے جب وہ نے ڈاکٹر کے کہنے پر چھا کر سارہ کی شادی کر دی چاہئے۔ شادی کا کھتا ہتے ہی سارہ کی ہر تہا کھن چا گی تھی "اس تہا نے لہلہ" لہلہ کس طرح کھا ہو گا۔۔۔۔۔ یہ کوئی نہیں چاہا۔۔۔۔۔

شادی تو بہتر میں پڑتے چاہئے گا ایک حوالہ تھی "لیکن یہ سارا مہریت کے لئے ہوا نہیں" انسان چاہتی تھی اور مہریت کے لئے انسانی "میت" اس میت کی ایک کھت بھی سارہ کے زہن میں انسان کو ہو کھیل ہو گا۔۔۔۔۔ وہ خود حوالہ کے زہن میں کوم کے کھیل جیسا ہو گا۔ کچھ لگا۔۔۔۔۔ ہر کھان اور ہر طلاق کے بخور سے کھلی ہوئی سارہ کی کھتیں اپنے کوم کے نام وہ پیغام ہیں۔۔۔۔۔ وہ اپنی ادھنی ہوئی شخص سے "اس نے ایک ہاتھ میں ڈال کر۔۔۔۔۔ مسودہ کے حوالے کر دیا۔۔۔۔۔ کے حوالے۔۔۔۔۔

اور گا "وہ ہو کھا تھا۔۔۔۔۔ حوالہ کا کھتا کوم کے نام" وہ سارہ نے ہی میرے ہم سے کھتا تھا۔۔۔۔۔

تجربیات

”بیچہ“ کاہوں کا اجلاس انکا ہی قسم ہوا کرتا ہے۔ لیکن اس کے دور کی شدت کسی کو تب ہی جان پڑتی ہے جب کوئی اسے اپنے دل سے محبت کرتا ہے۔

”سیدہ کا سال بھر کے ایک بہت کڑا وقت لے کر آیا۔ دیکھا۔۔۔ بڑی بھری نا بڑی ہنگامی دیا تھی وہ دو حصوں میں تقسیم ہو گئی تھی۔ پہلے حصہ میں جس دن سے بھرے گئے ہمارے کیمپ چلنے کا اور اگلے دن سے بھری دایا دو حصوں میں تقسیم ہوئی شہر ہو گئی تھی۔ لیکن پہلے حصہ میں اب میرا ملا تھا اس تقسیم کا دورہ پورے طرح لگایا ہو گیا۔ میری دایا کا ایک طرف وہ تھا کہ میرے ہاتھ میں بہت سے پھول دے رہا تھا۔۔۔ اور دوسرے حصہ وہ تھا کہ میرے چوں کے سامنے دھن کے گائے بچا رہا تھا۔۔۔۔“

میں ایک ہاتھ میں لوگوں کی بہت سے پھول قسم رہی تھی اور دوسرے ہاتھ سے اپنے چوں سے بچا ہوا نو چ پچ رہی تھی۔ جب سارا کے گھرانے ہوئے غلے۔ اور جواب میں میں نے اسے ہندوستان آنے کے لئے کہا۔ اور کوئی راہ نہیں دکھائی دے رہی تھی۔ یہ بھی پتہ چلا کہ میرے نام کی کوئی لڑکی سارا کو بہت اور عزت سے دیکھ رہی تھی۔ لیکن یہ۔۔۔ اس لئے سارا کو یہ بھی کھلایا کہ وہ جب تک ہندوستان نہیں آئیں تب تک میرے پاس رہے۔ جواب میں ۲ اگست ۱۹۴۷ء کا تھا ہوا سارا کا تھا کیا۔

”میرا آج بہت آگے ہے۔ طبیعت پہلے سے قویک ہے اب بھی اور نہیں تھی۔ آج شہر کو تسلیم کا تھا کہ امرتا کا حکم ہے کہ سارا میرے گھر رہے۔ اب میں میرے چوں کے چوں رہ رہی ہوں۔ جلد ہی ہندوستان قریبی ہوں میں کہ طبیعت تسخیل پائے۔ بھرائی امرتا سے صبروں دیکھ رہی ہیں۔۔۔“

مجھ پر آنے ہوئے کڑے وقت ہیں۔۔۔ ایک حادثہ یہ بھی شامل ہو گیا کہ چوں کے آخری ہفتہ میں میں فرانسیسی تھی اور وہاں ایک چھوٹے سے حادثہ سے تیسرے روز ہی میرے دائیں کندھے کے پاس تین ٹراکٹر آگے کر دے گئے اسپتال میں رہتا تھا۔ پھر وہیں ایک ہو گئی تھی۔ کھانے کے بعد مشکل سے دایا کا سفر لے گیا۔ لیکن اسپتال کی دواؤں پٹی کے باوجود یہ غلطی ہوا کہ اب میرے دائیں کی ہڈی شاید کبھی نہیں جڑ پائے گی اور میں اپنے ہاتھ میں اپنا غم بھی نہیں ڈال رہی تھی۔۔۔ کیا وہ تھی کہ اب میں اپنے ہاتھ سے سارا کو کھائیں گے یا رہی تھی اور اس حادثہ کی غم بھی اسے نہیں دینا چاہتی تھی۔۔۔۔

اس دوران ۲ اگست کا تھا ہوا سارا کا تھا تھا۔

”میرا! ہاتھ روز پہلے ہی چلنے والے کے کہے شاعر بنا لوگوں نے کہا۔۔۔ سارا صاحب! نصرت ہے آپ کے اعزاز میں! بڑی شد کے بعد میں نے کہا۔۔۔ بچا! کچھ تو اپنے گھر اور ایک گھر لگا لگا۔ مجھے کہنے لگا۔ کئی لوگوں کے بعد ایک رات میرے ساتھ گزرا۔ اپنے میں نے کہا۔۔۔ سارا یہ رات شہر سے ساتھ گزارا لی تو پتی راہیں کس کے ساتھ گزرا ہوں گی؟“ اور کھانا کھا بھی کوئی مذہب ہوا ہے۔“

میں اپنے گھر لے ہوئے والد کے ساتھ چلے ہوئے اپنے ہاتھ سے دے اپنے چوں کا نو چ پچ رہی تھی۔ سارا کے چوں کہ۔۔۔ کہ وہ گئی۔ اور کیا پاکستان کے دور کیا ہندوستان کے ان شاعر نے ”میرا“ لیا۔ دوست بنا لوگوں پر نصرت کی تھی رہی۔۔۔۔۔

میں لوگوں اور تسلیم ہندوستان لیا ہوا تھا۔ اس کی دایا سے سارا کو میرے چوں کی خبر پڑی اور وہ دوسرے ۱۹۴۷ء کا تھا ہوا مجھے سارا کا تھا تھا۔۔۔۔۔ یہ سارا نے باپلی میں کھا تھا۔۔۔۔۔

”میرا! اپنے تک تھ قویک نہیں ہوا۔ یہوں گھر اسے امرتا کے بعد کوئی دلائی دلا اسے۔ میری انیس سوچ لوں سب قسمت۔ بعد وہ کن کن دایا میں لوں کھینچا ہوا اسے میں لوں گھر اسے۔ پتا کہ توں دلی میرے کووں کاعلی بی اسے! ڈاکٹر آج سے لے؟ ڈاکٹر راج دت میںوں ہمیں الی بھیج دے! اسے ہوا کی؟ یہوں کوئی بھی بی گئی نہیں۔ دوسرا ۱۹۴۷ء سوچ کے سارا پر پتہ ہوئے گی۔

”کتاب واسطے شہر دا لفظ پھر اسے کی کھینچا میری کتاب لوں تو میری سوچ لوں دلی دیا پچھائی اسے۔ اموزہ دایا بہت لے دی کئی خاکے دا دے۔ پتہ نہیں گھر کہ میرے

www.ck12.org

ہیں کہ وہاں تو سارا لے اپنی نظروں میں ڈال دیا۔ جہن دیا ہے۔ یہی کسی ہل چلاکتے نہیں کہہ رہی۔ کھڑی لوگوں ہل نہیں سہی۔"

اس پہلی ہی لمحے ہونے لگا کے بعد ہمارے لئے کھے کھدے
 امر

امروز کا دن اچھا لگے گا بعد سے میں نے یہ کہہ بھی نہیں سکتا۔ امریکا میں کہہ کر بھی میں
 محنت لے کر کھڑا ہوں یہ میرا لہجہ ہوتا ہوا ہوتا ہے۔ امریکا میں بہت سے بڑے بڑے امریکی لکھے ہوتے ہیں
 ہوتے ہیں کہتے ہیں۔ امریکا میں اس وقت تک کہ میں نہیں کہوں گی۔ اور وہ کہتا ہے کہ یہ تک
 کہتا ہوا ہوتا ہے کہ میں ہوتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ یہ کہتے ہیں۔

میں اپنے دک کی کھلی کو اس دن ہی چاہن تھیں وہیں امرتا کہ میں اس وقت تک نہیں
تھکوں گی تب تک قصداً ہانڈ ٹھیک نہیں ہوجائے گی سب سے بڑھتے حسین دک دیکھتے ہیں امرتا!
مجھے اپنی ٹھیک سے جلد افسانہ دور
امروز کو سلام!

2001 12 15

1999

میں نے انہیں بھی اس پر سے خط لکھا۔

سچی لڑکی! اب تک میں ہاتھ میں قلم نہیں بچھو سکتی تھ تو نے ایک ہاتھ سے
 لکھیں وہ انھوں سے لکھا ہے۔ ایک ہاتھ سے اپنی طرف سے اور دوسرے ہاتھ سے میری
 طرف سے۔۔۔۔۔

[illegible]

اب میں ہم کچھ نئی نئی کہیں نئی نئی کہیں یہ نہیں جانتی تھی کہ ایک دن اسی بات سے سارا کی زندگی بگڑے یہ ہمارا کتاب تھا۔۔۔۔۔

کر بسم اللہ کھول دیں میں نے
چاپیس کا نظمیں

ایک وقت تھا۔۔۔۔۔ جب مالاب میں سلطانہ کے ساتھ ایک عورت تھی۔

جب کسی کی شادی ملے ہوئی تو خاندان کا معمولی دستور یہ ہوتا ہے کہ مقدمہ دیا میں جتنے دوست باقی ہوتے، انکی گھانسیں ڈال دی جاتے ہیں۔ یہی لڑکی کے قہقہے کو دے دی جاتی اور وہ سری سری لڑنے کے قہقہے کو کھور وہ دونوں قہقہے اپنی اپنی رہی لڑکی اور لڑکے کے ہاتھ میں دے دیتے ہیں۔ ہر دوڑ میں اس رہی ہے ایک کھلم کھلی دینے اور اگر لڑکی کھلم میں دوڑ کھلی جاتی ہے۔۔۔۔۔ اس دوڑ شادی کی شہنشاہی میں اعلیٰ نہیں۔۔۔۔۔

اس روایت کو بعد میں بھٹی کے صوفی شاعر جیسے شمس نے اپنی نظم میں کہا: "خدا کا رنگ ہے کہ وہ دردِ معاشقہ کی دس سے ایک لاکھ کون ہے اور دیکھا ہے کہ خدا کے رسل میں کتنے دن ہفتی رہ گئے۔۔۔۔۔"

بچے شادمانی فرمے۔۔۔ کہ ہم اٹھ کھول دیں میں نے ہاتھ کاٹیں۔۔۔
 ہو سکتا ہے کہ یہ فرماں نے اپنی چالوں میں ختم کر لیا۔۔۔۔۔

اور جب ۱۹۷۷ء میں یہ ہون کے دن کراچی سے فوج کیا کہ سارا افسانہ لے کر فوراً
ہون کی راستہ دیکھ لائی، خود بھی کئی قہرپ کر میرے ساتھ سے لگا۔۔۔ دوسرا
دعویٰ کی علامت ایسے نکلتے ہیں؟

ہمارا اٹھنے پر سے نہیں بڑھنے کی بھی قسم۔۔۔۔۔

کسی نے یہ طریقہ کیا۔۔۔۔۔ مقررہ روزے سے لوہا نہیں اُبل سکتا ہے۔

بھرتا نہیں۔۔۔۔۔" پھر بھی وہ زندگی بھر دردناکوں کو آزماتی رہی۔۔۔۔۔

اور دنیا کے یہ دردناکے۔۔۔۔۔ ظالم، لٹکے کو استعمال کرتے اور سارا کے قدم کو غول کہہ سکتے۔ لیکن یہ کبھی دردناکے کے بس کی بات نہیں تھی کہ وہ سارا کے کانٹے بٹھاتے جسے دل کو طاقی اٹھانے کا سکھاتا۔۔۔۔۔

سارا کے قدم جس بھی دردناکے کے اندر داخل ہوتے وہ دردناک بھی پریشان ہو اٹتا اور سارا کے قدم بھی۔۔۔۔۔ اور پھر وہی قدم طاقی لٹکے کی تھوکر کھا کر تڑپتے ہوئے اس دردناکے سے باہر نکل جاتے۔۔۔۔۔

یہ سب تھا۔۔۔۔۔ لیکن میں نہیں جانتی تھی کہ اس نامرد زندگی کا دردناک بھی اتنا بھرتا ہو گا کہ ساری کانٹاتے جسے جسے دل کو وہ اپنی باتوں میں نہیں لے سکے گا۔۔۔۔۔ اور سارا کو زندگی کی دلیلیں قدم رکھتے ہی۔۔۔۔۔ پھر سے ہوا، پانی اور آگ کی جیسے کانٹات کی گلیوں میں لوٹ جانا پڑے گا۔۔۔۔۔

انسانی صحیفہ

ہائیس کی چڑ کھولی میں احموطے دلوں میں شامل ہوں۔۔۔۔۔ سارا نے یہ علم کھسکا، لیکن چڑ لٹکے کی طرح نہیں کی۔ کرنے کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ یہ انسان کی انسانیت تھی نہ کھسکی تو سارا احموطے دلوں میں شامل ہو گیا۔

یہ بات اگے ہے کہ اسے احموطے دالے دانا میں بہت نہیں ہے۔ لیکن بٹھانے میں محسوس کہ ایک سارا اس کو ایک میں سے تھی۔ اور انسانی صحیفہ لٹکے کی بڑات کرنے میں بالکل آگیا۔

اس نے کئی بار تڑپ کر کہا۔۔۔۔۔ "دو جیس جیسوں سے آگئیں، آگے رہی ہیں۔" اور اپنے جیس کسی ایسی دماغ کی حواس کرتی رہی، جسے آگئیں صوبہ ہو گی ہوں۔

لٹکے باز آتا ہے۔ جب اس سے ملاقات ہوتی تھی وہاں میں تو وہ کھلی دیر اموازی ایک پڑتال کے ساتھ کھڑی رہی۔ اس پڑتال میں انسانی دھڑ کا ایک احساس سا نکل آتا ہے جس پر آگئیں ہی آگئیں لڑاؤں ہیں۔ یہ پچھتے گی۔۔۔۔۔ اس پڑتال سے صدور کی کیا مراد ہے؟ میں نے بس کر کہا۔۔۔۔۔ "ہائیس کی چڑ کو دیکھنے والے کی آگے اور وہ رہی ہے۔"

وہ بہت دیر تک کھڑی رہی اور کہنے لگی۔۔۔۔۔ "میرا سکا ہے" یہ بڑی شدت سے کسی کے انتظار کو چینی کرتی ہو۔۔۔۔۔ انتظار۔۔۔۔۔ جب سارے دھڑ پر آگئیں آگ آتی ہیں۔۔۔۔۔ "اور پھر اسے سے کہنے لگی۔۔۔۔۔" لٹکے گنا ہے۔۔۔۔۔ کہنے کسی دماغ کو آگئیں مل گئی ہوں۔۔۔۔۔"

شاہد رہی ہیں اس کے دامن میں کہیں کھڑا رہ گیا تھا کہ، میں ہوں اس نے حکم کھسکا۔۔۔۔۔ "دو جیس جیسوں سے آگئیں، آگے رہی ہیں۔۔۔۔۔" اور کوئی انسان اس کو صوب

اے خدا!

خدا کی عبادت کا انہیں انکار کیا ہے، بھلا انسان کے ذہن میں خدا کا تصور ۔۔۔۔۔
 اس انسان میں اگر کچھ دانا ہے تو عبادت کا انداز دانا ہے۔ بت چاہے سے لے کر بت
 یعنی تک یہ انداز دہکتے ہیں، لیکن ہر انداز کو عبادت کا لقب ضرور نصیب ہوتا ہے۔
 یہ حرف اگر نہیں نصیب ہوتا تو سارا کی عبادت کو، جس نے سجدے میں جھک کر نہیں
 خود سجدہ ہو کر کیا۔۔۔۔۔

اے خدا! کیا میں تیری زکوٰۃ ہوں؟ یا ایک سبھا ہوں؟
 اے خدا! تو میرا انکار ہے، اور میں تو انکار ہوں۔۔۔۔۔
 اے خدا! پھانسی سے لے کر اجڑیوں تک میں تیری ہوں
 میں لادائی سے بچے جتنی ہوں
 اور فضل سے محم ہوں۔۔۔۔۔
 اے خدا! میں اپنی کوکھ سے جاتی
 اور گورا ہام جاتی
 اے خدا! میں نے اپنی نسل پر تیرا نام لکھا ہے۔۔۔۔۔

سدا شاید چاہی تھی کہ جس نے اپنی نسل پر خدا کا نام لکھا ہے اس کی اس بڑاوت کو
 عبادت کا نام دیا جائے گا۔ اور شاید اس نے وہ جس دی کئے گئی۔
 اے خدا! میں بہت گڑی ہوں، بے گھری شراب ہوں۔
 اور اس شراب کا گھونٹ پینے کے لئے ہواؤں کو اس انسان کی ضرورت تھی، جس

پھر سے کو اپنی دوس کی آنکھ سے دیکھا چلتا ہے، وہ نہیں دیکھتی دیتا تو ضرور اسی کا جواز ہو گا
 سارا کی علم میں سب اس نے لکھا۔۔۔۔۔ چار تیرے رنگ کی ٹالم چا لیجئے ہیں۔۔۔
 اور سارا نے وہ اس کے رنگ کی ٹالم چائی، اسی کا نام انسانی صید، یہ انسانی صید
 کبھی دانا کے ساتھ کھٹکے گا یا نہیں، میں نہیں جانتی لیکن اس نام پر سارا نے وہ کچھ لکھا،
 میں صرف اتنا جانتی ہوں کہ وہ کھانا کھج سلامت ہیں۔ سارا نے مجھے سمجھا دیا میں نے
 اپنی کے علم میں ان کھانا کھانا کا یہ لکھا لکھا تھا کہ وہ کرائی میں کس جگہ پائے ہیں۔
 ایک طرح سے انہیں دوا ہیں۔ لیکن وہ سب یہیں لکھا مناسب نہیں ہو گا۔ وہ لکھا ہاتھوں
 میں بھی چا سکتے ہیں اس لئے میں کچھ نہیں کہتا چاہی، صرف اتنا کہ وہ تیرے اور ان میں
 ضرور خدا جیسے محبوب کے رنگ کی ٹالم ہوگی۔

انہیں بھی لڑا تھا۔ اور وہ انہیں نہیں نہیں تھا۔۔۔

سارا لے جانے کی بات سے بہت سے کہا تھا۔۔۔ ۳۰ لڑا تو جانور کی سیاس سے
راست لکھتا ہے۔۔۔۔۔ "لیکن لڑا کے بعدوں نے راست کی سیاس سے سارا کے ہونے کو
دیکھا۔"

دو پہلے

۱۹۸۵ء۔۔۔ میں اس کتاب کو قلمبند دیتے ہوئے ۸۸ سالہ ایک شخص کی راست لکھ چکا تھا
کہ جبکہ لوگ ایک قبرگودہ دے ہیں اور میں بچ کر کہتی ہوں۔۔۔ سارا ابھی زندہ ہے۔ تم
لوگ اس زندہ لڑکی کو دلی کہتا چاہتے ہو؟
اپنی ہی بچ سے میری آنکھ کھل گئی تو کہ۔۔۔ ایک طرح سے یہ جتنا سچا ہے۔
سارا کو ابھی قرار دیتے سے لے کر میرے تک مجبور کہتے رہیں گے۔۔۔۔۔ اسے زندہ
ہی تو دلی کہا ہے۔۔۔۔۔

پھر میں چلتی۔۔۔۔۔ کب آنکھ کھ گئی تو دیکھا۔۔۔ سارا کو قبر میں اتارا جا رہا
ہے۔ اور میں کہتی ہوں۔۔۔۔۔ خصوصاً پہلے قبر میں دودھ والا سارا نے دودھ کی قسم کھائی
تھی کہ وہ موت کی آخری دھچک تک تمہیں لکھے گی۔ اس کی قسم چری ہوئی۔ اب اس کے
ایک پہلے کی طرح اس کا دودھ بھی ہے لیکن وہ جانے گا۔۔۔۔۔ پہلے دودھ کو لیکن دوا
میں چلی۔۔۔۔۔ تو میری ہوئی آنکھ سے ہی سارا کی قبر کو دیکھنے لگی۔ وہ جانے کہیں
ہے؟

دھوپ کا ٹکڑا

میں گھر کی دھوپ تھی اور میرے پاس ابھی سے اس بچا چارہ اسے لے رہا تھا۔ وہ ایک مشہور فلم نہ رہا تھا۔ لیکن میں نے اندر گھر سے ایک شاعر ہے۔ وہ بھی ابھی اتنا بچہ تھا۔ آتا ہے کہ وہ گھنٹوں شاعری میں غوطہ کھانتے ہیں۔۔۔۔۔

وہ بچے اور امجد کو اپنی ہی نہیں جانتے رہے۔ بلکہ تو انگریزی میں جیسے وہ پیدا ہوا۔ ہر گز یائیں لیکن بچہ بگڑ گیا تھی میں اس کا ماسٹر بن کر رہا کرتے ہوئے وہ گھنٹوں ایک ایسے عالم میں گھومتے کہ وہ جتنے گزری سے لگ کر گھر کے ایک کونے میں خاموشی چھو گیا اور اس کے چہرے کی طرف دیکھ رہا ہوں۔۔۔۔۔

میں کی کسی فلم کا کوئی نام بھی اچھا نہیں کی زندگی کے کسی بہت بڑے بچہ کو چھو جاتا اور وہی زندگی کے ایسے طبقے کو جس سے عام طور پر تعلق نہیں ہوتا وہی چلے آگے چلا کر نکل جاتی ہے۔۔۔۔۔

اچھا میرے دل سے تھا۔۔۔۔۔ اسوں نے سب کو دیا ہے۔ انہوں نے بھی نہیں دیکھا۔۔۔۔۔ کہ بھٹ کا بیج، کر دھج کی فصل کیسے کٹ پائے گا؟ لکھ کا بیج کر دھج کی بڑائی کیسے دیکھ پائے گا؟۔۔۔۔۔ تو اسے کہتے تھے۔۔۔۔۔ آپ دے آپ! ایک فلم دیکھی تھی 'لڑائی میں' لکھ اسی موضوع پر کہ میرا بہت کا لکھ ہو کر آپ کسی نے میرا بہت سے پتہ مانگی تو اپنے کو چھوڑ کے لے میرا بہت کے پاس گھڑی دیکھ دیا۔۔۔۔۔

اور اس فلم کا خاکہ بنانے لگے۔۔۔۔۔ ایک بہت طبعوریت لڑی ہے۔ اپنی کہ جسے طبعوریت اور بیکاری کے تصور سے واقف ہو۔۔۔۔۔ اچھا ایک میں میں جسے انسان کے ہاتھ چاہتی ہے۔ وہ اس سے ہر دہا کرنا ہے۔ اور وہی دہائی لڑی اپنی حفاظت کے لئے اتنا لڑائی کے میں جاتی ہے اور ایک ایسا سا ٹکڑا چاہتی ہے کہ کچھ سبوں میں اتنا میں

ہو کہ بڑے سے بڑے وطن انسان سے اس کی حفاظت کر سکے۔۔۔۔۔

اتنا لڑائی ایسا سا حال کرنا ہے اور وہ لڑائی اسے چھوڑ لی ہے کہ تو ہر دہا کر سکتی دہی جاتی ہے۔۔۔۔۔ کسی انجینیئر بچپن کی اور کات کھانے کی۔۔۔۔۔

اور آہستہ آہستہ کہ اس لڑی سے اتنا کھلا ہو جاتا ہے کہ وہ اپنی جان پر کھیل کر میں اس لڑی کی حفاظت کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔

اور پھر۔۔۔۔۔ وقت آتا ہے۔ بہت لڑی کو کسی مرد سے محبت ہو جاتی ہے۔ اس کے تصور میں زندگی کا ایک ایسا منظر جلوں ہے جس سے وہ واقف نہیں تھی۔ اور ہر ایک طرف لڑی اپنے محبوب سے ملنے کے لئے دہائی ہے اور وہی طرف اس کا آنا اس کی حفاظت کے لئے اس طرح کہ وہ ہے کہ لڑی کا محبوب لڑی کے پاس آنے کی ہر بات نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔

اب میرا بہت سے گھبرا کر میرا بہت سے پتہ لینے والی لڑی کے پاس کوئی راستہ نہیں کہ وہ پھر سے میرا بہت کی کسی راہ پر قدم رکھ سکے۔۔۔۔۔ اور اسے کہہ کو ہی قبول کرنا چاہتا ہے۔۔۔۔۔ ہم جس کی طرح۔۔۔۔۔

اس فلم کی کہانی ایک بھانجھ تھپتھپ کی کہانی تھو سے دیکھ سکے کی ایک ہر بات تھی۔۔۔۔۔ ایک بچہ تھی۔ لیکن جان اور سیاست سے ملے کر ہر انسان کی زندگی میں کون سی جگہ میں ہے۔ جہاں میرا بہت کا اور میرا انسان کی نگاہ میں نہیں ہے۔۔۔۔۔

آگ بیکہ رہا ہے تو صرف اتنا کہ۔۔۔۔۔ ایک طرح کی میرا بہت سے گھبرا کر انسان وہ میری طرح کی میرا بہت کی پتہ لگتا ہے۔ لیکن ایک اور میرا ہے۔ وہ مسلسل بنا رہتا ہے۔۔۔۔۔ ایک لکھ ہے وہ مسلسل بنا رہتا ہے۔۔۔۔۔ ایک لکھ ہے وہ مسلسل بنا رہتا ہے۔۔۔۔۔ اور انسان ایک بار بہت خون میں اور آسمان میں بچپن لگتا ہے تو بچپن چاہتا ہے۔۔۔۔۔

ہماری کہانی 'لڑائی' سیاست اور ہر طرح کی اندھیری داستان میں ایک کرن کی طرح اتر رہی تھی۔ بہت میرے دل سے تھا۔۔۔۔۔ لڑائی کوئی بھی ہو۔ شہب کوئی بھی ہو۔ صرف بچہ ایک انسان ہوتے ہیں۔ وہ میرا بہت سے گھبرا کر میرا بہت کی پتہ نہیں لینے اور میرا بہت کی دھوپ میں گھرنے ہو کر اندھیروں کی داستان کہہ سکتے ہیں۔ میں کہتے ہیں۔۔۔۔۔



یہ ایسا ہی نظریہ
ایک نیا مسلسل جو گئے کچلے ہو گیا ہے۔۔۔۔۔

اس کتے کی غصہ کیا ہے؟

تلاش کی بار میں بھٹک رہا ہے۔۔۔۔۔

اور گھٹتے گھٹتے چاہی میں ادب چاہتے دلی سارا نے دب دیکھا۔۔۔۔۔

میرے او کے پیچھے ہو چاہے پھر

تو کے اقوام ڈالتے گئے۔۔۔۔۔

تو اس نے ہو اقوام ڈالی کر ہر سوال کے جواب میں ایک سوال دیکھا "تو کج تک

ہوا میں کھڑا ہے۔۔۔۔۔

پہلے ہوتا کہ جھجھکے کی اہم کرکے کیا ہے؟

اور کسی اقوام ڈالی نے فور نہیں کیا ہو تاکہ سارا کے اس سوال میں بھڑکی کھڑ

ساتھ آتا ہے۔ جہاں اتنا ہی کی دو مختلف لہریں ملتی ہیں۔ ایک لہری لہری کہ تارے کن

لیکن "تو اور ایک سے ایک ہو گیا۔ اور وہ سارا اس دلو" اس نے اپنے لہری کی قوت کی

"جہاں ہر پہلو کو بھجھتا مہیا ہو گئے۔۔۔۔۔ لیکن ایک ہوتا کھیتا ایسا بھجھتا مہیا ہو گئے۔

۔۔۔۔۔ اس میں جہاں کے ہر جواب کو حقیقت میں دلی شک کے آواز کے پیچھے ہوتے ہوتے

ہیں۔

ہاتھوں سے گری ہوئی دعا

میری فکر میں

اور میرے تار کا نام انسان ہے۔۔۔۔۔

اور چہرے انسان کا نام لہرا ہے۔۔۔۔۔

اور کچھ بھی لہرا ہے وہ اس لئے ہے

کہ اس کے لئے بہت جگہ ہے۔۔۔۔۔ اور میرے پس میں

چہرے میں اس کیلئے جگہ نہیں ہے۔۔۔۔۔

اس لئے انسان لہرا ہے دعا مانگتا ہے۔۔۔۔۔

ایک اور میرا پس چہرہ ہوئے کی دعا مانگتا ہے۔۔۔۔۔

اور یہی دیکھ ہے۔۔۔۔۔ انسان اور لہرا کے بیچ

ایک دعا کا رشتہ۔۔۔۔۔

سارا نے اپنے کئی نظروں میں لکھا۔۔۔۔۔

"میں ہاتھوں سے گری ہوئی دعا ہوں"

کہنا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔

سارا ہاتھوں سے گری ہوئی دعا حضور علی

ہ اپنے ہاتھوں سے گری ہوئی نہیں

وہ انسان کے ہاتھوں سے گری ہوئی دعا تھی۔۔۔۔۔

وہ انسان چاہے اسکے شہر تھے

یا انہی گھروں کے کچھ

وہ اسکے ہاتھوں سے گری ہوئی دعا تھی۔۔۔۔۔

اس سے اگر کوئی رشتہ نوا
تو انسان اور خدا کا رشتہ نوا
سارا تو دعا تھی
اور دعا قبول سواست راقی ہے

سارا کا جہنم دن

سارا نے مجھے ایک دن میں کھا تھا۔۔۔ میں سو اکتوبر ۱۹۵۵ میں "دعا تھی"
مکرمہ انوار میں پڑھا ہوئی تھی۔۔۔

تو میرے ذہن میں کتنی ہی چٹاں دیکھانے لگیں۔۔۔۔۔

اب اس سے طاقت ہوئی تھی "۱۹۵۰ کے شروع میں" "ہم دن کی بات میں تو کھلے گی
۔۔۔" "چند چٹاں کا پچھانا ہی میرا جہنم دن ہے۔"

اور آج سارا کی بار میں میرے گھر کے آگے کی ایک دیوار پر "امروز نے سفید گھڑی
کے کچے ہی پھوٹے پھوٹے گھوٹے پائے ہوئے ہیں" جہاں روز صبح چار گھنٹے کی ہری
لہریوں سے کھپائی سفید گھڑی کے گھنٹوں میں مجھے اچھے کرلی، کتنی ہی چٹاں دیکھائی ہیں۔

اور میں روز صبح کھاتی ہوں۔۔۔ دیکھو امروز! آج سارا کا جہنم دن ہے۔۔۔۔۔

سادہ کی طرف سے آپ کے لئے امراتی "ی" اور ایک "ہ" جیسی طرف سے امروز کے لئے۔۔۔
اور انہوں نے کہا: "میں خودی" "میں بھی ہم دونوں نے سوچا تھا حال کے
آج تیرا مارا نے یہ خود سوچا تھا۔ آپ کے لئے۔۔۔ انہی طرف سے صبرہ پاس الملت
میں جی ہوئی تھی۔۔۔

میں نے گزری پھولی 'مہمہ صاحب' سے کچھ نہیں کہا لیکن خاموشی کو آواز میں اپنے
خاموشی لہوا سے اگلے تم لکھ یہ کیا دھند دکھا رہے ہو 'کونسی گزری' 'مہمہ' میں سے وقت
ختم ہو چکا ہے۔۔۔

[illegible]

کوئی بھی کائنات بنانے سے پہلے میں سارا کے لئے سعید کی بہت چاہتا تھا۔
اس لئے کسی مجھے علم ہے کہ اچھا کرتی رہی۔۔۔۔۔
اور تمہیں ہو کہ اس طرح سارا کے طریقہ میری گمراہی سے واقف تھی ہو چکا ہے اسی
طرح سعید کی زندگی سے بھی واقف تھی ہو چکا ہے۔

پہچان سید صاحب! آپ ایک کارکنانہ دار ہیں اور سارا ایک شاعر اور آپ کی طاقت
کسی شخص پر ہوتی ہے۔

میں نے کچھ نہ کیا۔ اس وجہ سے ایک عریض دوسرے عریض سے ملتا ہے۔ ہر عریض کی حالتیں ایک ایک ہوتی ہیں ہر عریض کی حالتیں بھی ایک ایک، لیکن درد کی شدت ایک ہوتی ہے۔ میں شہادہ صوریہ اسپتال میں کسی دوست کی چار پر سی ٹی سکین کیا وہاں وہاں گیلری میں انتظار کرتے ہوئے ہے۔ وہی بیٹھا ہوا تھا کہ دیکھا۔ ایک لڑکی اپنے آس پاس سے بے حجاب وہاں تھیں سے فوراً اپنی کسی فاکس میں اتنی قایل ہوئی تھی کہ سر اٹھا کر کسی فلیش

سید احمد علی کے ملاقات

۴۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زوجہ فاطمہؓ نے کہا کہ میرا بچہ ایک روز قرآن پڑھتا تھا کہ:

میں سید کے نام سے ۷ روزی مجاہد کے دن رات ہوئی تھی۔ وہ اپنی انہوں نے کھے کراچی سے تھیں، سدا کی موت کی خبر دی تھی۔۔۔۔۔

سید سارا کے کچھ قریبی دوست ہیں "اس کی عمر اس دن فون پر انکی کال پر سارا نے دیکھی تھی۔ فوراً ہر ایک ہاتھ بندھ کر انکے ساتھ لگا رہی تھی اور ساتھ ہی سارا کے ایک لاکر کھلی ہوئی تھی۔ سارا نے فون کے ام کھینچا۔

بعد میں اسی معید صاحب کے کراچی سے فون آئے وہ کہہ کر "مارا افوی" بول رہا تھا
وہی ہے "مارا" کی ایک کتاب شرح ہو رہی ہے "مارا" کے کمرے ہو کافور لٹے ہیں "انہیں
تریب دے کر افوی میں رکھا جا رہا ہے۔۔۔

اور اس لئے اب قریب ایک مہینے پہلے میں نے سعید صاحب کو یہ خطا قلم کر رکھی تھی۔
 ہمارا کے ہاتھ کے تھے جو نے کہہ اور کافرانہ فل جانیں؟ میں ہمارا کی جو داستان کہہ دوں
 میں اسے لکھنے میں لگے رہا۔ اے۔۔۔

اور میرے پاس کے جواب میں یہ ان تقریباً پانچ فٹ کے سیدھے اور سیدھے کے کچھ کلمے تھے۔

فونی کے بعد قریب گیارہ بجے وزیر مسجد احمد صبیحہ اس آئے اور سلام دعا کے بعد پہلی آنکھوں کی طرح مسجد صاحبہ کی آنکھیں بھی زمین کی طرف اس طرح دیکھنے لگیں کہ جسے سارا کے دھڑکے کا حال کراہی ہو۔

ہر گھر کے بعد انہوں نے اپنے بچے سے دو گھنٹوں کاٹیں اور کہا:۔۔۔۔۔ آپ

کی طرف دیکھتی ہے وہ وقت کی طرف۔۔۔۔۔ اس گھٹے چارہی ہے۔۔۔۔۔ ہانے کیا۔

میں نے ہی اسے انکار کیا ہوا ہے۔ کسی سال کافی کے مہول میں رہا تھا اور اس دہائی کے گھٹے ہونے مہول میں بھی کسی سہارے کے لئے میں نے کوئی کشش محسوس نہیں کی تھی۔ لیکن وہ اسپتال کا گھوٹاری مہول تھا، وہاں میں نے ایک لڑکی کو دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔

 قریب ایک گھنٹہ پہلے ہوتا ہوا کہ یہ لکھی لڑکی ہے "ہر گھر گھر کر دیکھتی بھی نہیں" بات کیسے کرتے گی؟

میں اس کے قریب سے کتنی بار گزرتا ہوں۔ میرے بچوں کی آہستہ اس کے کانوں تک نہیں پہنچ رہی تھی۔۔۔۔۔ اور ہر شام میرے ہاتھوں کی آہستہ اس کے کانوں تک پہنچتی اور اس نے ایک بار سر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور میں نے جلدی سے پچھا۔۔۔۔۔

مخبر: آپ کیا گھر دلی ہیں؟
 لڑکی نے حیرتی سا جواب دیا۔ ایک اہلکار میں کام کرتی ہوں۔۔۔۔۔ گھر بہ وقت نہیں آتا تھا کہ گھٹے کا۔۔۔۔۔

اس کی بات سے چالنے میرا کیا لگا ہو گیا؟ میں نے اس کے نزدیک بیٹھتے ہوئے پچھا۔۔۔۔۔ کیا میں آپ کا نام پوچھ سکتا ہوں؟

اس نے کہہ۔۔۔۔۔ میرا نام دلی ہے۔۔۔۔۔

سید کی بات سن کر میں نے کچھ بڑبڑائی سے کہا۔۔۔۔۔ دہلی؟

سید ہنس سے دیگے۔ کہنے لگے۔۔۔۔۔ دہلی جی وہ دہلی بھرتے کی یاد ہے، دہلی تھی۔ اس نے اپنا کچھ نام مجھ سے بچا لیا تھا۔۔۔۔۔ کسی اہلکار کا نام بھی پوچھنے کے دیا تھا، وہ اہلکار نہیں نہیں تھی۔۔۔۔۔

پھر سب میں نے پچھا۔۔۔۔۔ یہاں اسپتال کیسے آتی ہیں؟ اس کا جواب میں اس نے عطا دیا میرے ہاتھ صاحب یاد ہیں؟ انہیں کی سڑاچ پر ہی کے لئے آتی ہوں۔

یہ بات گھٹے قریب وہ سال بعد یاد آئی کہ اس کا کوئی اعلیٰ صاحب اسپتال میں نہیں۔۔۔۔۔ وہ اپنے لئے ہی ڈاکٹر سے ملنے آتی تھی۔۔۔۔۔

میں نے سچ میں انکار کر پچھا۔۔۔۔۔ سید! اس کا مطلب ہے کہ پہلی ملاقات کے بعد پھر وہ سال آپ کی ملاقات نہیں ہوئی؟

سید کہنے لگے۔۔۔۔۔ ہاں! گھٹے وہ سال میں اسے کچھ کچھ ملائی کر دیا لیکن وہ کہیں نہیں ملی۔ پہلی ملاقات ۱۹۸۵ میں ہوئی تھی۔ پھر وہ سال میں بھی ملاقاتوں کے دہشتوں کے چکر لگتا رہا اور بار بار اسپتال کے راستے سے بھی گزرنا پڑا۔۔۔۔۔

اور سید اپنی بیوی کو چھٹی سے پچھتے ہوئے کہنے لگے۔۔۔۔۔ امرتا ہی! میں انکو اسپتال جانا رہا اس طرح جیسے کسی اور کی نہیں! اپنی ہی یاد پر ہی کے لئے جا رہا ہوں۔۔۔۔۔

 لگا تھا ۱۹۸۵ کے اس آخری سہارے میں سب میں اس سے مل کر اسپتال سے باہر کر دیا تھا تو میرا ہی ایک صبر اسپتال میں رہ گیا تھا۔۔۔۔۔

میں نے پچھا۔۔۔۔۔ پہلی ملاقات میں کوئی اور بات ہوئی تھی؟

سید کہنے لگے۔۔۔۔۔ گھٹے یہ علم نہیں تھا کہ وہ ٹاپا ہے لیکن اسے اہلکار نہیں سمجھ کر کوئی اور بات کہتی ہی صاحب بھی تھی۔ اس لئے میں کرشن چندر "بھٹی" منٹو اور قاسمی کے ہاتھوں کی بات کرتا رہا۔

اس دوران کہیں میرے سر سے اٹل کیا میں نے شہساری صورت میں ہی منٹو کو پڑھا تھا۔۔۔۔۔ لیکن اس بات پر وہ اتنی عطا ہو گئی تھی کہ میں نے جلدی سے کہا تھا۔۔۔۔۔

صرف منٹو کو نہیں میں نے شہساری صورت میں کرشن کو بھی پڑھا ہے اور قاسمی کو بھی۔۔۔۔۔

میرے لئے یہ بات اصل ملائی نہیں تھی! لیکن اس نے میری بات کو شاید اعلیٰ سمجھ لیا تھا۔۔۔۔۔ خبر۔۔۔۔۔ میں نے اسے اپنا کچھ نام لکھا اور کچھ لکھیں خبر اور اس نے دودھ کیا کہ وہ گھٹے غریب کہہ دی۔۔۔۔۔ لیکن اس کا وعدہ اس کے نام دہلی کی طرف بھرا تھا۔

؟۔۔۔۔۔ پھر سارا خوف دہلی کیسے ملی۔

اس۔۔۔۔۔ وہ سال کے بعد اسی اسپتال میں اسی کچھ پچھتی ہوئی اور اسی طرح کچھ گھر رہی تھی۔۔۔۔۔ ایک بار تو مجھے اپنے ہی ذہن پر قلم ہوا کہ یہ ۱۹۸۳ نہیں ہے! وہی ۱۹۸۵ ہے! اور میں ابھی دہلی گزرا ہوں۔۔۔۔۔

؟۔۔۔۔۔ اس نے دیکھا اور بچھا۔

اس۔۔۔۔۔ نہیں میں نے ہی یاد دہلی۔ اسے کچھ کچھ یاد کیا! اب میں نے منٹو اور قاسمی

بھٹی اور قاسمی اعلیٰ بات دہلی۔۔۔۔۔ لیکن اس دن آہستہ یہ ہو گئی کہ میں نے اسے

ہسپتال سے باہر جانے والی چٹ کے لئے کہا تو وہ ہنسی میں تھریک ہی رہی۔
دستور میں چلے گئے۔

وہی میں نے اسے دکھایا کہ میں کس طرح اندھوں کے دفتر حوالی کرتا رہا۔
وہ خاموش بیٹھی رہی تو میں نے کہا۔۔۔۔۔ میں نے غلط کیا کہ میں نے تھریک
صورت میں منہ کے اٹھانے چاہے۔۔۔۔۔ تھریک صورت میں کرنٹ پڑی اور کافی کے
اٹھانے چاہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تم ایسا اٹھانے ہو، اور میں نے کسی کتاب میں نہیں پڑھا۔
؟۔۔۔۔۔ سارا ایک اٹھانے کا راز اس دن آپ کو علوم ہو گیا؟

اس۔۔۔۔۔ میں نے جی نہیں کہا تھا کہ وہ آپ اتھ کر حوصلے کی طرف جانے لگی تو
میرے دماغی بولی اپنی ناک کی طرف اور میری طرف اس طرح دیکھا جیسے جانور نے دماغی ہو
کہ میں اس کی ٹیڑھی حاضری میں اس کی ناک کھول کر دیکھوں گا یا نہیں۔۔۔۔۔
تھریک یہ بولی کہ اس دن اس نے وعدہ کیا کہ وہ مجھے فون کرے گی۔ لیکن پھر وہ بیٹھا
مگر نہ اس کا فون نہیں آیا۔۔۔۔۔

میں بھی وہ کرنا میں رہتا تھا میرے کان فون کی طرف گئے رہتے اور وہ آپ اتھ
کر کسی کام کے لئے باہر جاتا تھا تو اپنے ایک انتہائی مڈم کو فون کے نزدیک دیکھتا تھا۔
۔۔۔۔۔ اور وہ بیٹھ کے پھر فون کیا تھریک طاقت ملے ہوئی۔

اس دن میں نے ایک شہودی مل رہے سے وصول کرنا تھا اس لئے اپنی کار پھواری
اور اسکوڑے کر پل داکہ راستہ میں بہت بھیڑ ہوئی اور میں اسکوڑے جلدی رہی سبکیں
گاہ لیکن میری کم غلطی کہ ٹھیک پلے یہ سبکیں اسکوڑے ٹکڑے ہو گیا وہاں تو میں اسکوڑے
پھوڑا سکا تھا تو کسی بچے کے دھکے سے جاسکا تھا۔ دھارے وہاں ایک سڑکی پر۔ آپ چنا
ہے وہ بھی نہیں ملے۔۔۔۔۔ میں نے کسی طرح پلے کو پار کیا اور اسکوڑے کو ایک ہڈیوں پر
تک لے گیا لیکن اتنی دور میں پورا ایک ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ اور وہ میں طاقت کی تک رہا پنا
تو وہ وہاں نہیں تھی۔۔۔۔۔

ابھی یہی قسمت ہوئی کہ وہ سرے دن اس نے فون کیا اور میں نے تحصیل سے چورا
دھکے دیں کیا اور وہ اس دن پھر وہ بیٹھا ہسپتال میں ایک طاقت کے لئے رہتا رہا ہو گی۔
۔۔۔۔۔

اس دن بھی ہم ہسپتال کے باہر ایک دستور میں چلے گئے لیکن اس نے مکہ کھایا

نہیں صرف سوپ کا ایک پارہ لیا۔۔۔۔۔

؟۔۔۔۔۔ اس طاقت میں بھی وہ سارا صرف بولی تھی؟

اس۔۔۔۔۔ ہاں تھی لیکن اس نے مجھے اپنی ایک نظم شروع دکھائی۔۔۔۔۔ رہیں
۔۔۔۔۔ وہ نظم اپنی بات تھی کہ میں نے سمجھا۔۔۔۔۔ یہ کوئی اصلی لڑکی ہے جو کسی جیسے
شاعری کی نظم اپنے نام سے شاعری ہے لیکن یہ بات میں نے ظاہر نہیں ہونے دی آئندہ
طاقت کے لئے یہ چھانڈ گئے تھی۔۔۔۔۔ اس کے طاقت کا حق نہیں دیا۔۔۔۔۔

؟۔۔۔۔۔ آپ نے حق تو دے دیا لیکن اسے استعمال کیسے کرنا تھا؟ آپ نے اس کے
نام سے واقف تھے تو مگر کے کھاتے سے۔

اس۔۔۔۔۔ یہی تو میری بھاری تھی فون کرنے کا حق اسے تھا۔ اگر وہ فون کر لیتی تو
میں طاقت ملے کرنے والے حق کا استعمال کر سکتا تھا۔ درد نہیں۔

پھر پھر وہ دھکے ٹیڑھی حاضری کے بعد اس کا فون کیا لیکن اس وقت میں کرنا میں
نہیں تھا میرا پھر بولی تھا جس نے فون دیا اس نے جب مجھے دکھا کہ ایک لڑکی کا فون تھا
اور ساتھ ہی حیرت سے یہ پچھا۔ بھائی صاحب یہ کون لڑکی تھی؟ تو میری بی بی اسے اس
دن میں نے زندگی کا پہلا بھوت ہوا۔۔۔۔۔ کہا۔۔۔۔۔ یہ کوئی بلی فون آپ طرح ہے میری ایک
کال نہیں مل رہی اسی لئے فون کیا ہو گا۔۔۔۔۔

اور پھر اس بات سے پھر وہ سارا بھوت ہو گیا۔ شام کو پھر اس کا فون کیا تو اس وقت میں
میری بھائی نے فون اٹھا اور اسے کہنے لگا۔۔۔۔۔ مگر یہ آٹھاری اور پھر بھی نہیں مل
رہی ہیں کب ملیں گی؟

اور دوسرے سارا یہ بھوت کہ کون سی کار؟ پھر میرے فون کے وقت میں وہاں تھا اور
ساری بات تحصیل سے نکالی وہاں میں اس نے مجھے اپنے گھر کا پتہ دکھایا۔۔۔۔۔

؟۔۔۔۔۔ یہ اس کا پہلا اظہار تھا آپ ج۔۔۔۔۔

اس۔۔۔۔۔ ہاں لیکن چورا میں ٹھیک پانچ بجے جیسا اس نے کہا تھا میں اس کے
گھر گیا۔۔۔۔۔ وہ ایک نئی منزل تھا جو وہ اصل اس کی بہن کا تھا جس کی ایک حریف
میں ایک پھر وہ سارا تھا جس دن وہاں میری بولی تھی۔ لیکن یہ بات اس نے مجھے
نہیں بتائی اور کہا تھا کہ اس سے بہتر دارا اسکی ہو گی تھی اس لئے میں نے یہ پھر وہاں
کرنا نہ لیا ہے ابھی رہنے کے لئے لیکن وہاں بائیں بہت ابھی ہے کل بار مجھے جانے

ہاتھوں میں نظر نہیں آتا کی کہ ہوا کی آنکھ میں یہ شاور سہل تھے اور میں نے ڈانڈہ کو غامض کر دیا تھا کہ وہ تو میں اپنے دہوں۔۔۔ کیوں خاک پر قدم ماسواں رکھوں؟
 دہاؤں میں قدم رکھتے تھے ہیں۔ اب بھول چکے ہیں ہمارا گھر ہو گئے۔

اسرا بہاؤ میں سے شہرہ ہوتی تھی اور زمین چٹم ہوتی تھی۔
ہاں ۔۔۔۔۔ وہ رونے رونے ہاتھ اٹھ سے لڑتی تھی۔ کیا یہ نہیں تھی۔ اس کے
آنسوؤں میں برہنہ ہوتی تھی۔ کیا وہ انکی رہ تھی! مجھے تو پتا ہوا ہے وہ ہونٹوں سے کرتی
تھیں آنکھوں سے اٹھاتی تھیں۔ وہ آنکھیں اٹھا کے جھانک تھیں۔ میں تو سوں کا ہوا کھینچ رہی
تھوڑے روزوں میں یہ آنکھیں دھانکے ایک قوم کا اعلان کر رہی ہے۔ کیا خیال ہے! اس کے ہاتھوں
کے ساتھ میرا سر تیری نہیں ہوا۔

دن رات چ پھاٹک لگا کر ہے۔ رات دن چ پھاٹک لگائی ہے۔ دلیل شمار کی جاتی ہے۔
مئی نومبر میں چ کیے لڑی میں چھوڑا مئی۔

یہ اسپتال ہے۔ یہاں جہاز ہائے گری ہے۔ سائے کی چادر پر ایک عورت چادر
پٹی غامول چڑی ہے اس کے ہاتھ پر بھری خاک لگی ہے کہ میں اپنے رنگ پھوڑا رہی
ہوں۔

اس کے ہاتھ پچھکے پا رہے ہیں اور تھوڑا دے رہے ہیں۔ تھوڑا کھن دے رہا ہے اور وہاں سے شروع ہونے والی عورت 'میں' عورت چار سے تھک گئی ہے۔ اور دنیا کے دلہن سے کہو تو اسے کہیں۔

عورت کی تاریخ میں سو ہونا ہے۔ مگر وہ کبھی انقلاب آوئی ہے انسانوں کی کراچی ہے۔ یہی کھلی نہیں کے تاکہ اگلے کے نام کے لکھ کر آویں۔

روح کی قس ہے اور روح قلی ہے۔

[illegible]

- - فورڈ ٹاک کی لہروں جیسا بھی ۔۔۔ فور سب سے بڑی بات یہ کہ وہ جگہ بہت نرم تھی
'پھلپھلی' مگر فور دیکھتی ہی ہوتی بھی ۔۔۔"

نور اہلِ کُتّہ ہے۔۔۔ "سب میں اس نے گمراہوں کو اپنی زندگی کے کبھی باز
بٹنے میں نہ بھیجیں، انہیں گمراہوں، اپنے انہوں سے گل کر دیں۔"

پوری کوریج ملتا ہے کہ انسانی اپنی زندگی کے دوا رکھنے کے لئے اور ہرگز باطلے کے لئے۔۔۔۔۔ اپنی تکلیف کرتا ہے کہ اس کی کتاب کو قریب سے دیکھ "تو وہ پوری زمین کو احاطہ ہیں۔۔۔۔۔ اور ایک سارا حق۔۔۔۔۔ ہر ایک طبقہ میں کہ پانی۔۔۔۔۔ " دوا قرضوں کی تحریک سے بھی بھرا ہوا ہے " دوا قرضوں کی تحریک کے لئے بھرا ہے۔۔۔۔۔ سارا کا ہے۔۔۔۔۔

لوگوں کے اچانک
اصرار پر غم !

آج پہچان کی ہے تو میں مرے گی ہوں۔ موت نکرتے چلتے گئے تو کہیں میں پہنچے انہوں
 کم ہونے لگے ہیں، موت پہنچیں طرف اس وقت تم ہو۔ شاید یہ سچ نہیں اس وقت موت
 سے بچتے ہیں۔ دماغوں پر ہونے والے لوگ جملہ رہتے ہیں۔ میں تمام تمام چوری
 رہ رہی ہوں۔

انہیں ہے کہ دیکھیں ان لوگوں کو کھائے چا ہوتا ہے۔ انہوں نے کچلے کھائے کھائے ہیں
 بھول گئی ہیں۔ اپنے اور گرد میں ہیں۔ میں نہیں کیا تھا ہے ا

چراغ کی ایندھن دھاری دھست لگی چاروی ہے۔ نور انہیں ہاتھوں سے جلتے ہوئے آگے
بھی دھت جاتی ہے۔ وہ بھی چلتے کی کوشش کرتی ہوں، کھنکھ چو کی جھجک کا انداز ہوتا ہے۔

جانتے یہ کون سی دوا ہے۔ یہاں آگھوں کے زہر سے بچھ کر کوئی دہر نہیں۔ بچھے
لوں ایک مومے کا انگڑاں ہوا۔ مرنے سے پہلے ہی وہ موت پر راہی تھی۔ سوچتی ہوں۔ پہلے
میں کا نام آگھوں کا دوا تھا۔

نقد۔۔۔۔۔ رازِ تو انہی کی بھوک سے بھی پھرنا ہوتا ہے۔ طواغوتوں انہیں کو لئے پھرنا ہے۔ سوال ایک کرتی ہوئے۔ اصحا زبان پر لئے گئے ہیں۔ وہ ایک ہاتھ آنکھوں والی ۔

ہر قسم کے ذہنی و فنی کاموں کے ذریعوں کی نظر کی جاسکتی ہے۔

سنگ - د - سارو

ہماری زمین سے وہ طرح کی گمراہی حاصل ہے۔ ایک سبز رنگ کی گمراہی ہے، ایک

سرا رنگ کی گردہ ہوتی ہے اسے شہوت کہتے ہیں اور سیاہ رنگ کی گردہ وہ شے اقسام کہتے ہیں۔

جس کے ہاتھ میں یہ لکھی ہوئی ہے: "میرا رنگ یہ ہے تو لوگ اپنا ہاتھ دیکھ کر پتہ چلیں اور میرا رنگ یہ ہے تو لوگ اسے کھانسی کی طرح سمجھ کر پتہ چلیں۔۔۔۔۔"

لیکن دماغ میں تصور اسے توک جاتے ہیں۔۔۔۔۔ جو اسی گڑبگڑ کو جاننے والا ہو گا
سرخ لہجہ کے پانی سے اپنے زبان پر سے دم نکالے گی۔۔۔۔۔

اور سارا دیا کے کون تو اسے سے کونوں میں سے تھی۔۔۔۔۔

اور سارا کے کچھ دن ملا دے رہی ہوں ہر سارا نے مجھے مجھے نہیں مجھ تک پہنچنے

تھیں۔۔۔۔۔ اب سید احمد صاحب ہر گفتگو کرتے ہیں انہیں سے ہیں۔۔۔۔۔ حاصل کر تھی

۔۔۔۔۔

162

[illegible]

تکلیف! تکلیف! تکلیف!

سب سے اچھے میں کون رہے کہ اے جاہ انگوٹوں کی سیڑھی سے بڑوں کو گھر دی

المجلس الأعلى للدراسات والبحوث

سبھی آنکھوں میں کوئی دھبہ نہ آئے گا آنکھوں کی سیاہی سے بدنوں کو گھم دے

میں تو ایسی کھال ہوں میں لوگ بھی بھی پتہ دیتے آجاتے ہیں۔۔۔ امریکا ای
کی شہرہ خواہش تھی کہ میں اسٹارکھن کو اپنے لہو کے سرخ رنگ سے رنگ دوں۔

بھری آنکھیں ایک بار ہر رنگ دی گئی ہیں۔ تیری سارا گھر بیا سے مدد دی گئی ہے۔

خدا، مجھے جانو، میرا علاج اس وقت ہوا امریکا جب میں وہاں میں تھیں تھی۔ جوشی کا تو یہ ہوتا تھا۔۔۔۔۔ میں ایک آدمی کی پراپرٹی ہو گئی ہوں۔۔۔۔۔ دیکھا۔۔۔۔۔ ایک چال

وہابی جس کی زبان کھانسی سے زیادہ نکلنے والی فحش چادر اس کا قہر ہوگا۔ زبان اس کی ہر دھت زہر تو کھانسی دلتی ہے۔ میں ہر دھت اپنے دل کو دلہن کرتی رہتی ہوں۔

چند روز بعد ہی مجھے ایسا ہوا۔ صبح ایک ہفت سے طبعی ٹھیک کر چلا کم از کم ہوا تو دقت ہی مل چلا کر رہ گئی۔ گھر والے بھی میرا علاج کرا کر اس کے تھک چکے تھے

اور چاہتے تھے کہ یہ دو گلاب اپنی کئی اور زمین کو لگ جائے۔
 امرا! شہر صاحب روز لا نا پلہ کے اندر سوتا ہے۔ سوتے سے پہلے ان کے علم

کے مطابق مجھے اس کی انہیں مدد ملنا ہوئی ہیں اور سرچہ بھل کی خاطر بھی ضروری ہوئی

ایک بار چارچاندی کے موسم میں ایک آدمی پھر بھی ۱۹۸۱ء تک راتوں میں اپنے گھر سے باہر نہیں نکلتا تھا۔

اور کھلے تلمیحات ہوں تو کہتے ہیں ۔۔۔۔۔ کھلتا انا مٹوری نہیں ہے۔ پہلے میری

عالمی بازار میں ہر ملک کے لئے ایک چیل چیل آتی ہے۔ دنیا بھر کے ممالک کے ساتھ ساتھ ہمارے ملک کے لئے بھی ایک چیل چیل آتی ہے۔ دنیا بھر کے ممالک کے ساتھ ساتھ ہمارے ملک کے لئے بھی ایک چیل چیل آتی ہے۔

میں نے جیسے کہ مثال کی کہ اس شخص کو سزاوار وہی نہیں کہتا ہوں یہی سزا دہری ہے؟

اسی طرح آپ کا حصہ منسوب و سهم بھی عطا ہوا تھا ہے اور وہ سبھی حصہ منسوب و سهم پانچواں حصہ ہوا تھا۔

امرا! آئو تو دل کی دھڑکن میں ڈبہ سے دپے ہیں اور انھیں جی کر کرنا کا میدان ملتی چلی ہیں۔۔۔۔۔

تجربہ اسی نے کیا۔۔۔۔۔ تم جو سو کر برا بھلا کہتی ہو اس نے سب سے چھپے ہو۔
موت بھی سو کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ تجھے میرے سپرد ہوں گا بھی نہیں میں اپنے گھر
پر۔۔۔

میں نے اسی سے کہا۔ میں میں مجھے دم میں تو مر چکی ہوں، تجھے دل میں دھڑکن
نہیں سکتی۔ مٹی تم بھی ہو مٹی میں بھی ہوں میں انسان کو بنم دیتے ہوں۔ اس نے تھکی کا
وٹ بھرا دسپ نہیں۔ ہوا عام تو کوئی ہے جو اپنے موسم کے ساتھ دھاتی ہے کوئی رہتی ہے۔۔۔۔۔

پھر امرا میں آئوہوں کی کوکھ تک دھاتی رہی۔۔۔۔۔ میں نے اس سے پہلے بھی
اسی طے لگایا نہیں کہے تھے امرا!

گھر کیا بھلاں! اب تو میرا گھر ہم ہے۔۔۔۔۔

میں مدد دے رہی ہوں دھاتی پٹی جا رہی ہوں!
میرے نو سے تو منہ کی بو آتی ہے۔

جس طرح پھریں سے سورج کا رشتہ نہیں فوت سکتا۔۔۔۔۔

تھری کی وجہ سے کتاب ابھی تک نہیں پھیل پائی۔ پانی کام تو عمل ہے۔ صرف
پس چاہتا پانی ہے طبیعت تھیک رہی تو ضرور بدستور آکر گی۔۔۔۔۔

لوگ میرے فائن سے بھی پھولے ہیں امرا میں کسی سے ڈانٹیں کیا کہوں۔ مطلب
ہے حق، ظور فرضی کے طور سے کہ پاس کوئی پھل نہیں۔۔۔۔۔

میں نے تو لوگوں کو اپنے نو سے بچھا ہے لیکن وہ نہ دلت چاہتے ہیں۔ یہ میں کہیں ہوں
امرا! آج کل تو دیکھ باہر نہیں جا سکتی۔ راستہ بھل چالی ہوں۔ بس میں چٹوڑوں کے آگ
گھ گئی ہے۔

کال! آ میرے نو میں کوئی توڑ نہ کھنڈے۔

پھلاں کا درد پھلاں میں دو کیا ہے۔

میں حق جا رہی ہوں۔ کال کوئی مجھے کھو دے۔۔۔۔۔ میں پاگل ہوا نہیں چاہتی۔

کوئی ہے جو میرے موسم سے کوئی ہے نہ میرے دل کے اندھیلوں پر اپنی دنگ دے۔

پھلاں پر میرے قسم کی سرسبھا ہے اور دھاتی ٹھوڑی درج ہے۔

میں اپنی سے لے کر آگے تک پہنچی ہوں گھر میں چاہی ہوں۔

ٹھیک مجھے کریک کر رہی ہے۔

دلت کا سبب مٹی پر لڑا ہے اور دھوں کی کوئی موت نہیں ہوتی۔

۲۸ - ۳ - ۸۳

امرا!

مجھے صدیوں سے ایک آئو کی تلاش ہے لیکن آگے بہت دیر تو میں ٹھکوں سے بھر
چلاں گی۔

ہر روز مجھے سولی کی طرف لے جاتا ہے مگر مجھے میرے گھر میں آگے چلا نہیں ہے۔۔۔۔۔
اصل میں میں اپنا انتظار کر رہی ہوں اور سب کچھ اپنی جگہ سے گزارا ہو گا

انسان کو کالی موت سے نہیں ڈھانچا جاسکتا۔ کہتے ہیں دنیا ایک قہر خانہ ہے اور تم ایک
سارخ۔ پھر پانی اندھیلوں کا کیا ہو گا۔۔۔۔۔ ان اندھیلوں کو کون سے دھوں میں دھڑکا
ہو گا؟

میرا قسم ہو چاہا دہرا رہتا ہے میں اسے چاہتا چاہتی ہوں میں اپنے انتظار کر رہی
ہوں ایک ایک کس سے ڈھک کر مٹا آتی ہے میں اپنی گوارا اصطلاح چاہتی ہوں جو ہے

پانی سکوں میں کہیں کھو گئی ہے اور ساری ڈھک بھول دو گے تو اشارے پاس ایک کڑی بھی
نہ جاسکتی گی۔

طعن کی دھوں صرف چرسے پر حق نہیں رہ سکتی۔ پہلے کپڑے ہیں تم بدلتی کی سرگوشیاں
تو سن سکتے ہو لیکن میں نے اپنی درج کے ساتھ میں ایک کچھول رکھا ہوا ہے اور صدیوں

سے تم سے ایک انسان آگے رہی ہوں۔

پھلاں کے اندھیلوں میں اپنی چاہ نہیں اصطلاحی تم مجھے چاہی کالی موت وہ نہیں تو
میرے دلی تو اسی مجھے قہ کر لیں گی۔

اصل میں میں اپنے انتظار کر رہی ہوں لیکن دھوں دھیں شروع ہونے میں کالی دلت ہے۔۔۔۔۔

سارخی - سارا کشتہ

نے میرا دست نکال دیکھا۔ اگرچہ کوئی مدلی ہم دونوں کا ہاتھ نہ لے۔ ثرواتی اچھا ہے
ہوا نے کیا کرتے تھے۔

اسی گھر کا واقعہ ہے۔۔۔۔۔ اچانک گلی میں شور مچا۔ دیکھا دھڑکتے سے لوگ
کھڑے ہیں۔

"آپ نے یہاں عورت کو گھر میں رکھا ہوا ہے بی بی؟"

"دیکھتی ہی نہ کوئی شریف عورت نہیں تھی۔ اس کا لباس بھونچڑیوں کا نہیں ہے۔
اسے یہاں سے نکالیں۔ جیسے کہاں سے بھاگ کر آئی ہے۔"

میں نے بھونچڑی کو دستانہ غور سے دیکھا اور کہا۔۔۔۔۔ "اے بھونچڑی! تجھے
اس اہل گلوں کا موسم نہیں ہے۔ اور اے بھونچڑی! تجھ سے شاید اس کے شکا ہے کہ
اب میں تجھ سے اس تکی تھی! میرے پاس ایک کتا بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔"

پھر ایک شخص نے ایک شاعر نے کہا "سارا صاحب! غریب سی تھی کہ آپ کے گھر
دلوں نے آپ کو حلق کر دیا ہے۔ آپ میرے گھر رہیں۔"

پھر امریکا میں ایک روز بازار ہو گئی۔ اچھا حال دلوں نے مجھے داخل کر دیا۔

بھائی شکر کو چہ چہ تو پھر مجھے ایک زمین کے ٹکڑے پر دائیں نے آگے۔

کراچی

امریکا میری امریکا تم مجھے بہت یاد آتی ہو اور اس کا بہت بہت شکر کہ تم نے میری
کتک پہنچا دی۔ میری طبیعت اور متحمل جانے میں اتنا اظہار اچھے بل تک شکر ہے
اس میں کی۔ اپنی امریکا کے پاس۔ قریب میں بھائی بھی آپ کو سلام کہہ رہے ہیں۔

تم پریشان نہ ہونا میں اب بالکل ٹھیک سے ہوں۔ دستانہ بھائی سعودی عرب سے ایک
بازار میں اپنے علاقہ پہنچے ہیں "ہوا کی پریشانی نہیں ہے۔ مسعود کو سلام پہنچاؤ کہ چاہے
شکری اپنی سارا

۲۳ - ۲ - ۲۳

امریکا

ہاں میں نے "میری یہ قہقہوں کی دہ سے بھائی میں "شاعر" صاحب "عزت دار سوسائٹی

مجھے بڑی غریب سے دیکھتی ہے۔ ایسا کیوں ہے امریکا؟
کبھی لوگ کہتے ہیں بل دستانہ اور میں اپنی پھولی پھولی چوڑیوں کی بدولت اپنی رنگ
ساز میں مصروف ہوں۔

پتہ روز پہلے بہت اچھے اچھے لوگوں نے مجھے ملنے سے انکار کر دیا۔۔۔۔۔ "سارا
صاحب آپ ہمارے گھر سے آ کر رہیں۔"

بھونچڑیوں نے کیا اتنی "میں تو اپنے چہرے سے اتنی کی۔ میں نے سارا سے کہا "غیر کے
لوگ سے آ کر نہ جاتی ہے۔ طور پر مجھے کہاں میں ایسا رنگ ہے جو مجھے نظر نہیں آتا اب
چاہا کہ چہرے مجھے لوگوں کے گھروں میں اب بڑا کوئی کوئی نہیں۔ غیر اور آنکھوں میں
کیونکہ حاصل نہ کیا ہے "امریکا! میں تو لوگ میری گری بھائی آنکھیں مجھے سمجھتے دیتے ہیں۔
زور دلوں میں زور دلوں کی تکیں آتی ہیں "تو غصے سے آنکھیں مرنے لگی ہیں امریکا!

آجائیں کے مجھ مجھے سارا قرار دیتے ہیں۔۔۔۔۔

اپنی دستانوں میں کہیں سے بھی راستہ مجھے گری ہوں "تو بھائی کی آنکھیں داخلی کیوں
بہا جاتی ہیں امریکا!

میرا بدن حرکت پھری کھڑی ہی جاتا ہے۔

میں یہاں پر رہ جاتی ہوں۔۔۔۔۔۔۔

لوگوں کی سلاحتی کیا مجھ سے خود ہی ہے؟

بھائی میں مجھے دیکھتے ہیں "تو ان کی آنکھیں دلوں سے لڑاؤ نہیں بھائی۔ یہ بس کے
لوگوں سے پتہ ہیں امریکا!

میں صرف گھر گشت پھری یا بازار پھری عورت تو نہیں! اور بھی اتفاق ہیں میرے
پاس۔ کی دستانوں میں میرے پاس ہیں۔ رات ایک گھری کی طرف مجھ پر اتنی ہے "اور
میرے اتفاق کیونکہ سے گھر نہ کرنے لگتے ہیں۔ ہوں کی ذاتی فرائض اور میرے ہی دور
کیوں؟

شعوری گھروں والے اپنی آنکھوں کے پھاٹوں پر میرے کھول دیکھتے ہیں۔ کتنے مجھ سے
لوگ ہیں۔ میری جھکاؤ ایک بھائی کی گود میں ڈالنے دیتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔

تیسرے سوسائٹی تو اپنے کتاہوں کا نام سارا بھائی ہے۔ گھر والے بھی کچھ غلطی سے
نہیں دیتے۔

امیر!

اب میں ڈانچوں نکاس میں پڑھتی تھی میں نے انہیں کے مقابلے میں صدر لیا تھا وہاں ایک بگسٹ ملا کیا تھا ایک رہی۔
گیت کے بدلے لے۔۔۔۔۔ "ڈاٹے کو پانی پانچ روپے گوری تو رانی سدا رہا ہے۔"

فری کتی تھی "ہاں" بھرا ہوا چھوڑا لایا کو روگ نکالے۔"

میں پندرہ اسکولوں کے طالب میں مول آتی تھی۔ پھر بھی اپنی خوشی نہیں ہوتی۔ آج کل اب لکھے محسوس ہوتا ہے کہ طبیعت ٹراپ ہوئے والی ہے۔ کمبو نہ کرلی ہوں "میں ڈاک لگاتی ہوں اور ٹراپ ابلی کرتی ہوں۔۔۔۔۔ اور پھر آکڑ سوچا جاتی ہوں۔

پچھلے دنوں آکڑ نے اسی سے کہا کہ اب کوئی دوا اثر نہیں کر رہی "اب بارہا کا دلچسپ لگا کرے گا۔۔۔۔۔ میں نے اٹھار کھوایا۔ خود کا پیش کر رہی ہوں کہ ٹھیک ہو جاؤں۔ کافی حد تک ٹھیک ہی ہوں۔

قصیدی سارا لکھتے

پاگل خانہ

ہمارے میں جب سارا نے مجھے اپنی زندگی کی داستانیں کہہ کر بھیجی تو پاگل خانے کے رٹوں کا ذکر کرتے ہوئے یہ بھی لکھا۔۔۔۔۔ "بہل مشکل ہے میں نے کافور اور عجم حاصل کئے اور پاگلوں کی جھنگ میں رہی جلد شریخ کھڑکیں کی۔"۔۔۔ وہی جھنگ اب مجھے ان کاغذات میں سے مل رہی ہے وہ سید احمد صاحب کراچی سے لائے ہیں۔
سارا کا یہ مضمون ایک دستخط ہے "یہاں دست کر رہی ہوں؟"

پاگل خانہ

مجھے خوش آتا تو میں کراچی چھٹا "میں پاگل خانے میں تھی۔ میرے امیر، پاگل اور نہیں محسوس رہی تھیں۔ میں کوئی نہیں دیکھ گئی اور سلاطین کو دیکھنے لگی وہاں ہر کسے کی آنکھ لگی ہوئی تھی۔

یہ قید ایک بے انداز سے میرے بستر پہ لٹتی تھی۔ مجھے اپنے تیسرے شوہر کے عجم دار آئے اور ایک حرکت "وہ قید سے بڑی تھی۔۔۔۔۔"

میرا شوہر ہے جا لکھے اٹا مارا کہ جسم پر نکل پڑا ہے۔۔۔۔۔ یہ قصوری کی سزا مجرم سے جانی ہوئی ہے۔ وہ۔۔۔۔۔ "میں" وہ میری شاعری سے لارا ہوا تھا اور اس میں کتنی کی وہ۔۔۔۔۔ سے مجھ پر عجم کرنا۔ جلا کر میں اس کے بوت پاش کرتی۔ تمام گھروالوں کے کپڑے دھوتی "فاقہ پڑا ہے" میں انہوں کی ٹھیکیں سننے "مجھے پورس جانے کی اجازت نہیں تھی۔ یہاں پہ مجھے گوارہ کیا جاتا کہ جلا کر میرے پاس چوٹی تک نہیں تھی۔ اس نے شادی کتے کی طرح ٹوٹ ٹوٹ کر کی تھی۔ شادی کے تیسرے روز وہ گرمی کی طرح رنگ بدل گیا۔

میں پوڑی کی طرح ٹوٹ گئی اور چار دھاری کی پتا میں وہ بگہ ہوا ہر سڑکوں پر بھی

نہیں ہوگا۔ وہ سب چاہتا ہے کہ ہم یہ بھونکتا میں طرف دیا، وہ چاہی بھر گئے ایک ماہ میں
دوسرے چارے گئے۔ میں اٹھتی تھی تو وہ گئے اور مار مار کر لڑی کھانیاں دیتی۔ میرے چہرے
سے اسے تکلیف ہوئی۔ میں اب بھر دیا کرتی میرے کمرے والے بھی میرے کمرے آتے کہ
میں نے ہند سے شادی کی تھی۔ کوئی یہ سناں حال نہ تھا۔

پھر "چوہا" کے بار بار اندر کے بند میں سے اٹھانے لے لی۔ مجھے یہ سنی دیکھی تھی کہ
تین میں وہی تاروں کو کھینچی۔ کھینچ میں کھینچی، دھکی۔ کھانے کا پانی دھکی۔ اور پھر وہ تار
محرزات تھے انہوں نے میری دھانگی سے پورا چارہ کاٹا اٹھا اور مجھے اور دیکھ کیا۔ میں
باہر باہر ہو گئی۔

میری اہلی مجھے باہر خائے پھوڑا آئیں "خائے کے گئے۔ سب مجھے ہوئی تھا۔۔۔۔۔
ایک عورت لڑکیوں میں کسی لڑکی تھی۔ دوسری عورت نے خائے سے آٹھیں چاند
دیکھی تھیں۔ میری عورت کی گوتی سے دھکی کر گیا تھا۔ میں اس کو دیکھ کر بہت ہوئی۔ میں
شامی ہوں۔ میں نے اہلی باہر گھٹا شروع کر دی۔

ایک عورت مسلسل کہتی رہی۔۔۔۔۔ میرا انداز بہت سخت نکلو۔ دوسری عورت۔۔۔۔۔
میں کمر نہیں جاتا چاہتی۔ کہیں ڈاکٹر میری پگھل نہ کر دے۔ میں نہیں دھتا چاہتی ہوں۔
ایک عورت جو باہر نہیں تھی "اس کا بھائی اسے باہر خائے پھوڑا گیا تھا۔ وہ کہتی
میں باہر نہیں ہوں " وہ میری جانناوار پر چڑھ کر اسے کے لئے مجھے یہاں پھوڑا گیا ہے۔ وہ
دھکی باہر نہیں تھی۔

ایک عورت نے کہا۔۔۔۔۔ میرا غور یہ ہے اور مجھ سے پیڑ کر دیا ہے۔ میں شریک
خاندان کی ہوں۔ ایک دوست چائے والے نے مجھے پکڑا "تھوڑی دھکیوں میں آئیں اور
اب چائیں مجھے پکڑ کر لے گی "خوشگاہ میں دس چائے والوں نے میرے ساتھ دھکیا اور پھر
مجھے مارا "اس چائے اٹھ تاروں کو کھینچی ہوں۔

ایک اور بچی نے کہا میرا دور دور میرا غور میرے ساتھ سوئے ہیں اور مجھے ایک بیل
کہتے ہیں۔

ایک نکواری بچی نے کہا۔۔۔۔۔ مجھے کے ایک خائے نے مجھے اٹھا کیا اور رات بھر
پانچ سو مجھے ہونے رہے۔

اور باقی عورتیں اس دور سے رہا نہیں کہ میں نے شہر حیات کر لے گئے۔

نہیں تھے۔ وہ بچوں کو اپنے کے لئے بھلاؤ رہتی کرتی تھیں۔

ایک بہت چمکی کھنکھرتی تھی۔ وہ اندر میں زیادہ تر ساتھ دھکی میں چھوٹی تھی
سے اچھی کیا کرتی۔ ایک خاص وقت پر یہ چوڑا دکھایا جانے لگے کے بول تھے۔

"کچ میں آؤں ہوں دھانے کا میں میں"

میں اٹھی اور اپنے تھی۔ پھر تمام عورتیں اپنے تھیں "دھکی ختم ہوا تو میری دوست
دوئے تھی۔ میں نے چ چھوڑ دی وہ وہی ہو ؟

اس نے کہا۔۔۔۔۔ مجھے ایک سے بہت تھی۔ میں نے کمر پھوڑا "بچ پھوڑا اور
میرے خائے نے میری تصویریں انہوں اور مجھ سے اسٹاک کر دیاں لگا "اور میں ایک بیل
اٹھائی۔ اور پھر اس نے ایک بھر پر قہقہہ لگایا اور پھر وہ کھنکھرتی گئی۔

ایک باری بی نے کہا۔۔۔۔۔ میرا دھکی میرے ساتھ زبردستی آٹھا۔۔۔۔۔ اور پھر ایک۔۔۔۔۔
۔۔۔۔۔ قہقہہ کا اضافہ ہوا۔

ڈاکٹر آتے اور ایک ایک صحت کھانہ کرتے۔۔۔۔۔ ایک صحت کا مطلب ہے۔۔۔۔۔
فوس۔۔۔۔۔ صحت نہیں۔

باہر کا خائے کیا اپنے کرتے ہیں ؟

کوئی عورت شور مچاتی تو ڈاکٹر ایک ایک لکھتے۔ ہم بڑی دھکی کے باہر خائے میں
تھے "اس نے دھکی کوئی چیز کھوڑ کر تھی۔ ایک عورت دوسری عورت کا کھنکھرتی۔
ایک عورت میرے سر پر بیٹھی تھی "ایک فوٹ کھانگی "ایک نے کپڑے پہن گئے۔ انہیں میں
عورتیں دھکی تھیں کہ ایک دوسرے کے کپڑے پھاڑ رہی تھیں۔

میں چھوٹی دھکی چاہے وہ "چاہے وہ "سکرت دکھوں۔ کوئی نہ سنا۔ وقت پر دھکی "تھی"
مکدے پر توں میں کھرا کھرا کر میں آؤں ایک دو دھکی ہی زبردستی کرتی

ایک ڈاکٹر تو مجھ سے فریاد۔ مجھے دھکی دھکیا۔ "پھر "سکرت دھکی دھکی دھکی۔ ڈاکٹر
نہیں آئے۔ میں نے ہسپتال کی دیوار پر کھرا "تھوڑی کپڑے "اور ڈاکٹر سے کہا۔۔۔۔۔ "میں کالم
لکھوں کی ضرورت ہے۔"

وہ چننا "کالم تو کتنی بار مجھے دیکھتے ہیں۔"

اب انصاف کے صوفے میری پگھل ہوئی تو میں بہت دھکی۔ میری عورتیں مجھ سے
پھر کمر باہر خائے میں رہ گئی تھیں۔

ساحلوں سے نکلا کھڑا گیا۔ اور میں دودھ اسے کے باہر۔ ساری عورتیں لکھ دیکھیں
 کہیں! جیسے کہہ رہی ہوں۔۔۔۔۔
 "سارا! آپ تو تم اصل پاگل خانے میں جا رہی ہو۔"

کراچی ہسپتال سے نکلا ہوا۔۔۔ سارا کا ایک خط۔۔۔ اردو کے مشہور
 انشاء نگار رام لال کے نام
 رام لال!

آج میں نے ڈاکو سے کہا۔ یہ عمارت جہلوں کے مکان سے بنی ہے۔ وہ جہاد اس
 کی نہیں میں ڈاکو میں آ رہی تھیں! وہ سب چارے ڈاکو کے اس میں نہیں تھیں۔
 سلیو چاندیوں کے گہرے رنگ آگے میں لوگ۔ انسان کی زندگی چادر سے بھی تھوڑی
 ہے۔ تو کئی کی بھوک پاؤں ہوتا ہے رام لال۔

آج میں خدا سے زیادہ اسی ہوں کہ دارا میں وہ عورتیں مر چکی ہیں۔ یہی چاہتا ہے
 ۔۔۔ میں بھی حق کی لاشوں پر اسیں اور انھیں کے ہیں مرے دلیوں کی انہیوں پر دکھ
 وہی لگتی ہوں کے شیم اٹھتے ہو چکے ہیں۔ کئی تک ہو عورت اپنے دلوں سے زیادہ بائیں
 کیا کرتی تھی! دیکھیں کتنی چپ ہے۔۔۔۔۔
 چاندی میں کوئی داریا نہیں کہ خدا کا کتنی کسی کے بھی حق میں پھنس جاتا ہے۔ تو
 نیل گدرا۔۔۔۔۔ سب سے بڑا ظالمی ہے۔۔۔۔۔ رہ۔

وہاں منظر کی دہی دروازہ تھی اور کھٹے کھارے سے خدا کی بدعا گھ گئی تھی۔

کھربے اور سے اسیں تواریں آتی ہیں۔ ہر گھن میرا بڑی کے پر فانی رہی ہے۔ یہ
 دروازے ہیں کہ کھجور! اور میری انکھیں کیوں کھول رہی ہے۔ رات پہلوں کے پردوں میں وہ
 چاند کی سویرے روز انسانوں کی فصل کات رہا ہے۔ رام لال! کھٹے بھی موت قریب ہی لگ
 رہی ہے۔ "خیر! دیکھا چاند گھ میں کچھ بہت احترام کرتی ہوں۔ اور کھٹا کھٹا دیکھتی ہوں کہ
 صاحب! انھوں کے سوا خدا سے اس چاکا ہے وہاں چل رہی دیکھتے گا۔

والسلام۔۔۔۔۔ سارا کھٹ

سلیم احمد کے انتقال پر

علم ہو یا غر۔ غم کی جھلکی کو ہمارے دھنوں نے اس منہ کا جام دیا تھا! جتنا دیا اور
 صرف اسے نصیب ہوا ہے جس کے پاس دیر کی آگہ ہو۔۔۔۔۔

سارا کے پاس ہے آگہ تھی! اور سارا کی یہی آگہ وہ دیتی تھی! وہ چاندیوں طرک
 اسے کھٹا لہو کی دکانی دیتے تھے۔۔۔۔۔

کہتے ہیں۔۔۔۔۔ سلیم احمد ایک بہت بڑے شاعر تھے! بہت اچھے نثار اور بہت اچھے
 انسان تھے اور کسی نے سلیم احمد کے لئے وہ بہت بڑا قصور تھا! اسلیم احمد تو سارا سے دیا
 نہیں کیا۔ کہتے تھے۔۔۔۔۔ "نیل بھائی! طرک سے بڑا دلی چپ نے نہیں لکھا! اور اسی
 لذت نے آپ کے اور طرف کے گہرے کھنوں کھود دیکھے ہیں۔۔۔۔۔"

اب سارا انکھوں سے وہ لکھ سارا کے کھٹے ہوئے مطمئن ملے ہیں تو ان میں ایک
 مطمئن سلیم احمد کے انتقال پر کھٹا ہوا بھی ملتا ہے۔ وہ کس پہاڑ سے کھٹا ہوا ہے! "سارا کی
 اسی آگہ کی بات کرنے کے لئے اس مطمئن کا کچھ حصہ پہاڑی دریا کر رہی ہوں۔

اس مطمئن کو سارا نے ہم دیا ہے۔۔۔۔۔ "سلیم احمد اور سارا کھٹے کی پاگل دھڑکی"
 علم کا سمندر مٹی نے اپنے من میں نہیں چھپا لیا ہے۔۔۔۔۔ یہ کی نہیں ہے ہمیں کو
 عوام دیکھتی۔ غریب اور غریب کی زمین ہم سے بھڑکی ہے۔

انسانیت میں کاغذ ہے! اور میں میں کا علم! "اور میں ان کا درس! انسان کو جانے تو
 انسان کے لئے اس سے بڑی کوئی لذت نہیں ہوئی۔ وہ زندگی کے بہت بڑے نثار تھے! اور
 ہیں۔ ان کی تھیانی اور غم! انھیں بڑی دودھ ہیں۔ ان کی غمیں صدیوں سے نکال
 مطمئن ہوئی ہیں کسی سے مانگی ہوئی زمین نہیں۔

وہ اپنے پہاڑ کھٹا کو کھٹا نہیں کرتے! بلکہ کھٹا کا پورا لولیا جانے کے بعد انکھوں کے

ہاتھوں کو زندہ کرتے ہیں۔ اور لفظ کو انسان بناتے ہیں۔

ادھر وہی 'کے' دور سے سب سے گزر رہے ہیں تو کھٹکی عمل میں وہ ہزاروں کی پیمائش میں کہیں بھی ادھر سے نہیں اترتے بلکہ اپنے ہونے کی حقیقت کو تحمل سمجھ رہے ہیں۔

بدلتی ہوئی باتیں وہ کہیں بھی سمجھتے ہوئے نظر نہیں آتے مگر وہاں ہدایت کو انہوں نے دہشت کے لفظ سے ہی شروع کیا ہو۔

ابھی ابھی تو کتنے نظر آتے ہیں کہ پتا کے دھنچکے سے میں نے انسان بنایا۔ ہزاروں کو وہ پوچھ رہے ہیں کہ 'پتا' ہزاروں کی قید ہے۔ کہ حقیقت کتنے ہیں۔

تقریبوں کی زبان درازی سب سے پہلے دیکھتے ہیں۔ تصور دہشت کی حقیقت نہیں کہتے بلکہ دہشت کو شروع کرتے ہیں۔

ادھر کے لفظ کو انہوں نے اپنی جان نہیں بچائی ہے کہ کیا کچھ وہاں بھی پہلے کو لفظ کرنا آئے ہو یا نہیں ہے۔ تیار کی طرف۔

سلیم ابو نے تمام غریب کی یہ لہجہ نہ سمجھ سکی ہے۔ اس کے علاوہ ہی نسل کو وہ شعور دیا ہے 'اپنی قربوں سے اپنی غراؤ زندگی سے' اسے ہی نسل بھی نظر انداز نہیں کر سکتی۔

ان کا درس اور انسانی رویہ انسان تک پہنچا ہے۔ ان کے چلے جانے سے سارا شہر دھوا ہے 'جیسے ہر انسان کوئی نے لوگو کو اپنے آسمانوں میں اٹھوا دیا ہے۔

سلیم ابو نے کچھ اس دہشت سے بچنے جانا سب میں لفظ لکھا بھی نہ تھا۔۔۔

میں سب کچھ سلیم ابو کے پاس جاتی 'وہ چراغ خاموشی سے انہیں دے دیتی۔ وہ سڑکا کر رکھ لیتے اور کہتے۔۔۔ کہیں ہو سارا بچا؟

شفقت سے سر پہ ہاتھ بکھیرا کرتے اور خاموشی چراغوں کو دیکھا کرتے۔ جس روز سلیم ابو کا انتقال ہوا اس روز میں سب دستور وہ چراغ کھانے کے لئے لگی۔ چراغوں کا دھیر کا ہوا تھا۔ لیکن سارے چراغ نہیں نہ کہیں سے ٹوٹے ہوئے تھے۔ میں نے چراغ دانے سے کہا۔۔۔ کیا کوئی چراغ سلامت نہیں؟

اس نے کہا۔۔۔۔۔ ان سارے چراغ ٹوٹ گئے ہیں میں نے کہا۔۔۔ تو پھر آج کچھ ٹوٹے ہوئے چراغ ہی دے دو۔

میرے ہاتھ میں ٹوٹے ہوئے چراغ تھے۔ اور میں سوچ رہی تھی 'اب سلیم ابو کو

ٹوٹے ہوئے چراغ ہی دے دو گی ممکن ہے۔ پہلی تو کامیاب کا ہوا تھا اور یہ تھا کہ لوگ

۔۔۔

میں ابھی کوئی تقریب ہے شاید۔ لیکن ابھی گیت تک ہی پہنچی تھی کہ فریاد روضی نے پہلے ٹوٹے ہوئے چراغ اپنے ہاتھ میں قلم لے کر پھر کہا۔۔۔ سلیم ابو تو۔۔۔

۔۔۔

اور میرے اندر وہ سارے چراغ جن کچھ کر شور مچاتے تھے۔۔۔۔۔ کچھ توڑے سے یہ انداز ہوا کہ اب کچھ بچی کھنے والا کوئی نہیں۔۔۔۔۔

۔۔۔ ہمارے دل دھڑکے اس دن میں خود کہیں کی۔۔۔ ہمارے دل دھڑکے! ہمیں ملی پر پلٹے پلٹے دم ہو گئی آپ ہمارے دل میں جلی کر سوسے ہیں اور جیت جیت کے لئے آنکھوں کو بند کر کے کر لیتے ہیں۔

وعدہ کریں کہ آپ وہی نہیں ہاریں گے۔

پھر اس کا وہ سرا عام بناتا ہے۔ اسی زمینوں کو پھلان کی ضرورت ہے۔ آپ ہاتھ پریشان نہ ہوں، شکوہ اظہار ہی کا کوئی نہ کوئی مل ضرور حاصل کریں گے۔

اٹھ لیجئے رہا کیجئے۔ میں خواب ضرور دیتی رہوں گی۔ جاسوسی کی دنیا کی کون جانے! ہمارا دل بھی خود بہت بڑا رہتی ہوئی۔ پریشان رہتی ہوئی۔ اب تو کسی بھی وقت دماغ بھر حاضر ہو جاتا ہے۔ گھر والے گلیوں سے بڑا بڑا کر گھر لاتے ہیں اور اب وہ بڑا ہے تو جانے کیا کیا رہتی رہتی ہوئی۔ انیس انیسویں لاکھ تک پہنچے ہیں۔ پھر سب سے بڑا ہاتھ تھامنے میں وہ کر آگئی ہوئی۔ لیکن خدا سے دعا ہے کہ وہی ہوں اسے میرے دل پہ پاؤں ہونے سے تو موت بہتر ہے۔

بھری حالت اسے لڑا ہے۔ گھر سے اکیلے نہیں مل سکتی دماغ بھری جاتی ہوئی۔ جس میں میرے دل کی قسم اور اس میں ہمارا دل۔ مجھے دکھ ہوتا ہے۔

"خداوند بدل لگاتے ہیں، میں کچھ نہیں" اسے کافی اس زمین پر ہوتا ہمارا گھر۔

سارا کا ایک خط ضیاء الحق کے نام

کئی دن ہمارے گھر پر سیم پورہری سے سارا کی ملاقات ایک ہسپتال میں ہوئی اور سارا سے اس کا دور برداشت نہیں ہوا۔ انیس ملا دے سکا نہ سارا کے بس میں تھا نہ ڈاکٹروں کے بس میں۔ اس کے لئے وہ سے سارا اس طرح غائب رہی کہ اس نے کئی دن ہمارے گھر پر سیم پورہری کو اپنا بھائی تسلیم کر لیا اور اس کے لئے پاکستان کے صاحبِ مود سے دعا لگی۔۔۔

۔۔۔۔۔ صاحبِ مود کے نام سارا کا یہ خط بلکہ اظہار میں شائع ہوا تھا۔۔۔

صاحبِ مود بھائی محمد ضیاء الحق صاحب! السلام علیکم

میرا بھائی کئی دن ڈاکٹر ہمارے گھر پر سیم پورہری میں دواؤں اور ہسپتال میں زندگی اور موت کی لکھن میں رہا ہے۔ صاحبِ مود! وہ دو سال سے پچھلے پچھلے ڈاکٹروں کے زیرِ علاج ہے لیکن اب تمام ڈاکٹروں نے کہا کہ اس کا علاج صرف امریکہ میں ہی ممکن ہے۔ صاحبِ مود! آپ نے دو سال پہلے وعدہ کیا تھا کہ میں کئی دن ڈاکٹر ہمارے گھر پر سیم پورہری میں رہوں گا اب میں حاکمِ وقت سے اپنا حق مانگتی ہوں اور محترمِ مود سے اپیل کرتی ہوں کہ اسے موت کے منہ سے بچائے کے لئے فوری طور پر امریکہ بھیجا جائے۔ اس کا تمام دواں ہے جان ہو چکا ہے صرف چھوڑنا ہے۔

صاحبِ محترم! میں آپ سے اسلام کے نام پر اپیل کرتی ہوں کہ میرے بھائی کو موت کے منہ سے بچایا جائے۔ میرے یہ محترم فوری طور پر اپنی جی کی بات سنیں گے۔ ایک جی۔۔۔ سارا اللہ

مباحث پر کوئی تکرر نہیں ہوتا۔ یہ صورت محدود کا اطلاق ہوتا ہے۔

اب تو انھوں کو پہلے آگے ہی۔ مجھے بلوائے وہاں ہی لازم نہیں کہ ایک آگے سے دیکھتے ہوں۔

کوئی بھی کسی وقت بھی میرے دور خوف کے کوئی کھو نہ سکا ہے۔ دور میرے جذبات کا
تھوڑا کسی بھی چرے پر چکا جاتا ہے۔ انھوں کی سہادت ان کے ظہور قائم کرتی ہے۔ دور بھر
وہ داری داری میرے پاس آتے ہیں اور میں پہلی ہی جاتی ہوں۔

داعی سلیم پہلی سی جہلی ہوں۔ اس کو دیکھ کر تو مجھے اپنی اڑیاں بار اڑھائی ہیں۔ اپنے
دنگ کٹوں ہیں جو میرے ساتھ جنگل سے آئے تھے۔ اس سے تو میں بھڑکا جا رہا تھا۔

میں بار بار اس بات کو بھول جاتی ہوں جیسے وہ کبھی بھی گئے نہ ہوں۔ وہ ہوائے میرے
لوگوں میں نمود ہونے کے قائل قرار دیں۔

دل آغوش کی زنجیر سے بندھا ہوا ہر گھٹا ہے اور جس چار کا پہنچ جاتا ہے۔ یہ ہے کمر
بھی چار نہیں تھا۔ آگھیں ہاتھ کے چاروں کھلی باز کی ہوئی

انسانی طور پر بھرے ہوئے بیوت سے بھولے ہیں۔ دل میں تو سمجھ رہے تھے۔ کہاں سے رکھنا!

اقصوں میں کی گھیری تھوڑی سی ہے۔
 سلیم! جتنے کی زبان داغ ہو تو کچھ ہو جو یہ شور مچائے تفتہ ہو اور مچاؤں سے

ہمیں ان کا ہے۔

[illegible]

اگر α اور β دو حلقوں کے دو مختلف نقطہ ہیں تو ان کے درمیان ایک واحد حلقہ ایسا ہے جس پر α اور β دونوں نقطہ واقع ہیں۔

بچے عرب آکر کھاتے ہیں۔

یوں کے ناکمل ہیں کہ پھر انھیں باقی کی قصبہ اور سرری مہم کو دینی کی قصبہ۔

بھلا تم ایک جی کی طرح رازیں دیا کیا ہو، مجھے سرفرازا حاصل کیا کیا ہو۔

چنانچہ انور کا بھی نہ ہوا۔ اس ایک حیرت سے ہم پر درگم کی جاتے رہے اس کو بہت احساس انور بہت قوی آپ سے انور جو لگتا تھا کہ وہاں ہاں کہہ کر اس کو جیسے خالقِ مہربان جانتے کہ جانتے کسی کی بات کا انور کا حلق سے گون سے درجوں کی رنگ ساتھ لے گئی ہے۔

میرے دل میں ایک آگ سی تھی ہے تمام لوگوں کے لیے اور ساتھیوں کے لیے۔
 یہاں کے لوگوں کی ہے میں نے دیکھا کہ۔

اسے امرتا کی ماں بدلوں کو کوئی کیسے سمجھائے کہ کہیں اس کی بیٹی مٹی ہے۔ کہا کہ اس میں لکھے بدلوں میں کوئی اس کے مقابل کھڑا ہونے کی جگہ رکھتا ہے! مگر کیا کریں۔۔۔

=====EUV=====

یہی سمجھتی تھیں کہ دوست کی زندگی میں اُسموت کے بعد چونکہ لحاظ آئے ہیں یہاں غیر متعلق ہونے اور خاموشی اختیار کر لینے سے بعد کا چھوٹا پلن چمک نہیں رہا کہ ان کا تہ نہ چاہئے کسی کسی کی جسم و جان اور دل کا قرض ہے۔

میں نہیں جانتی تھی کہ یہی صوفی شریعت سے ملاقات ہوگی اور نہیں جانتی کہ وہ ملاقات
میں نے شریعت کو اپنے دل کے قریب محسوس کیا اور پھر انھوں نے اسے ایک خدا بھی
تھیں اس کو اس کی فکر کو جس نے سارا کو چھوڑا تھا۔۔۔

اب مدینہ کی مدد سے مجھے سارا کا ایک لفظ کا ثبوت کے نام لکھا ہوا جس پر کوئی تامل نہیں ہے اور اس لفظ میں سارا نے چوں کی طرح جس پر اسے پہلے کی لفظ لکھا ہے اسی سے ظاہر ہوتا ہے کہ ثبوت اس کی بہت قریبی دو سو فی صدی سارا کا وہ لفظ جیسا کہ وہی کر رہی تھی۔



ہستہ دہان سے ملاقات نہیں ہوئی۔ پھر سوچتی ہوں آج کل تم مصروف ہو۔ کچھ دن
 دور سی۔۔۔۔۔ میں تمہیں لو اس دیکھتی ہوں تو تمہوں سے ایک اور آگے تھن لیتی ہے
 دور کھلتی ہے۔۔۔۔۔

ماریا کوئی لڑکھٹا ہے۔

کیا کہوں دوست؟ کہوں؟ ہاں! نہیں ہونا، دوست تو ہماری زمینی حالت ہو چکی ہو گی۔
 قربانوں میں پہلی فری ہو گئی ہے، دوست کہہ سکتی ہوں۔

سارا کا ایک خط
ثروت سلطان کے نام

[illegible]

میری جانی کو خشن تھی کہ سارا مستقبل میرے ساتھ رہے، مگر عملی طور پر جیسا اس کی طرف سے تھیں، میں قہر نام نہ نہ کراؤ اپنی تھی۔ اور ہم نے کافی عرصہ اگلے گلازات

امروز نے ہمیں کیا یاد۔۔۔۔۔ دوست خدا ہی جیسے ہوتے ہیں کوئی گھر پر ہمارے
 کہ دوست خدا ہی جیسے ہوتے ہیں کوئی گھر پر ہمارے

وہ دھاپ جانتے سے پہلے گھسے لی تھی۔ بس دس شام کو کہ وہاں کئی ایسی راست وہ اس مادہ کا تدارک ہو گئی۔ مجھ سے کئی بے اعتدالی کر گئی۔۔۔۔۔ گھر گئی کہ وہاں جاکر میرے ہی اچھے کہوں گی۔۔۔۔۔ بچپن یاد بھی رہے وہ اس وقت چاروں سے مل کر دھاپ سے کئی تھی۔۔۔۔۔ تیرہ سے ہی ابھی تھی اور بڑی تکلیف وہ دھاپ کرتی رہی اور اس نے بڑی سے

انڈیا جانے اور آپ لوگوں سے ملنے کا بھی اسے ارادہ نہ کیا۔۔۔۔۔ وہ آنکھیں میچا کر

اور بھری طوفانی تھی ہے کہ تم میری دوست ہو!
 خدا تمہیں سکھ دے اور قاضی ہم سے "آگھیں" نکھے!
 میں اکثر تمہارے بارے میں سوچتی رہتی ہوں اور تمہارے لئے پریشان رہتی ہوں۔
 لیکن کیا کروں!
 اور اس کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ میں جانتی ہوں تمہیں سارے سچائی لگتی
 سارے سچائی لگتی ہے اور وقت آتا تو سچ پتا ہے۔
 زندگی میں کبھی کبھی اس طرح کسی نے نہیں جانا اس طرح تم مجھے جانتی ہو۔

سارا کا ایک خط کشور ناہید کے نام

کشور ناہید پاکستان کی ایک بڑی بھلی شہسوار ہیں جن کے نام لکھا ہوا مجھے سارا کا ایک
 ایسا خط ملا ہے جو میری نظر میں ایک تاریخی خط ہے لکھتی ہے۔۔۔۔۔
 کشور ناہید!
 اگر سبھ میں دعا مانگتی ہوں تو سبھ مددگار بناتے ہیں مگر کی یہ سوارگری ہمیں کیوں نہ
 کرے۔
 ہم کی "خوشی" کسی جنگ کا نام نہیں لکھا ہوا۔ جانتی ہوں "عورت کے لئے سے
 جھنڈاؤں جاتی جاتی ہیں غور اس کے دل چاہئے جانتے ہیں۔۔۔۔۔
 یہ "کتنے" غائب ہمارے اس "ہم" پتا کو رکھتے ہیں لیکن ہم سر پہ کتنی یاد رکھتے ہیں
 ہیں۔۔۔۔۔ کوئی افواہ نہیں مان کر نہیں ہے وہ چوری کر لیں گے
 وہ افواہی آتی ہیں کہتے ہیں "امیڈیٹ" ہیں؟ تب کہ ہر کہتے ہیں شیطان کا ذکر
 ضروری ہے۔۔۔۔۔

پیش منبر بہت دور تھی۔۔۔۔۔ کہ ایک دن اسے اپنی کتاب میں پڑا ہوا یہ خط ملا۔۔۔۔۔

یہ عالم فطری اور فطرت سے ازلیت کو معلوم کرنے کے لئے لکھا ہے۔۔۔۔۔

1. 2. 3. 4. 5. 6. 7. 8. 9. 10. 11. 12. 13. 14. 15. 16. 17. 18. 19. 20. 21. 22. 23. 24. 25. 26. 27. 28. 29. 30. 31. 32. 33. 34. 35. 36. 37. 38. 39. 40. 41. 42. 43. 44. 45. 46. 47. 48. 49. 50. 51. 52. 53. 54. 55. 56. 57. 58. 59. 60. 61. 62. 63. 64. 65. 66. 67. 68. 69. 70. 71. 72. 73. 74. 75. 76. 77. 78. 79. 80. 81. 82. 83. 84. 85. 86. 87. 88. 89. 90. 91. 92. 93. 94. 95. 96. 97. 98. 99. 100. 101. 102. 103. 104. 105. 106. 107. 108. 109. 110. 111. 112. 113. 114. 115. 116. 117. 118. 119. 120. 121. 122. 123. 124. 125. 126. 127. 128. 129. 130. 131. 132. 133. 134. 135. 136. 137. 138. 139. 140. 141. 142. 143. 144. 145. 146. 147. 148. 149. 150. 151. 152. 153. 154. 155. 156. 157. 158. 159. 160. 161. 162. 163. 164. 165. 166. 167. 168. 169. 170. 171. 172. 173. 174. 175. 176. 177. 178. 179. 180. 181. 182. 183. 184. 185. 186. 187. 188. 189. 190. 191. 192. 193. 194. 195. 196. 197. 198. 199. 200. 201. 202. 203. 204. 205. 206. 207. 208. 209. 210. 211. 212. 213. 214. 215. 216. 217. 218. 219. 220. 221. 222. 223. 224. 225. 226. 227. 228. 229. 230. 231. 232. 233. 234. 235. 236. 237. 238. 239. 240. 241. 242. 243. 244. 245. 246. 247. 248. 249. 250. 251. 252. 253. 254. 255. 256. 257. 258. 259. 260. 261. 262. 263. 264. 265. 266. 267. 268. 269. 270. 271. 272. 273. 274. 275. 276. 277. 278. 279. 280. 281. 282. 283. 284. 285. 286. 287. 288. 289. 290. 291. 292. 293. 294. 295. 296. 297. 298. 299. 300. 301. 302. 303. 304. 305. 306. 307. 308. 309. 310. 311. 312. 313. 314. 315. 316. 317. 318. 319. 320. 321. 322. 323. 324. 325. 326. 327. 328. 329. 330. 331. 332. 333. 334. 335. 336. 337. 338. 339. 340. 341. 342. 343. 344. 345. 346. 347. 348. 349. 350. 351. 352. 353. 354. 355. 356. 357. 358. 359. 360. 361. 362. 363. 364. 365. 366. 367. 368. 369. 370. 371. 372. 373. 374. 375. 376. 377. 378. 379. 380. 381. 382. 383. 384. 385. 386. 387. 388. 389. 390. 391. 392. 393. 394. 395. 396. 397. 398. 399. 400. 401. 402. 403. 404. 405. 406. 407. 408. 409. 410. 411. 412. 413. 414. 415. 416. 417. 418. 419. 420. 421. 422. 423. 424. 425. 426. 427. 428. 429. 430. 431. 432. 433. 434. 435. 436. 437. 438. 439. 440. 441. 442. 443. 444. 445. 446. 447. 448. 449. 450. 451. 452. 453. 454. 455. 456. 457. 458. 459. 460. 461. 462. 463. 464. 465. 466. 467. 468. 469. 470. 471. 472. 473. 474. 475. 476. 477. 478. 479. 480. 481. 482. 483. 484. 485. 486. 487. 488. 489. 490. 491. 492. 493. 494. 495. 496. 497. 498. 499. 500. 501. 502. 503. 504. 505. 506. 507. 508. 509. 510. 511. 512. 513. 514. 515. 516. 517. 518. 519. 520. 521. 522. 523. 524. 525. 526. 527. 528. 529. 530. 531. 532. 533. 534. 535. 536. 537. 538. 539. 540. 541. 542. 543. 544. 545. 546. 547. 548. 549. 550. 551. 552. 553. 554. 555. 556. 557. 558. 559. 560. 561. 562. 563. 564. 565. 566. 567. 568. 569. 570. 571. 572. 573. 574. 575. 576. 577. 578. 579. 580. 581. 582. 583. 584. 585. 586. 587. 588. 589. 590. 591. 592. 593. 594. 595. 596. 597. 598. 599. 600. 601. 602. 603. 604. 605. 606. 607. 608. 609. 610. 611. 612. 613. 614. 615. 616. 617. 618. 619. 620. 621. 622. 623. 624. 625. 626. 627. 628. 629. 630. 631. 632. 633. 634. 635. 636. 637. 638. 639. 640. 641. 642. 643. 644. 645. 646. 647. 648. 649. 650. 651. 652. 653. 654. 655. 656. 657. 658. 659. 660. 661. 662. 663. 664. 665. 666. 667. 668. 669. 670. 671. 672. 673. 674. 675. 676. 677. 678. 679. 680. 681. 682. 683. 684. 685. 686. 687. 688. 689. 690. 691. 692. 693. 694. 695. 696. 697. 698. 699. 700. 701. 702. 703. 704. 705. 706. 707. 708. 709. 710. 711. 712. 713. 714. 715. 716. 717. 718. 719. 720. 721. 722. 723. 724. 725. 726. 727. 728. 729. 730. 731. 732. 733. 734. 735. 736. 737. 738. 739. 740. 741. 742. 743. 744. 745. 746. 747. 748. 749. 750. 751. 752. 753. 754. 755. 756. 757. 758. 759. 760. 761. 762. 763. 764. 765. 766. 767. 768. 769. 770. 771. 772. 773. 774. 775. 776. 777. 778. 779. 780. 781. 782. 783. 784. 785. 786. 787. 788. 789. 790. 791. 792. 793. 794. 795. 796. 797. 798. 799. 800. 801. 802. 803. 804. 805. 806. 807. 808. 809. 810. 811. 812. 813. 814. 815. 816. 817. 818. 819. 820. 821. 822. 823. 824. 825. 826. 827. 828. 829. 830. 831. 832. 833. 834. 835. 836. 837. 838. 839. 840. 841.



زندگی کی اس بڑی فکر سے فکر کا وقت کم ہوتا رہا اور موت کا ایک منہ

Figure 1. Study design.

دیکھو! میرے اسباب میں نہ مدح رہی نہ کوئی بدیہ۔ میں قبیح ہمت لایا ہے میں ہوں۔

وہ ایک بڑا کوریج کو لازم ہے۔ لیکن وہ ایک کی سیلاب ہوا ہوتا ہے وہ ہوتا ہے۔

وقت چ وہ چائے پور میں کھرجاؤں۔ تمہارے دل میں ایک فطری بولی اور کد کھود جائی

کے ساتھ اپنے ۱۵ بیوی سے لکھ پڑھتے تھے۔

تسلیم ہو، اپنی اپنی جگہ کے کچھ لکھیں اور آپ کو گانے میں اپنی پوری خاموشی کے

1999 2000 2001 2002 2003 2004

میں کہا ہر گئی ہوں علیہ کے آنسوؤں سے پہلے میں غائب تھک رہی تھی جاتی ہوں۔ کرا

اسی لیے اللہ کے مجھے تک : انیس۔ لیکن کیا ہے۔۔۔۔۔ تو مگر یہ سب کچھ

ابھی بھی نہ ڈر تھے گی۔ لیکن یہ کھلم نے ایسی طور ڈر چکے ہیں یہ تو نے کھلم نے علیہ

گوئے مجھ سے پہلے کو؟ تو مجھے سید کو دے دیا کہ آئے والے گل میں میں بھی ایک ٹیپٹ

میں نے انہیں ان لوگوں کی۔ اور تم بھی مجھے آپ شیخ سے ملنے کی ہوا۔



سارا کا آخری خط
عطیہ کے نام

ملا نے مجھے ایک خط میں لکھا تھا "کیج ٹو" کے کہ سلیم کا خط ملا کہ اسرا کا علم ہے کہ

ہمارا عقیدہ ہے کہ تمہاری دعاؤں کے بغیر یہ کام نہیں ہو سکتا۔ اس لیے ہمیں تم سے دعا ہے کہ

ہاں۔ ہم میں اسے اپنی طرف سے نہیں جانتی۔ علی کی طرف سے اسے اس طرح سے جانی تھی

اور یہ بھی کہ اگر کوئی دوست سارا کو چار اور عزت سے اپنا پاس رکھ سکتی ہے تو وہ صرف

مطرح ہے۔ یہ ۱۹۷۳ء کی رپورٹ ہے۔ اعلیٰ کے معیار کی سبب احمد علیم خاں کو آگے بڑھنے

تھے اور یہی طرح پرچیاں تھے کہ سارا نے اسی کی سوجھ بوجھ کو پہچان لیا ہے۔ لیکن اسی

کے لیے رچے بسلیں تیار کی جاتی ہیں۔

ان دنوں قرآن میں جو کچھ ملے گا اسے پڑھ کر دیکھیں۔ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی روشنی میں کون کون سے کام ہیں جن کو کرنا چاہیے اور کون کون سے کام ہیں جن سے پرہیز کرنا چاہیے۔

میں اپنے باپ سے مل گیا تھا۔ اس نے کہا کہ میں نے تم کو پہچان لیا ہے۔

یہی بات کہ جیسی ملک کے حکمران اور لوگوں کے درمیان ہے وہی ہے کہ جیسی ملک کے حکمران اور لوگوں کے درمیان ہے

یہ سب سے زیادہ اہم اور قابل ذکر ہے۔

”اے تو! تمہیں ہے علمِ باہر کا قیامِ حاکم، یہ نعمت ہی نہیں تھی ہے“

میں تقریباً سب سے دور کی بار خانہ میں بھی گئے وہاں سے کلام کو اردو میں تراجم کرتی ہے۔

اکمل ہے اس کے پاس رہائی ہے اور ملتا ہے وہی اس کے پاس رہی تھی۔۔۔۔۔

اس کا معنی ہے کہ طہارے اس وقت تک نہ لگی کہ لے آئیے کہ لیں

ہر سکتا ہے۔ یہ اظہارِ عقیدہ کو مل چکا تو یہ کسی نہ کسی طرح سیدنا کا ارمانہ بدل گئے ہیں کہ صواب

۱۰۰ سال۔ انہیں یہ خط صلیب کی کتاب میں چڑھا دیا اور یہیں ان کے بعد سب ملنا شروع ہو گئی کہ

ایک تھی سارا ایک تھا سعید

ایک مدت ہوئی جب میں نے اٹانچے تک کا ایک ٹول چمکا تھا۔۔۔ ایک سال
ایڑ میں۔۔۔۔۔ اس کا کردار ایک نسبت مصوم انسان ہے۔ اسے دیکھ کر مجھ پر نہیں
اس کی تھا صرف اتنی ہے کہ وہ بہت خوبصورت اور دلچسپ ہی لگتا ہے اور ہاتھ سے چمک کر
دیکھتے۔ گھر بازار اور گلیاں شہر میں کوئی ایسا انسان نہیں ہے اس کی مصومیت کو سمجھ سکتے۔
صرف ایک دوست ہے کہ اسے سمجھ پاتا ہے اور ہر قسم پر اس کی حفاظت کرتا ہے۔ لیکن
ایک وقت آتا ہے جب اس دوست کے لئے اس کی حفاظت کر سکتا اس کے اس میں نہیں
رہتا۔۔۔۔۔ وہ جانتا ہے کہ ابھی وہ لوگ اس کے پیچھے لگے ہوئے ہیں ایک وقت اس کی
آنکھوں میں سولی ہوئی ہے۔۔۔ اور ابھی وہ اس کے ہاتھ تھامے گا اور ایک بہت بڑی
سوت اس کا مشت ہوگی۔۔۔۔۔ اس وقت وہ دوست لوگوں کی آگے بھاگ کر اسے ایک پھاڑی پر
لے جاتا ہے۔۔۔۔۔ جانتا ہے لوگ دیکھا کر رہے ہیں "وقت بہت کم ہے" لیکن وہ اطمینان
سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتا ہے اور کہتا ہے۔۔۔۔۔ دیکھو! پھاڑی کے پیچھے یہ وہی
جگہ ہے بہت بڑی ہے اور بڑی کے کنارے "میں تم اپنا ایک پھوٹا سا سلی کا گھر بنا
چاہتا ہوں" اور چاہتا ہوں کہ وہاں میرے پاس لے چڑھنے پر اسے کھیل رہے ہوں۔۔۔۔۔

وہ سب کی باتیں اتنی بڑی ہیں کہ اس کی توجہ اتنی تھکی کہ اس کی آنکھوں میں زندگی کا جتنا
تھکے لگتا ہے۔۔۔۔۔ اسے دیکھ کر نہیں کہ باتوں میں کچھ جانتے ہیں کہ کچھ نہیں کہہ سکتے
لوگ اب ہاتھ قریب آئے کوئی۔۔۔۔۔ اور جب اس کی آنکھیں ایک چنے سے بھر جاتی
ہیں تو اس کا دوست کہتا ہے اسے کون مار دیتا ہے۔۔۔۔۔ اسے سے پہلے کہ وہ ایک
دستیار پھیر کے ہاتھ آجائے۔۔۔۔۔

کچ۔۔۔۔۔ جب میں سارا کے سعید کے نام لکھے ہوئے خط چاہ رہی ہوں تو مجھے
لگتا ہے میں اٹانچے تک کے شہر کو کہہ کر ایک مدت ہوئی چمکا تھا اسے اتنی پہلی بار دیکھ
رہی ہوں۔۔۔۔۔

سارا کو پتہ چل گیا تھا اور ہاتھ خالی میں تھی۔۔۔۔۔ اور جسوری تمام کو
پتہ کرنے کے اجرام میں کھور کے اہل قدر کی دکانوں کے کھور بھی۔۔۔۔۔ اور جب
ہو گئی ہے گلیاں اور گلیوں میں جاتے ایک پھیر اس کے پیچھے چلے گئے تھے اس کا ایک
ہی دوست تھا وہ سارا کی مصومیت کو سمجھتا تھا اور اس نے لوگوں کی نظروں سے بھاگ کر
سعید کی صورت میں سارا کی آنکھوں میں ایک بہت خوبصورت چمکا بھرا۔۔۔۔۔ اور جب
اس کی آنکھوں میں زندگی کا جتنا تھکے لگا تو اسے دیکھنے سے انکار کر آجائیں کی گور میں رکھ
دیا۔۔۔۔۔

سارا کے سعید کے نام لکھے ہوئے خط لکھا ہے۔

سعید!

جیسے تم نے میرا ساتھ دیا ہے کبھی فراموشی نہیں کر سکتی۔ تم کی اہل تھکی نے
مجھے متاثر کر دیا ہے۔ کبھی دل میں یہ خیال نہ آئے گا کہ میری وجہ سے آپ کو کوئی
دکھ پہنچے گا۔ میری کسی بھی بات کو کوئی سے پہنچا نہیں ہو تو جانے گا۔۔۔۔۔ میری
نیت کا دخل نہیں رہا ہوگا۔

میرے قدم تو آج میری ہی قدر ہو جاتے۔۔۔۔۔

میرے گھر پر پھول نہیں چڑھے ہیں آپ ہی کی وجہ سے۔۔۔۔۔

سعید ہے "زندگی یہ میری گھڑی بہت دور گئی ہے اسے سائیں لیتے ہیں ساتھ ہو گئے۔
میرے دل میں وہ آپ کے لئے عقیدت کے پھول کھلے ہیں تو تمک اٹھیں ہوں۔ جانے
کیوں!

یار رہے۔۔۔۔۔ نوٹارہ کے میں سخت غور ہوں زندگی میں بعض گھڑیوں کی وجہ
سے یہ بھی دیکھ۔ میں نے تو کسی گھڑی میں کھلی تھی۔

آپ نے تو مجھ میں انسانی قدروں کو بے اگہا ہے اور انسانی سچ ہے مجھ سے طاقت کی

بھری کوئی راست ترقی ہے۔۔۔

میں تھارے افکار کی پتا پر حق ہو اپنی معراج چلوں گی سید!۔
تم نے مجھے پتا کے دھوکے سے افسانہ بھرا۔۔۔

شہزادی۔۔۔ سارا

سید!

تم چلے جاتے ہو؟ اس خوف سے ہی سونیں اپنی آنکھیں لپٹ میں جھکا لیتی ہیں۔ اور
سوچوں کا بھی افکار کرنا پڑے تو افکار کے چالیں میں کیا سہا طم ہو گا؟

کوئی یہ سارا اپنا میدان اور گھوڑا فوجتہ نہیں کرتا، لیکن افکار اور دوری اپنی اپنی
انگوٹیاں خوب جانتے ہیں۔ سوچوں کو لٹکا لٹکا کر دین تو میری کتاب کھو جائے گی سید! اہلیانہ
دارا سراسر سے آگے کا سفر ہے بارگھ سے میری تیرہ سمت چاہو!

پانچل نہیں اندھے نظروں کو اب بولنے کا حق نہیں دینا چاہتے دارا! آسم کیا ہم سے یا
نظروں کھٹکے نہیں کرتے؟۔۔۔ اس سے بڑا ظالم کون سا ہوتا ہے سید! کھٹورہ زمین کا میر
ہوتا ہے بھر بھی کہتے ہو۔۔۔ چپ رہتی ہوں؟

کائناتوں سے چمکے ہیں کب چپ رہی۔

میں نے اپنے سید کو کب کب اور کیسے کیسے شک میں کیا۔

اس چپ پر کسی بھی شک کی سچائی نہ چاہوں گی۔

تم چلے جاتے ہو سید تو گھڑی کی سلیب سے میری لائی تھی بارگھرتی ہے انہیں انہیں
اندازہ نہیں۔

تھوڑی کا لٹکا بھی اس آستے معلوم میں اتنا سا ہی ہے۔

بار بار مجھ سے میری تیرہ سمت چاہو۔

شہزادی گھڑی کی گھٹکے گھٹکے اتار کر رکھتی ہے کہ لپٹ اپنے نظروں میں سولی ہی
نہیں۔ ایک بات بھلاں۔۔۔ ایک حتی سارا! ایک تھا سید۔۔۔ وہ دونوں اتنا چاہتے تھے اور

اتنا کہ لٹکا تم کہیں نہیں رہ پاتا تھا۔

نگہ کا ایک گیت بارگھ ہے۔ تو ہی میرا سہرا ہے۔ تو ہی میرا ڈھارا اور میں ایک۔

کھینچی ہوں! جیسے کنارے لٹکے کو کیوں کہوں! ذاب بھی ہلاؤں تو تجھ میں ہی اوروں کی
کیونکہ تو ہی میرا سہرا ہے 'تو ہی میرا ڈھارا'۔

یہ گیت جاتے کیوں جاتی ہیں اور بھرپور دن بھر وہ بڑاتی رہی۔

شہزادی۔۔۔ سارا

سید۔۔۔

سید!

آسم اور اس نے تھے۔ یہ میں تھی۔

میری اسی کی قبر میں ایک۔ یہ بھی صبرت رہی ہوگی کہ وہ بھی اپنی جتنی کے آسم! اور اس
آسم کو بچے بچیں۔

رات جھوٹے ساحل ساحل است رو رہی ہے۔ آسم کا حق اپنی دہر رکھتا ہے۔ گھر میں
سب سو رہے ہیں اور میں بھر آسموں میں رہاتی کی جاگ لگاتے 'صبح کا اور شہزاد افکار کر
رہی ہوں۔

آج صبح دانا ہے تم نے بگھٹ کی یہ دم بجم تو تم نے بگھٹ ہے ایک سہا بگھٹ۔
رات تم اور آسم! رات کو کتنا سہا جاتے ہوئے ہیں۔

ایک لاش ہے میری۔۔۔۔ افکار نے آسموں سے آنکھیں پٹائی گئی ہیں۔

اور آج تم کہتے ہو سید! کیا کہتے ہو! سارا کی آنکھوں میں اس وقت بھی آسم نہ تھا
بب سارا کا چہ مرا تھا۔ سارا تو اس وقت بھی نہیں ہوئی 'بب کا پھر تھکے میں ڈاکٹر نے
میری بے طرحی کی۔ یہ ایک بڑی داستان ہے۔ اسے دانا رات اس سے میری داستان کیا
کھینچے گا! بھلاں بے زبان ملاحوں اور بے زبان بچوں کو میرا قدم جاتا کیا۔۔۔

سارا تو اس وقت بھی نہیں ہوئی 'بب اس کا چہرہ ہوئی سے بڑا نہ رہ گیا تھا۔ ملاح
بب افسان کو بڑا کیا کیا تو اسے بھوک سے افسان پینا کیا کیا۔

میری آنکھیں بھر اور اس ہیں۔ اور آسموں کی لاشیں میرے ہی چپے پر پڑ رہی ہیں۔
رات کے تین بجے ہیں اور گھڑی کد رہی ہے کہ سب سے لڑاں فطوں طرح آگے

ہوئی ہے۔ اور اس کیوں ہو جاتی اس آگے؟

میں تو سارے دہلی سے لڑاں چپ رہ چکی تھی۔

شہزادی سارا

من کے انتہائی سے نہیں بچیں مگر گواہ کہ میری چالی فٹ باجھی پہلی ہے۔ اور ہے گھروں کا سب سے بڑا ع۔۔۔ گھر ہوا ہے۔

گھروں کی حفاظت میرا فرض نہیں ہے اور گھر ہوا ہے۔

”منزلوں کو پاسے دیکھوں کا احترام کرنا چاہئے۔ ہر انسان اپنے دیکھوں کا احترام نہیں کرنا“
”نہ تو یہاں گھبراہٹ اس کا احترام کرنا بھول جاتی ہیں۔“

کئی کی بات ”میں ہر جگہ گھبراہٹ کا اس میں سے گھبراہٹ ہوا“۔۔۔ سید! گھبراہٹ۔۔۔ چاہیے۔۔۔ سے گھبراہٹ ہے میں کیا کہہ گی اسے سارے گھبراہٹ“
”میں ایک گھبراہٹ دیکھوں کی ضرورت نہیں ہے کہ میرا وقت اس کی تحقیق نہیں ہے۔ میں ایک معمولی بھارتی ہوں۔ چار روز بعد کرمی دہلی کی ضرورت ہوتی ہے اور ایک گھبراہٹ اس کی ضرورت ہوتی ہے۔“

طریقہ کی طرف کی وجہ ”کیسے سارا میں دہلی کی۔ میں چاہیے کہ غلطی میں ہوں کہ میں خود بخود سارا میں گھبراہٹ۔“

اور کئی وجہ نہیں کہ میں بہت جلد یہ سارا میں نہ کر لوں۔

تم دعا کرنا کہ یہ سارا میں ہی بچتی ہوئی ہیں۔

دیکھتے گھبراہٹ اس عظیم چاند کو میں دلی طور پر غراں نہیں جیتی کرتی ہوں کہ گھبراہٹ
”یہ دہلی معمولی دہلی نہیں۔ میں سارا میں اس چاند کی بہت قدر کرتی ہوں۔“

تو کی جانے چاہئے دلی گئے ہے دلی پہلی

تو کی جانے چاہئے چاند انکاراں اقل لڑا ہے جاننا ہے

تو کی جانے؟

گھبراہٹ۔ سارا

۲۰۰۰

خود کشی سے پانچ دن پہلے

چار دن کی نامور رات سے چار دن پہلے [31] مئی تک سارا اور سید کو کچھ نہیں لکھے تھے۔ وہی نہیں مئی کے دن سارا سے سید کے نام ایک خط لکھا اور سید کے گھر پر رکھا ہوا۔

خط میں کہیں لکھا نہیں ہے کہ سارا کو موت کی تشویش اپنی طرف لے جا رہی ہے۔ لیکن پانچ دن بعد یہ واقعہ ہوا ”اسکی مدد میں اس خط کو دیکھیں تو گتا ہے“ جیسے سارا نے جان لیا تھا کہ موت جی شہد سے اسے اپنی طرف لے جا رہی ہے۔ اور اگر آج اس نے سید کے پاس ہوتے ہوئے بھی ”سید کو خط نہیں لکھا تو زندگی کا ایک قرض اس پر رہا چاہئے۔۔۔۔“

یہ خط سید کی محبت کا شہرہ ادا کرنا ہوا“ غصہ مئی سے ادا کرنا تھا ہوا بھی گتا ہے۔۔۔۔

سید!

تم نے زندگی میں ہر طرحی ”حالت“ محبت لکھے دی ہے وہ زندگی میں کچھ تک کسی نے نہیں دی تھی۔

دلایا کی ساری زندگی پہ ایک تم ہو“ تم ہو سید! جس نے سارا کو چاہا۔ سارا کو غور کسی نے بھی نہیں چاہا۔

تم میں وہ عشق ہے کہ میری چٹائی تک کو تم نے پھل دیا دیا اور اپنا میں دلی بار دیکھا۔ آگ کو پھل دینے والا پہلی بار دیکھا۔

خدا کا شہر ہے کہ اس نے اپنی زندگی پہ ایک انسان سے ملاقات۔۔۔۔ محبت اور جین کی ہر جی پہلی سے لکھے لکھا۔ یہ تم ہو۔

انہیں دہلیز "شہ" ساور' فراق اور فاضل تک حیرت ہاں بیٹھتے ہیں۔۔۔ اس "ایک ہاتھ کا
فاسل ہے" یہ ہے وہ چالے گا تو میں تم سب سے بہت ہائیں کر گئی۔۔۔ ایک ٹیپٹ کے
ساتھ کھڑی ہو کر نہیں "تم سب دوستوں کے ساتھ ایک ٹیپٹ میں چڑھ کر۔۔۔"

امروا بہتم

آخری حرف۔۔۔۔۔ باب شیاف

سارا کا حلیہ کے ہم کیا ہوا آخری دن چھٹے کے بعد صرف ایک ٹیپٹ چلا ہے اور
بکھڑ نہیں۔۔۔۔۔

سارا اب ایک ٹیپٹ میں آئی ہے "لیک ایک ہی طرح" بس طرح اس نے دیکھنے کی
حق۔۔۔۔۔

وہ "لوہے لکڑی" کی صورت میں شیخ ہوئی "حق" "جہاں میں" اور پھر "آکھیں" کی
صورت میں شیخ ہوئی "جہاں میں" بس کی بدلتی کراچی کی آہٹ کو نقل میں "ہاں" کی
ہوئی۔۔۔۔۔

خا ہے۔۔۔۔۔ اس میں حلیہ مسود نے صورت کی "حق" "راہ" اور اور امور نکال
نے سارا پر مضمون چڑھے تھے "اور اس کتاب کے لئے لکھے ہوئے بہت بکھڑا تھا۔۔۔"
۔۔۔ وہ وہی روت سلطان نے چڑھے تھے "ساتھ ہی سارا کی کواڑ میں لپ کی ہوئی اس کی
ظہیں سنوئی گئی تھیں اور انکی ایک خاص علم مسود میں پھر "انکار چاہب صاحب نے
اپنی کواڑ میں چڑھی "حق" اور ساتھ ہی کہا تھا۔۔۔۔۔ "اسی قسم لکھنے کی ہر بات صرف سارا
کے ہاں تھی۔"

اور اب سیدہ امرو کی سارا اکائی "جہاں" اس ایک ٹیپٹ کو بنا کر چالے گی "ایک
یہ لوگ انکار چاہب صاحب کے ساتھ حق نہیں ہیں" وہ حق ہوتے ہائیں کے "اور اب
میں اپنے اپنے ایک ٹیپٹ میں سارا سے ملاقات کریں گے۔۔۔۔۔ انہیں سارا کی ایک
اپنی نگین کا دھار ہو گا" "تو انہیں میں" "انہیں" کہتے ہیں۔۔۔۔۔

اس وقت میں اپنے ایک ٹیپٹ کے ساتھ کھڑی ہوں اور سارا سے مخاطب ہوں۔۔۔
۔۔۔ "لوہے دوست" اس وقت میرے کتے ہی "میں دوست۔۔۔۔۔" "وہ" "وہ" اور "وہ"
اس سے لکھ رہی ہوں "کلی داس" "سلطان" "ہو" "دارت" "بستر" "چال" "چاہب" "کواڑ" "داس"
"انہیں دہلیز" "شہ" ساور' فراق اور فاضل تک حیرت ہاں بیٹھتے ہیں۔۔۔ اس "ایک ہاتھ کا
فاسل ہے" یہ ہے وہ چالے گا تو میں تم سب سے بہت ہائیں کر گئی۔۔۔ ایک ٹیپٹ کے
ساتھ کھڑی ہو کر نہیں "تم سب دوستوں کے ساتھ ایک ٹیپٹ میں چڑھ کر۔۔۔"

امروا بہتم